عمران سریز

ہیلی کاٹ

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

http://forums.hibuddiez.com

پشاور کینٹ سے محترمہ طاہرہ اور محترمہ ناہید صاحبہ لکھتی ہیں۔ ہم آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتی ہیں لیکن ہمیں آپ سے یہ گلہ ضرور ہے کہ آپ نے اب تک سیکرٹ سروس کی اکلوتی لڑکی جولیا کی شادی نہیں کرائی۔ اگر عمران اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تو آپ اس کی شادی تنویر سے ہی کرا دیں۔ کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ تنویر سیکرٹ سروس میں شامل ہی جولیا کی وجہ سے ہوا ہے۔ امید ہے آپ ہماری بات ضرور مان لیں گے۔ اس طرح عمران کے ہوش بھی ٹھکانے لگ جائیں گے۔

محترمہ طاہرہ و محترمہ ناہید صاحبہ! آپ کا مشترکہ خط لکھنے اور ناول شوق سے پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کا گلہ واقعی بجا ہے کہ جولیا کی شادی ہو جانی چاہیئے اور اگر عمران سے نہ ہو تو تنویر سے ہو جائے تاکہ عمران کے ہوش ٹھکانے لگ سکیں۔ لیکن آپ کا یہ فقرہ کہ "عمران کے ہوش ٹھکانے لگ سکیں"، پڑھنے کے بعد تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ آپ صرف عمران کے ہوش ٹھکانے لگانے کے لئے جولیا کی شادی تنویر سے کرا دینا چاہتی ہیں ورنہ شاید آپ کی بھی یہی خواہش ہے کہ جولیا کی شادی عمران سے ہی ہو۔ لیکن آپ نے یہ نہیں لکھا کہ جولیا کی شادی تنویر سے ہو جانے کے بعد عمران کے ہوش کس ٹھکانے پر لگیں گے۔ ایک ہی تو ٹھکانا ہے جو آپ تنویر کے حوالے کر دینا چاہتی ہیں۔ اس لئے پہلے وضاحت فرمائیں پھر آپ کی تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

توصیف بڑے اطمینان بھرے انداز میں سامنے رکھی میز پر دونوں ٹانگیں رکھے صوفے پر تقریباً نیم دراز ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کہ میز کی ایک سائیڈ پر موجود ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ لیکن توصیف نے اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا تک نہیں۔ وہ مسلسل رسالہ پڑھنے میں ہی مصروف رہا۔ لیکن گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

"کمال ہے۔ فون کرنے والے نے بھی شاید سوچ لیا ہے کہ حشر تک ریسیور نہیں رکھنا" ۔۔۔ آخرکار توصیف نے رسالہ ایک طرف رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ٹانگیں میز سے ہٹا کر وہ سیدھا ہوا اور ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"جی فرمائیے۔ میں بیچارہ توصیف بول رہا ہوں" ۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کہاں گئے تھے تم. اتنی دیر سے فون کر رہی ہوں تم اٹھا ہی نہیں رہے تھے" ـــــ دوسری طرف سے اس کی منگیتر شہلا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے تو یہ تم فون کر رہی تھیں۔ مگر تمہارے گلے کو کیا ہوا ہے" ـــــ توصیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرے گلے کو کیا ہونا ہے۔ تم بتاؤ کہاں گئے تھے کیوں اتنی دیر لگائی ریسیور اٹھانے میں" ـــــ شہلا نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے اب مجھے کیا پتہ تھا کہ تمہارا گلا خراب ہو گیا ہے۔ اس لئے مترنم گھنٹی کی بجائے کرخت سی آواز نکل رہی تھی فون سے۔ میں سمجھا ہو گا کوئی فولادی گلے والا۔ اور تم جانتی ہو کہ میں آوازوں کے معاملے میں کس قدر باذوق واقع ہوا ہوں" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تم نے فون ہی پرانی ٹائپ کا رکھا ہوا ہے جس میں ایسی گھنٹی بجتی ہے جیسے بدروحیں چیخ رہی ہوں۔ ہزار بار کہا ہے کہ کوئی جدید قسم کا فون رکھ لو۔ لیکن ہر بار تمہارا یہی جواب ہوتا ہے کہ یہ انٹیک ہے۔ اب انٹیک تو ایسی ہی گھنٹیاں بجائے گا" ـــــ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا اور توصیف بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں یہ انٹیک والی بات تو درست ہے۔ اس لئے تو مجھے بوڑھی عورتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ سر پہ سفید بال۔ جسم پہ سو بر

لباس۔ اور جھریوں سے بھرا ہوا چہرہ۔ آنکھیں بجھی بجھی ہوئیں۔ ڈھیلی ڈھالی چال۔ میرا مطلب ہے خالص انٹیک" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کر لو کسی بوڑھی کوسٹ سے شادی۔ کس نے منع کیا ہے تمہیں" ـــــ دوسری طرف سے شہلا کی غصے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے ریسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ابھی شہلا یہاں جلتی بھنتی پہنچے گی تاکہ اس کے انٹیک کے ذوق کو بدل سکے اور وہ اس کی عادت جانتا تھا۔ وہ سیر و تفریح کی بیحد شوقین تھی۔ اس لئے لازماً وہ اسے باہر لے جا کر ہی دم لے گی۔ اس لئے وہ اس کے آنے سے پہلے ہی تیار ہو جانا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لباس بدل کر اور بال سنوار کر باتھ روم سے نکلا اور اس نے صوفے پہ رکھا ہوا معلوماتی رسالہ اٹھا کر الماری میں رکھا اور الماری کے نچلے خانے سے ایک فیشن میگزین نکال کر صوفے پہ بیٹھ گیا۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ دور پورچ میں اسے کار کی زوردار بریکوں کی آواز سنائی دی اور توصیف نے جلدی سے وہ فیشن میگزین اٹھایا اور اس کا خاص طور پر وہ صفحہ کھول دیا جس پر انتہائی فیشن ایبل لڑکیوں کی تصویریں چھپی ہوئی تھیں۔

"کہاں ہو تم بوڑھے کوسٹ" ـــــ شہلا کی راہداری میں سے

چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے شہلا دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر غصے کے شدید آثار موجود تھے۔

"چالیس سال بعد آنا۔ پھر بوڑھے کھوسٹ سے ملاقات ہو جائے گی" —— توصیف نے رسالہ پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ مگر دوسرے لمحے شہلا نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے اس طرح رسالہ جھپٹ لیا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے۔

"ہونہہ فیشن ایبل نوجوان لڑکیوں کی تصویریں دیکھی جا رہی ہیں اور مجھے کہتے ہو کہ مجھے انٹیک عورتیں پسند ہیں۔ بوڑھی کھوسٹ" —— شہلا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں تو یہ دیکھ رہا تھا کہ جب یہ لڑکیاں انٹیک بنیں گی تو کیسے لگیں گی" —— توصیف نے جلدی سے کہا۔

"کیوں تمہارا کیا مطلب، کیسی بھی لگیں" —— شہلا نے رسالہ ایک طرف اڑاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے تم سے کوئی زیادہ اچھی انٹیک ثابت ہو جائے تم تو مجھے انٹیک بن کر کوئی چڑیل بنتی نظر آتی ہو۔ یہ اتنے لمبے لمبے دانت۔ چھوٹی چھوٹی اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں۔ اتنے پچکے ہوئے گال کہ ایک ایک کوفتہ دونوں گالوں میں آسانی سے بھر جائے۔ یہ لمبے لمبے ناخن۔ ہاتھوں پر نیلی نیلی رگیں ابھری ہوئی" —— توصیف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ تو تم میرے متعلق ایسے سوچتے ہو۔ کبھی اپنی شکل دیکھی ہے آئینے میں۔ بالکل پہاڑی چوہے جیسی شکل ہے تمہاری" —— شہلا نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"اسے جو کچھ بھی ہوں آخر ہوں تو تمہارا ہی" —— توصیف نے کہا تو دوسرے لمحے شہلا اس طرح کھلکھلا کر ہنس پڑی جیسے کسی نے اس کے دل کے تاروں کو چھو لیا ہو۔

"اسی لئے تو برداشت بھی کرتی ہوں لیکن سنو خبردار اگر آئندہ تم نے کسی بوڑھی عورت کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھا آنکھیں پھوڑ دوں گی سمجھے" —— شہلا نے کہا۔

"چلو وعدہ بالکل نہیں دیکھوں گا" —— توصیف نے فوراً وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"پکا وعدہ کرو" —— شہلا نے اٹھلا کر کہا۔

"بالکل پکا وعدہ اب میں نوجوان لڑکیوں کو گھورا کروں گا۔ فیشن ایبل خوبصورت جو تتلیوں کی طرح خوبصورت لباس پہنتی ہیں اٹھلا اٹھلا کر چلتی ہیں جیسے راج ہنس چل رہا ہو" —— توصیف نے جواب دیا۔

"کیا۔ کیا تم گھورو گے لڑکیوں کو —— میں تمہاری آنکھیں نہ نوچ لوں گی —— نہ دیدے کہیں کے بے شرم" —— شہلا نے شدید غصے سے چیخ کر کہا۔

"ارے ارے تو اب تک اندھا ہو جاؤں —— نہ نوجوان

لڑکیوں کو دیکھنے دیتی ہو نہ بوڑھی عورتوں کو" ___ توصیف نے
جلا کر کہا۔

"بس تم مجھے دیکھ سکتے ہو سمجھے تم۔ میرے علاوہ تم نے کسی اور کو دیکھا تو تجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا۔ یہ میری لاسٹ وارننگ ہے" ___ شہلا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں دیکھنے سے تو میری آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور آنکھیں چندھیا جائیں تو بینائی ختم ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ اور بینائی ختم ہو جائے تو پھر اندھے کو بیوی سے زیادہ لاٹھی کی ضرورت ہوتی ہے" ___ توصیف نے معصوم سے لہجے میں کہا اور شہلا اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم فکر نہ کرو میں تمہاری لاٹھی بن جاؤں گی" ___ شہلا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر لاٹھی میری ہو گی تو پھر بھینس بھی لازماً میری ہو گی کیونکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا محاورہ موجود ہے۔ لیکن مجھے بھینس پسند نہیں ہے۔ بے ڈول۔ بدوضع" ___ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم اس طرح مجھے بھینس کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ میں تمہیں بھینس نظر آتی ہوں" ___ شہلا کے چہرے پر ایک بار پھر غصہ کے آثار ابھر آئے۔

"میں تو اس وقت کی بات کر رہا ہوں۔ جب تمہارے حسن کے جلوے سے میری بینائی متاثر ہو جائے گی۔ ظاہر ہے پھر

تمہیں نظر آنے کے لئے بھینس بننا پڑے گا۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ میں تمہیں دیکھوں یا......." توصیف نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اس بار شہلا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ لیکن یہ تم لباس بدلے کہاں جانے کی تیاری میں تھے۔ پہلے یہ بتاؤ" ___ شہلا ہنستے ہنستے ایک بار پھر سنجیدہ ہو گئی۔

"ضروری تو نہیں کہ کہیں جانے کے لئے ہی پراپر ڈریس پہنا جائے۔ کوئی آ بھی تو سکتا ہے" ___ توصیف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا تو تم کسی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ یوں بن سنور کے۔ بولو کس نے آنا تھا۔ بتاؤ۔ ورنہ میں تمہاری اور اپنی جان ایک کر دوں گی" ___ شہلا کا چہرہ غصے سے لال بھبوکا ہو گیا۔

"اب کیا بتاؤں ایک حسینہ عالم نے آنا تھا لیکن......" توصیف نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم حسینہ عالم کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ اسی لئے ریسیور نہ اٹھا رہے تھے۔ کون ہے وہ کلموہی۔ میں ذرا اس کی شکل تو دیکھوں۔ چہرہ نہ نوچ لیا اس کا تو شہلا نام نہیں" ___ شہلا کا پارہ اب نقطہ عروج کی طرف تیزی سے دوڑ رہا تھا۔

"تم میں ہمت ہی نہیں ہے حسینہ عالم کا چہرہ نوچنے کی۔

اس لئے خواہ مخواہ کی باتیں نہ کیا کرو" ___ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے چیلنج کر رہے ہو مجھے ___ اچھا اب دیکھنا میں کیا حشر کرتی ہوں اس کلموہی حسینہ عالم کا۔ آنے تو دو" ___ شہلا غصے سے ناچ اٹھی۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں" ___ توصیف نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک پرانا سا آئینہ نکال کر شہلا کی طرف بڑھا دیا۔

"لو دیکھو اور پھر نوچو اس کا چہرہ" ___ توصیف نے کہا۔

"کیا کیا مطلب" ___ شہلا چند لمحے تو غصے کی شدت سے توصیف کا مطلب ہی نہ سمجھ سکی لیکن دوسرے لمحے وہ اس بری طرح کھلکھلا کر ہنس پڑی کہ کمرہ اس کی مترنم ہنسی سے گونج اٹھا۔

"تم بے حد شرارتی ہو ___ بے حد ___ لیکن ہو سخت بور ___ اتنے اچھے موسم میں یہاں کمرے میں گھسے بیٹھے ہو ___ تمہیں پتہ ہے آج ہوٹل کوہسار میں بہترین فنکشن ہے۔ اور میں نے وی۔ آئی۔ پی سیٹیں بک کرا رکھی ہیں۔ چلو میرے ساتھ" ___ شہلا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"چلئے جناب جہاں لاٹھی لے جائے اندھے نے تو وہیں جانا ہے" ___ توصیف نے بڑے مودبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"خبردار اب اگر تم نے اپنے آپ کو اندھا کہا۔ کوئی وقت شنید کا ہوتا ہے۔ چلو اب باہر بھی نکلو" ___ شہلا نے میٹھے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر راہداری میں سے ہوتے ہوئے باہر پورچ میں آ گئے۔ جہاں شہلا کی شاندار کیڈلاک موجود تھی۔

"ارے تم آج پھر یہ بحری جہاز لے آئی ہو ___ خواہ مخواہ کی فضول خرچی ___ ہر میل پر ایک گیلن پٹرول پھونک دیتی ہے تم میری سپورٹس کار میں چلو۔ ایک بار پٹرول ڈلواؤ تو پھر وہ پٹرول پمپ کسی میوزیم میں ہی نظر آتا ہے" ___ توصیف نے کہا۔

"وہ تمہاری ڈبیا وہ کار ہے اور ہم اس ڈبیا میں جائیں گے ہوٹل کوہسار میں ___ کیا کہیں گے لوگ۔ چلو بیٹھو" ___ شہلا نے اسے کیڈلاک کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جدید ماڈل کی شاندار کیڈلاک کوٹھی سے نکل کر ہوٹل کوہسار کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ہوٹل کوہسار اپ لینڈ کا نو تعمیر شدہ سات منزلہ سیون سٹار ہوٹل تھا۔ اور جب سے یہ ہوٹل بنا تھا۔ اپ لینڈ کا تمام خوشحال طبقہ جیسے دوسرے ہوٹلوں کا رخ ہی بھول گیا تھا۔ ویسے بھی ہوٹل کوہسار کی انتظامیہ تقریباً ہر روز ہی کوئی نہ کوئی ایسا فنکشن کر ڈالتی تھی کہ جس میں شرکت کئے بغیر اس طبقے کو چین آ ہی نہیں سکتا تھا۔

کار جب ہوٹل کوہسار کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی تو

واقعی وہاں جشن کا سا سماں تھا۔ رنگین لہراتے ہوئے آنچل اور انتہائی قیمتی تھری پیس سوٹوں میں ملبوس نوجوان اِدھر اُدھر گھومتے پھر رہے تھے۔ ہوٹل کا لان اس قدر خوبصورت انداز میں بنایا گیا تھا کہ جب تک فنکشن شروع نہ ہوتا۔ نوجوان جوڑے اندر ہال میں بیٹھنے کی بجائے لان میں وقت گزارنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ شہلا نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں کار سے اُتر کر لان کی طرف بڑھ گئے۔

"کمال ہے۔ اس قدر خوبصورت دوشیزائیں یہاں اپ لینڈ میں رہتی ہیں اور مجھے پتہ ہی نہیں"۔۔۔ توصیف نے جان بوجھ کر فقرہ اچھالتے ہوئے کہا۔

"یہ دوشیزائیں نہیں ہیں۔ بوڑھی بکریاں ہیں۔ سمجھے ۔۔۔ بس میک اپ اور لباس کے زور پر دوشیزائیں بننے کی ناکام کوشش کرتی رہتی ہیں"۔۔۔ شہلا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے شہلا ایک کام نہ کریں۔ یہاں اپ لینڈ میں مقابلہ حُسن نہ منعقد کرا دیں۔ مجھے یقین ہے۔ ایسی ایسی خوبصورت حسینائیں مقابلے میں شریک ہوں گی کہ لطف آ جائے گی"۔۔۔ توصیف نے ایک طرف پڑی ہوئی لان چیئرز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"مقابلہ حُسن۔ مقابلہ تو تب ہو جب کوئی مقابلے میں بھی ہو۔ اس لئے یہ پروگرام یہاں کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔ ہاں بوڑھی بکریوں کا مقابلہ کرانا ہو تو بے شک کرا لو"۔۔۔ شہلا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب کیوں مقابلے پر نہ آئیں گی"۔۔۔ توصیف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ حالانکہ وہ شہلا کی بات اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنے متعلق بات کر رہی ہے کہ اس کے مقابلے میں کون آ سکتا ہے۔

"میں ان کے چہروں پر تیزاب نہ پھینک دوں گی۔ آئیں تو سہی مقابلے پر"۔۔۔ شہلا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور توصیف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ایک بات بتاؤ۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ موسم بہار میں شادی کر لو گے۔ پھر۔۔۔۔۔۔" شہلا نے یکلخت چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اچانک اُسے کوئی اہم بات یاد آ گئی ہو۔

"ہاں بالکل۔ وعدہ تو کیا ہے۔ لیکن۔۔۔۔۔۔" توصیف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن کیا۔۔۔۔۔۔" شہلا نے چونک کر پوچھا۔

"موسم بہار تو آنے دو"۔۔۔ توصیف نے جواب دیا۔ اُسی لمحے ایک باوردی ویٹر ان کے سامنے ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی مشروبات کی بوتلیں رکھ کر چلا گیا۔

"پتہ ہے۔ وعدے کے بعد دو موسم بہار گزر چکے ہو۔ لیکن تم ہو کہ موسم بہار آنے سے پہلے ہی ملک سے باہر چلے جاتے ہو۔ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر۔ لیکن اس بار میری بات سن لو۔ آئندہ ماہ موسم بہار شروع ہونے والا ہے۔ اس بار کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ سمجھے"۔۔۔ شہلا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بالکل نہیں چلے گا۔ میں اس کی ٹانگیں ہی توڑ دوں گا۔ پھر کیسے چلے گا"۔۔۔ توصیف نے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کس کی ٹانگیں توڑ دو گے"۔۔۔ شہلا نے چونک کر پوچھا۔

"بہانے کی۔ لاٹھی تو اب میرے پاس ہے ہی"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور شہلا کے چہرے پر واقعی بہار کے رنگ بکھر گئے۔ آنکھیں ستاروں کی طرح چمک اٹھیں۔

"گڈ یہ بات ہوئی ناں۔ میں آج ہی ممی کو فون کروں گی۔ تاکہ وہ انتظامات شروع کر دیں"۔۔۔ شہلا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تم تو میری شادی پر اس طرح خوش ہو رہی ہو۔ جیسے تمہاری شادی ہو رہی ہو"۔۔۔ توصیف نے چہرے پر مصنوعی حیرت لاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تمہاری اور میری کا کیا مطلب"۔۔۔ شہلا نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یعنی تمہاری اور میری کے درمیان تمہیں فرق ہی معلوم نہیں ہے۔ کمال ہے۔ خواہ مخواہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی فیسیں بھرتی رہی ہو۔ ایسا کرو کسی تعلیم بالغاں کے سنٹر میں داخلہ لے لو۔ کم از کم تمہیں مذکر مؤنث کے فرق کا تو پتہ لگ جائے

گا"۔۔۔ توصیف نے بات کا رُخ موڑتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہر چکر چلانا شروع کر دیا ہے۔ اب مجھے تمہارا کوئی اور بندوبست کرنا پڑے گا"۔۔۔ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا

"بندوبست۔ کیا مطلب"۔۔۔ توصیف نے چونکتے ہوئے پوچھا

"میں کر لوں گی۔ تم فکر نہ کرو۔ ایسا بندوبست کروں گی کہ تم چھ ماہ تک ہسپتال پڑے کراہتے رہو گے"۔۔۔ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں تو یتیم اور مسکین آدمی ہوں۔ اور تم اس قدر خوفناک باتیں کر رہی ہو"۔۔۔ توصیف نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس بس جو میں نے کہہ دیا ہے وہ فائنل ہے۔ بس ایک ماہ بعد دیکھنا۔ آؤ اب اندر چلیں ہال میں فنکشن شروع ہونے والا ہے"۔۔۔ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور توصیف بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور وہ دونوں ہال کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن ابھی وہ ہال کے مین گیٹ سے کچھ فاصلے پر تھے کہ اچانک ایک آدمی توصیف کے پاس سے گزر کر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ اس آدمی کا کندھا توصیف کے کندھے سے ٹکرایا تھا۔ توصیف کے چہرے پر غصے کی چمک اُبھری ہی تھی کہ اس آدمی نے مڑ کر سوری کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اور توصیف بے اختیار چونک پڑا۔ یہ غیر ملکی تھا۔ اور توصیف کے ذہن میں اس کا چہرہ دیکھتے ہی ایک جھماکا سا ہوا تھا۔ اُسے

یاد آگیا تھا کہ اس نے اس شخص کو ایکریمیا کی ریاست ڈون کے ایک بدنام ہوٹل میں کسی سے لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور بعد میں کسی نے اسے بتایا تھا کہ یہ ڈون کا بدنام ترین مجرم ہے۔ اس کا نام ڈیگر بتایا گیا تھا۔ اور اب یہ ڈیگر یہاں اپ لینڈ میں موجود تھا۔

"کیا بات ہے کیا سوچنے لگے ہو"—— ہال میں داخل ہوتے ہی شہلا نے توصیف کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں"—— توصیف نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ایک سپروائزر کی رہنمائی میں وی۔ آئی۔ پی سیٹوں کی طرف بڑھ گئے۔ لیکن توصیف یہ دیکھ کر بیحد حیران ہوا کہ وہ ڈیگر بھی وی۔ آئی۔ پی سیٹوں پر موجود تھا۔ اس کی سیٹ توصیف کی سیٹوں کے قریب ہی تھی۔ وہاں ڈیگر کے ساتھ ایک اور غیر ملکی بھی موجود تھا۔ جس کا چہرہ لمبوترا سا تھا۔ سر پر چھوٹے چھوٹے بھورے رنگ کے بال تھے۔ لیکن اس کے چہرے پر جیسے خباثت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ دونوں اکٹھے سامنے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ جب کہ انہوں نے ہاتھوں میں بلیک وہسکی کی بڑی بڑی بوتلیں پکڑی ہوئی تھیں اور وہ دونوں اس طرح بلیک وہسکی جیسی تیز ترین شراب لمبے لمبے گھونٹ لے کر پی رہے تھے جیسے شراب کی جگہ وہ کوئی شربت پی رہے ہوں۔

"ڈیگر سہراب کی طرف سے کوئی پیغام ملا ہے یا نہیں"——

لمبوترے چہرے والے کی آواز توصیف کے کانوں میں پڑی۔ شہلا اس وقت اٹھ کر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اس لئے توصیف اکیلا بیٹھا مشروب کی چسکیاں لینے کے ساتھ ساتھ ان کی باتوں کی طرف توجہ کئے ہوئے تھا۔ ہال میں خاصا شور تھا لیکن اس کے باوجود ان دونوں کی ہلکی ہلکی آوازیں پوری توجہ کرنے کی وجہ سے اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔

"نہیں ابھی تک تو اس نے رابطہ قائم نہیں کیا۔ حالانکہ اس کا کہنا تھا کہ جلد از جلد رابطہ قائم کرے گا"—— ڈیگر کی قدرے بھاری سی آواز سنائی دی۔

"لیکن مشن کے دن تو نزدیک آتے جا رہے ہیں۔ جب تک بنیادی معلومات نہ ملیں گی کام کیسے چلے گا"—— لمبوترے چہرے والے نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں فیکس یہ تو باس کو معلوم ہو گا کہ وہ کیا بندوبست کر رہا ہے۔ ہم تو ظاہر ہے۔ اس کے حکم کے ہی غلام ہیں۔ جب حکم کرے گا کام شروع کر دیں گے"—— ڈیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فنکشن کے افتتاح کا اعلان شروع ہو گیا۔ اور ہال میں یکلخت خاموشی سی طاری ہو گئی۔ وہ دونوں بھی خاموش ہو گئے۔ اسی لمحے شہلا بھی ڈریسنگ روم سے واپس آ کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور توصیف نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب تک کی ان

دونوں کی گفتگو سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ وہ یہاں کسی خاص مشن پر آئے ہیں۔ اور ان کا کوئی باس بھی ہے۔ توصیف نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان کی نگرانی کرے گا۔ اور جب ان کا مشن سامنے آ جائے گا تو وہ اپ لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف راجندر سنگھ کو اس کی اطلاع دے دے گا۔ اس کے بعد وہ خود ہی انہیں سنبھال لے گا۔

عمران نے دور سے ہی سڑک پر ہجوم دیکھ کر کار آہستہ کی اور پھر اس نے ہجوم کے قریب جا کر کار ایک طرف کر کے روک دی۔

"کیا ہوا۔ سڑک کیوں بلاک کی گئی ہے" ___ عمران نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر ایک نوجوان سے پوچھا۔

"ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جناب دو کاروں کا۔ دونوں پچکی پڑی ہیں سڑک پر۔ چار آدمی مر گئے ہیں دو شدید زخمی ہیں" ___ اس نوجوان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سیڈ۔ کیا گزرنے کا راستہ بھی نہیں ہے" ___ عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"راستہ تو ہے لیکن لوگ اکٹھے ہیں" ___ نوجوان نے جواب دیا۔ اسی لمحے دور سے پولیس سائرنوں کی آوازیں نزدیک آتی

سنائی دیں اور یہ آوازیں سنتے ہی لوگ تیزی سے واپس اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف دوڑ پڑے۔ پھر جب تک پولیس کی گاڑیاں قریب آئیں سڑک صاف ہو چکی تھی۔ عمران کے آگے دس بارہ گاڑیاں رکی ہوئی تھیں لیکن اب وہ سب روانہ ہو گئی تھیں۔ عمران نے بھی ان کے پیچھے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد وہ جائے حادثہ پر پہنچ گیا۔ واقعی دونوں کاریں آمنے سامنے سے ٹکرائی تھیں اور بری طرح سے پچک گئی تھیں۔ دس بارہ آدمی ان کے گرد موجود تھے۔ سڑک پر ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ شاید زخمی ابھی یہیں موجود ہوں تو وہ انہیں ہسپتال پہنچا سکے۔ لیکن قریب جا کر اس نے دیکھا کہ کاروں کے اندر چار لاشیں پھنسی ہوئی پڑی تھیں۔ زخمی البتہ موجود نہ تھے۔ اتنی دیر میں پولیس وہاں پہنچ گئی۔ اور اس نے حادثے کا باقاعدہ چارج سنبھال لیا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ کیا اس حادثے میں کوئی آپ کا عزیز بھی تھا" ___ ایک پولیس آفیسر نے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں میں تو یہاں سے گزر رہا تھا کہ رک گیا" ___ عمران نے جواب دیا۔ وہ اسے پہچان گیا یہ انسپکٹر عظمت تھا۔ سوپر فیاض سے اس کا ملنا جلنا تھا اس لئے وہ عمران سے اور عمران اس سے واقف تھا۔

پولیس نے پچکی ہوئی گاڑیوں کے مختلف حصے کاٹ کاٹ کر لاشیں نکالنی شروع کر دیں۔ اور جب ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر سے لاش باہر نکالی گئی تو انسپکٹر عظمت نے لاش کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لاش ایک نوجوان آدمی کی تھی جو اپنے لباس اور شکل و صورت سے ڈرائیور ہی لگتا تھا۔ انسپکٹر نے اس کی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور اُسے دیکھنے لگا۔ عمران کی نظریں کارڈ پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کارڈ ڈاکٹر افشار کا تھا۔ اور عمران ڈاکٹر افشار کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ یونیورسٹی کے اس تحقیقاتی ادارے کے انچارج تھے جو مائننگ اینڈ آئل پر ریسرچ کرتے تھے۔ ڈاکٹر افشار خاصے مشہور آدمی تھے اور آئل پر ان کے تحقیقاتی مضامین اکثر عمران کی نظروں سے گزرتے رہتے تھے۔

"کیا یہ ڈاکٹر افشار کا ڈرائیور تھا۔ کہیں ڈاکٹر افشار تو کار میں موجود نہ تھے"۔۔۔ عمران نے چونک کر انسپکٹر عظمت سے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے جناب۔ لوگ بتا رہے ہیں تین زخمیوں کو ہسپتال لے جایا گیا ہے"۔۔۔ انسپکٹر عظمت نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران وہاں پہلے سے موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا زخمیوں میں کوئی بوڑھا یا ادھیڑ عمر آدمی بھی تھا"۔۔۔ عمران نے اس سے پوچھا وہ چونکہ ڈاکٹر افشار سے ذاتی طور پر تو واقف نہ تھا اس لئے اس نے اندازے سے پوچھا تھا۔

"جی نہیں۔ تین عورتیں تھیں وہی زخمی ہوئی ہیں اور وہ بھی اس پیلے رنگ کی کار میں تھیں۔ یہ نیلی کار میں تو اکیلا ڈرائیور ہی تھا جو مر گیا"۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور چونکہ اس ڈرائیور کی لاش نیلے رنگ کی گاڑی سے نکالی گئی تھی اس لئے عمران نے سر ہلا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد ہی اس کی کار آگے بڑھ گئی۔ وہ ضلع اعظم گڑھ جانے کے لئے نکلا تھا جو دارالحکومت سے دو سو کلومیٹر دور ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ اعظم گڑھ میں اس کے والد کے ایک پرانے دوست نواب ارشد علی خان رہتے تھے۔ انہیں کوئی اہم مسئلہ درپیش تھا۔ اور انہوں نے سر رحمان سے درخواست کی تھی کہ عمران کو فوری طور پر ان کے پاس بھیجا جائے۔ نواب ارشد علی خان چونکہ سر رحمان سے ملنے اکثر کوٹھی آتے جاتے رہتے تھے اس لئے عمران بھی ان سے اچھی طرح واقف تھا۔ نواب ارشد زمیندار تھے اور اعظم گڑھ کے قریب ان کا ایک بہت بڑا جدید فارم تھا۔ نواب ارشد کو فارمنگ سے جنون کی حد تک شوق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ارشد ماڈل فارم پر انہوں نے اس قدر محنت کی تھی کہ یہ فارم اب پاکیشیا کے بہترین فارموں میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ اور فارمنگ سے دلچسپی رکھنے والے اکثر غیر ملکی بھی اسے خاص طور پر دیکھنے آتے تھے۔ نواب ارشد علی خان مشہور شکاری بھی تھے اور پوری دنیا کے جنگلات میں شکار کھیل چکے تھے۔

عمران ڈاکٹر افشار کے متعلق سوچتا ہوا اعظم گڑھ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور جب اس نے نواب ارشد کی قدیم اور نوابانہ ٹھاٹھ کی حویلی کے مردانہ حصے میں جاکر کار روکی تو ایک ملازم تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ یہ نواب ارشد کا خاص ملازم سیٹھی تھا۔ جو بیک وقت اس کا منیجر۔ سیکرٹری اور باڈی گارڈ بھی تھا۔ ریٹائر فوجی تھا۔ اور ابھی تک اس کی صحت قابل رشک تھی۔ چونکہ نواب ارشد کے ساتھ ہی وہ سر رحمان کی کوٹھی میں آتا جاتا تھا۔ اس لئے عمران اس سے اچھی طرح واقف تھا۔

"سلام چھوٹے صاحب"۔۔۔ سیٹھی نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے عمران کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام سیٹھ صاحب۔ کتنے بنکوں کی تجوریاں بھر چکی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیٹھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چھوٹے صاحب ہم تو نام کے سیٹھ ہیں۔ آیئے نواب صاحب آپ کے شدت سے منتظر ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر میری ڈیوٹی باہر لگا رکھی ہے کہ جیسے ہی آپ آئیں آپ کو فوری طور پر ان تک پہنچادیا جائے۔ دارالحکومت سے ایک مہمان بھی آئے ہوئے ہیں"۔۔۔ سیٹھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا نواب صاحب کے اس خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں نواب صاحب کا ڈیرہ رہتا تھا۔ سیٹھی اس کے پیچھے مودبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔۔۔ عمران نے پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے فصیح عربی لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آؤ بیٹے آؤ۔ ڈاکٹر صاحب ان سے ملیے۔ یہ سر رحمان کے صاحبزادے علی عمران ہیں"۔۔۔ چھوٹے قد لیکن بھاری جسم کے نواب ارشد علی خان نے صوفے سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد لیکن چھریرے جسم کے ادھیڑ عمر بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کا سر بالوں سے بے نیاز تھا۔ اور آنکھوں پر موٹے فریم کی عینک تھی۔ چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"اور عمران بیٹے، یہ ڈاکٹر افشار ہیں۔ یونیورسٹی کے شعبہ مائنگ اینڈ آئل کے انچارج"۔۔۔ نواب ارشد علی خان نے ادھیڑ عمر آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ڈاکٹر صاحب آپ سے مل کر مجھے یقیناً بیحد خوشی ہوتی لیکن"۔۔۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر افشار عمران کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑے جب کہ نواب ارشد علی خان کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ کیونکہ وہ عمران کی فطرت سے بخوبی واقف تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران حسب عادت شرارت پر تلا ہوا ہے۔

"کیا کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔۔۔ ڈاکٹر افشار نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ یہاں کار پر آئے تھے۔ نیلے رنگ کی شیراڈ کار نمبر ایس۔ ٹی۔ وی۔ سکس زیرو سکس زیرو" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں مگر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا" ——— ڈاکٹر افشار کی حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اس بار نواب ارشد علی خان بھی چونک پڑے تھے۔

"اس لئے تو مجھے آپ سے مل کر اس وقت مسرت نہیں ہو رہی۔ ورنہ میں آپ کے تحقیقاتی پیپرز پڑھتا رہتا ہوں۔ اور مجھے آپ سے ملنے کا اشتیاق بھی تھا لیکن اس وقت میں آپ کو ایک افسوس ناک خبر سنانا چاہتا ہوں کہ آپ کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو چکا ہے اور آپ کا نوجوان ڈرائیور ہلاک ہو گیا ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایکسیڈنٹ۔ اور رستم ہلاک ہو گیا ہے۔ اوہ ویری سیڈ" ——— ڈاکٹر افشار کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ وہ بے اختیار کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔

"یہ کیا کوئی شرارت ہے عمران" ——— نواب ارشد نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں نواب صاحب موت شرارت نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک المناک واقعہ ہے۔ میں یہاں آ رہا تھا کہ راستے میں دو کاروں کا ایکسیڈنٹ ہوا دیکھا۔ جن میں ایک کار ڈاکٹر صاحب کی تھی" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ میری کار کیسے پہچانتے ہیں جب کہ میری آپ سے پہلی ملاقات ہو رہی ہے" ——— ڈاکٹر افشار نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ ایکسیڈنٹ اور ڈرائیور کی موت کے ذہنی صدمے سے قدرے باہر آ گئے تھے۔

"آپ کے ڈرائیور کی لاش گاڑی کو کاٹ کر نکالی گئی۔ اور جب پولیس نے اس کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے آپ کا وزیٹنگ کارڈ بھی برآمد ہوا۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا تھا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نواب صاحب پلیز آپ مجھے واپس گھر بھجوا دیں۔ اس وقت میرا ذہن ماؤف ہو چکا ہے۔ پھر کبھی ملاقات ہو گی۔ رستم کو میں بے حد پسند کرتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں بچوں کی طرح پلا ہے" ——— ڈاکٹر افشار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"واقعی افسوس ناک حادثہ ہے۔ ٹھیک ہے آیئے۔ تم بیٹھو عمران میں ڈاکٹر صاحب کو کار تک چھوڑ آؤں۔ پھر تم سے باتیں ہوں گی" ——— نواب ارشد نے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ ڈاکٹر افشار کو ساتھ لئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ عمران نے سامنے رکھی میز پر پڑی ایک کتاب اٹھائی اور اسے دیکھنے میں محو ہو گیا۔ کتاب ایکریمیا کے ایک علاقے میں پائی جانے والی انتہائی پر اسرار پہاڑی چٹانوں سے متعلق تھی۔ ان چٹانوں میں سے رات کے وقت ایسی آوازیں سنائی دیتی ہیں جیسے کوئی عورت چیخ رہی ہو۔ مدد کے لئے پکار رہی ہو۔ عمران کو کتاب خاصی دلچسپ محسوس

ہوئی۔ اس لئے اس نے سرسری طور پر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔

"میں نے ہمیں اس کتاب میں درج واقعات کے سلسلے میں ہی بلایا تھا"۔۔۔ چند لمحوں بعد نواب صاحب کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"کیا مطلب کیا آپ کا خیال ہے کہ ایکمیا کی ان پہاڑیوں میں چیخنے والی عورت میری وجہ سے چیخ رہی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور نواب ارشد علی خان مسکرا دیئے۔

"سنو عمران اپ لینڈ اور پاکیشیا کی سرحدوں کے درمیان ایک علاقہ ہے درا ہم۔ وہاں ایک گھنا اور طویل قدرتی جنگل موجود ہے جسے عام طور پر کالا جنگل کہا جاتا ہے۔ میں اکثر شکار کھیلنے اس جنگل میں جاتا رہتا ہوں کیونکہ یہاں ہرن کی ایک خاص نسل افراط سے ملتی ہے۔ اس جنگل کے اندر ایک طویل پہاڑی سلسلہ بھی ہے۔ یہ سلسلہ خاصے وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔ گزشتہ دنوں میں شکار کھیلنے وہاں گیا۔ سیٹھی میرے ہمراہ تھا۔ رات ہمیں وہیں پہاڑی سلسلے میں ہی ہو گئی۔ ہم دونوں رات گزارنے کے لئے ایک غار میں ٹھہر گئے۔ کہ آدھی رات کو اچانک دور سے کسی عورت کے چیخنے اور مدد مدد پکارنے کی آواز سنائی دی اور ہم دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ طاقتور ٹارچیں ہمارے پاس تھیں۔ اس لئے ہم دونوں اس عورت کی مدد کی غرض سے غار سے نکلے اور اس طرف کو دوڑنے لگے جدھر سے وہ آوازیں مسلسل آ رہی تھیں۔ ہم نے اسے آوازیں بھی دیں لیکن وہ مسلسل

چیختی اور ہیلپ ہیلپ پکارتی رہی۔ یہ آوازیں اس غار سے کافی فاصلے سے آ رہی تھیں۔ اس لئے ہمیں بے تحاشا تقریباً آدھے گھنٹے تک دوڑنا پڑا۔ ہم دونوں اس طرح دوڑنے کی وجہ سے بری طرح ہانپ رہے تھے لیکن ایک انسان کی مدد کا جذبہ ہمیں دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ ہم اس آواز کے قریب پہنچے تو یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس پہاڑی سلسلے کے ایک خاص حصے سے یہ آواز چٹانوں کی درزوں کے درمیان سے نکل رہی تھی۔ یہ چٹانیں اس قدر سخت اور بڑی تھیں اور آپس میں اس طرح جڑی ہوئی تھیں کہ ان میں سے کسی عورت کے اندر جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا لیکن آوازیں مسلسل آ رہی تھیں۔ ہم نے جواب میں آوازیں دیں لیکن آوازیں مسلسل آتی رہیں اور ہم دونوں حیران پریشان کھڑے رہے۔ پھر اچانک یہ آوازیں بند ہو گئیں اور ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ہم نے ان چٹانوں پر نشانات لگائے اور باقی رات وہیں بیٹھ کر گزاری۔ صبح کو ہم نے اس کی اچھی طرح چیکنگ کی لیکن وہ عام سی چٹانیں تھیں۔ وہاں سے کافی فاصلے پر جنگل میں ایک قبیلہ رہتا تھا۔ ہم نے جب ان سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ شیطانی چٹانیں ہیں۔ یہاں سے ہر چودھویں رات کو اسی طرح عورت کے چیخنے کی آوازیں آتی رہتی ہیں اور صدیوں سے آ رہی ہیں۔ میں یہ سن کر بیحد حیران ہوا۔ پھر میں شکار سے واپس آ گیا لیکن میرا ذہن اس سلسلے میں مطمئن نہ تھا۔ کہ اچانک ایک فنکشن میں ڈاکٹر افشار سے ملاقات ہو گئی۔ وہاں

باتوں باتوں میں جب میں نے ان پر اسرار آوازوں کی بات کی تو ڈاکٹر افشار چونک پڑے ۔ انہوں نے بتایا کہ ایکریمیا میں بھی ایسی ہی آوازیں ایک پہاڑی سلسلے سے سنی جاتی تھیں ۔ وہاں جب تحقیقات کی گئی تو پتہ چلا کہ ان پہاڑیوں کے نیچے ایک خاص دھات کی کان موجود ہے ۔ یہ دھات قیمتی نہ ہے ۔ اس کا نام ہیلی کاٹ ہے البتہ اس دھات پر ریسرچ ہو رہی ہے اور اسے کارآمد بنانے کے لئے اس پر کام کیا جا رہا ہے ۔ وہ مجھے اپنی رہائش گاہ پر لے گئے اور انہوں نے یہ کتاب مجھے دی ۔ اور واقعی اس کتاب میں یہ ساری تفصیلات درج ہیں ۔ لیکن کل ہی میں نے ایک میگزین میں ایک ایسا مضمون پڑھا ہے جس نے مجھے تشویش میں ڈال دیا ہے ۔ یہ مضمون بھی ایکریمیا کی ان پہاڑیوں سے متعلق ہے جہاں سے یہ آوازیں نکلتی ہیں ۔ اس میں ایک خاص بات درج ہے کہ ایکریمیا کی چند مجرم تنظیمیں ان پہاڑی سلسلوں پر جبراً قبضہ کر کے وہاں سے ہیلی کاٹ نکال رہے ہیں اور اس سلسلہ میں کئی مجرم تنظیموں کے درمیان زبردست جھگڑے بھی ہو رہے ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی درج ہے کہ پاکیشیا کے کالے جنگل میں بھی ہیلی کاٹ دستیاب ہوتی ہے اور ایک مجرم تنظیم کا چیف وہاں بھی کاروائی کرنے کا سوچ رہا ہے ۔ یہ مضمون پڑھ کر میں نے سوچا کہ یہ ہیلی کاٹ نامی دھات لازماً کسی خاص مقصد کے لئے کام آتی ہوگی اس لئے اس کے حصول کے لئے وہاں زبردست قتل و غارت ہو رہی ہے ۔ میں نے سوچا کہ اگر کوئی بات ہے

تو کیوں نہ اس دھات سے پاکیشیا خود فائدہ اٹھائے ۔ لیکن ظاہر ہے میں یہ بات معلوم نہ کر سکتا تھا کہ ان مجرم تنظیموں کو اچانک اس دھات سے کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے ۔ اس پر مجھے تمہارا خیال آیا لیکن مجھے تمہارا فون نمبر یا رہائش گاہ کا علم نہ تھا اس لئے میں نے سر رحمان سے بات کی تاکہ تم میرے پاس آؤ ۔ ڈاکٹر افشار سے بھی میں نے بات کی تاکہ ان سے بھی اس سلسلے میں تفصیلی بات چیت کی جائے کیونکہ فون پر ڈاکٹر افشار نے مجھے بتایا تھا کہ ہیلی کاٹ کی اس دستیابی کا ذکر انہوں نے اپنے ایک مضمون میں میرے حوالے سے کیا ہے ۔ لیکن تم نے آتے ہی ایک ایسی خبر سنا دی کہ ڈاکٹر افشار کو پریشانی کے عالم میں واپس جانا پڑا ۔“ —— نواب ارشد علی خان نے پوری تفصیل سے بات کہتے ہوئے کہا ۔

” وہ مضمون کس میگزین میں شائع ہوا ہے “ —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا ۔ اور نواب ارشد علی خان نے اٹھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک رسالہ نکال کر عمران کو دے دیا ۔ یہ ایک ایکریمی رسالہ تھا ۔ اس کا نام ٹرو سٹوریز تھا یعنی سچی کہانیاں ۔ چونکہ عمران کو ایسے رسالوں سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی تھی اس لئے ایسے میگزین وہ نہ پڑھتا تھا ۔ لیکن اب یہ ساری باتیں سننے کے بعد اس نے اس میں درج وہ مضمون پڑھنا شروع کر دیا ۔ لکھنے والے نے واقعی خاصی تحقیقاتی ڈھنگ کی تھی ۔ اس میں دو مجرم تنظیموں راسکلز اور ہاف رائٹ کے نام بھی دیئے گئے تھے ۔ ہاف رائٹ کے ایک سربراہ ہرمنڈ

سے یہ بات منسوب کی گئی تھی کہ وہ پاکیشیا میں پائی جانے والی ہیلی کاٹ کو حاصل کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے۔ رچمنڈ نے کہانی نگار کو بتایا تھا کہ یہ دھات ایک ایسا ملک انتہائی گراں قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہے جو سامنے آنا نہیں چاہتا۔ اس لئے اس کے پیچھے جھگڑے شروع ہو گئے ہیں۔

"آپ مجھے بتائیں کہ ان پہاڑیوں کا محل وقوع کیا ہے"۔۔۔ عمران نے سٹوری پڑھنے کے بعد میگزین بند کرتے ہوئے نواب ارشد سے پوچھا اور نواب ارشد نے پوری تفصیل سے اُسے بتا دیا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ بہرحال آپ اور سیٹھی دونوں ہوشیار رہیں۔ کیونکہ آپ کا نام اس چکر میں سامنے آ گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا محل وقوع تلاش کرنے کے لئے آپ پر دباؤ ڈالا جائے۔ ویسے زیادہ بہتر ہے کہ جب تک میں اس سارے معاملے کی چھان بین نہ کر لوں آپ دونوں دارالحکومت میں ہی روپوش رہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں بیٹے۔ یہاں کسی کی جرأت نہیں ہے کہ وہ مجھ تک پہنچ سکے۔ تم فکر نہ کرو میں بس یہی چاہتا ہوں کہ اگر واقعی اس دھات کی کوئی اہمیت ہے تو پھر اس پر پاکیشیا کا حق زیادہ ہے۔ میرا اپنا ملک اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھائے"۔۔۔ نواب ارشد نے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"اوکے اب مجھے اجازت دیں تحقیقات مکمل کرنے کے

بعد آپ کو فون کروں گا"۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھو اب تک باتیں ہوتی رہیں۔ اب تم کھانا وغیرہ کھا کر واپس جانا۔ میں نے تو کچھ پلایا بھی نہیں"۔۔۔ نواب ارشد علی خان نے چونک کر کہا۔

"اُدھار رہا مع منافع کے وصول کروں گا۔ مجھے واقعی اس ہیلی کاٹ میں خاصی دلچسپی محسوس ہو رہی ہے اور میں اس پر فوری کام کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔ عمران نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اور اس پر نواب ارشد نے اسے واپس جانے کی اجازت دے دی۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران کے ذہن پر ہلکا سا بوجھ تھا۔ کیونکہ اسے نواب ارشد کے پاس جانے کے بعد مسلسل سنجیدہ رہنا پڑا تھا اور عمران کی عادت تھی کہ جب اُسے کافی دیر تک سنجیدہ رہنا پڑتا تو اس کے ذہن پر واقعی بوجھ پڑ جاتا تھا۔ ڈاکٹر افشار کے سلسلہ میں افسوس ناک خبر کی وجہ سے اُسے وہاں مجبوراً سنجیدہ ہونا پڑا۔ اور اس کے بعد نواب ارشد نے جو تفصیل بتائی۔ اس کی وجہ سے بھی اس کا ذہن اسی طرف لگا رہا۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ جا کر یہ سارا بوجھ پہلے بلیک زیرو پر منتقل کرے گا اور پھر ہلکا پھلکا ہو کر اس سلسلے میں تحقیقات کا آغاز کرے گا۔

توصیف سیاہ رنگ کا چُست لباس پہنے ہوئے ایک کوٹھی کی عقبی دیوار کے ساتھ رکھے ہوئے کوڑے کے بڑے سے ڈرم کے پیچھے دبکا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے ڈیگر اور اس کے ساتھی فیکس کو اس کوٹھی کے اندر جاتے ہوئے چیک کیا تھا۔ ہوٹل کوہسار کے فنکشن کے بعد توصیف نے ایک بہانہ بنا کر شہلا کو بھیج دیا تھا اور خود اس نے ڈیگر اور فیکس کی نگرانی شروع کر دی تھی۔ وہ دونوں دارالحکومت کے ایک اور ہوٹل سکائی ویو جس میں زیادہ تر غیر ملکی ہی قیام کرتے تھے۔ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہ فنکشن سے اٹھ کر سیدھے وہیں گئے تھے۔ توصیف نے ہوٹل کے ریکارڈ سے جو معلومات حاصل کی تھیں اس کے مطابق ان کے نام ونسن اور جانسن تھے۔ ہوٹل خاصا مہنگا تھا۔ اور وہ دونوں یہاں ویٹرز کو بھاری ٹپ بھی دے رہے تھے۔ ویسے

بھی توصیف نے دیکھا تھا کہ فنکشن میں بھی انہوں نے وی۔ آئی۔ پی سیٹیں ریزرو کرائی تھیں جو بیحد گراں تھیں۔ حالانکہ ان دونوں کا تعلق جس طبقے سے تھا اس لحاظ سے وہ اس قدر بھاری اخراجات کرنے کے متحمل نہ ہو سکتے تھے۔ اس سے توصیف نے اندازہ لگایا تھا کہ جس کام کے لئے وہ یہاں آئے ہیں۔ انہیں اس کا بیحد گراں معاوضہ دیا گیا ہے اور اس بات سے اس کام کی اہمیت کا احساس ہوتا تھا۔ دوسرے روز اس نے نگرانی جاری رکھی۔ ڈیگر اور فیکس ہوٹل کی کار میں سارا دن شہر کی سیر کرتے رہے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دارالحکومت کی سڑکوں اور خاص مقامات سے واقفیت حاصل کر رہے ہوں۔ اور شام کو وہ اس کوٹھی میں گئے اور وہاں تقریباً ایک گھنٹہ گزارنے کے وہ واپس اپنے ہوٹل چلے گئے تھے۔ چنانچہ توصیف نے اس کوٹھی کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ پہ کوئی نیم پلیٹ موجود نہ تھی جس سے وہ اندازہ لگاتا کہ کوٹھی میں کون رہائش پذیر ہے۔ اس لئے اس نے اندر جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس وقت وہ دس منٹ سے یہاں دبکا ہوا تھا کیونکہ عقبی سڑک پر بھی ابھی تک ٹریفک موجود تھی۔ گو اب یہ بیحد کم ہو گئی تھی لیکن پھر بھی توصیف کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا۔ اس وقت رات کے تقریباً دس بج چکے تھے اور اب سڑک واقعی سنسان نظر آنے لگی تھی۔ البتہ دور سے چوکیداروں کی سیٹیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ توصیف ڈرم کے پیچھے

سے نکلا اور اس نے پیچھے ہٹ کر کوٹھی کی عقبی دیوار کی بلندی کا اندازہ کیا۔ دیوار کچھ زیادہ بلند نہ تھی اس لئے وہ چار قدم اور پیچھے ہٹا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا۔ اور پھر جس طرح ہائی جمپ لینے والا اپنے جسم کو فضا میں اٹھاتا ہے اس طرح اس کا جسم فضا میں اٹھتا گیا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر پہنچ چکا تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ دیوار پر رکا دوسرے لمحے اندر کود گیا۔ یہ پائیں باغ تھا اور یہاں عمارت کی عقبی طرف صرف ایک بلب جل رہا تھا۔ باقی ہر طرف خاموشی تھی۔ توصیف چند لمحے دیوار سے ذرا آگے مہندی کی باڑ کے پیچھے دبکا رہا۔ تاکہ اس کے کودنے کے دھماکے کی آواز سن کر کوئی فرنٹ کی طرف سے آتے تو وہ اس کی نظروں سے چھپ سکے۔ لیکن جب کافی دیر تک کوئی آدمی سامنے نہ آیا تو وہ باڑ کے پیچھے سے نکلا اور پائیں باغ کراس کرتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عقبی طرف لگے ہوئے ایک موٹے سے پائپ کے ذریعے وہ کسی بندر جیسی پھرتی کے ساتھ عمارت کی چھت پر پہنچ گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل کی درمیانی راہداری میں موجود تھا۔ اوپر والی منزل خالی پڑی ہوئی تھی۔ سوائے فرنیچر کے وہاں کچھ نہ تھا۔ اس راہداری میں گراؤنڈ فلور کے کمروں کے روشندان تھے جو سب کے سب تاریک پڑے ہوئے تھے۔ ابھی توصیف انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ یکلخت نیچے چٹ کی آواز ابھری۔ اور اس کے ساتھ ہی اس سے ذرا فاصلے پر دو تاریک روشندان

روشن ہو گئے۔ توصیف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک کھلے روشندان کے ساتھ چہرہ لگا کر نیچے جھانکا تو اس نے وہاں ایک لمبے تڑنگے غیر ملکی کو ایک الماری کے سامنے کھڑے دیکھا۔ اس غیر ملکی کے جسم پر سلیپنگ گاؤن موجود تھا۔ اس نے الماری میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکالا جس پر ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا لیکن ٹرانسمیٹر میں سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔ اس غیر ملکی نے ٹرانسمیٹر لا کر ایک طرف رکھی میز پر رکھا اور پھر کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد شاید اس نے کوئی بٹن دبایا کہ ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز نکلنے لگی۔

" ہیلو ہیلو ہاف رائٹ چیف کالنگ اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ بھاری بھی تھا اور انتہائی کرخت بھی۔

" یس جیمز اٹنڈنگ اوور" ——— اس غیر ملکی نے جو کمرے میں موجود تھا مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کال اٹنڈ کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے تم نے اوور" ——— باس کے لہجے کی کرختگی اور بڑھ گئی تھی۔

" باس یہاں رات کافی گزر گئی ہے۔ میں سو رہا تھا۔ پھر کال کا سائرن سنا تو اس کمرے سے یہاں آیا جہاں ٹرانسمیٹر میں نے ایک الماری کے خفیہ خانے میں رکھا ہوا ہے۔ اس لئے دیر ہو گئی اوور" ——— جیمز نے جواب دیا۔

" او۔ کے کیا رپورٹ ہے کام کہاں تک پہنچا ہے اوور" ———

اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"باس۔ مشن پر کام تیزی سے ہو رہا ہے۔ مشینری فٹ کی جا رہی ہے۔ جیسے ہی مشینری فٹ ہو گئی۔ میں اپنے گروپ سمیت وہاں شفٹ ہو جاؤں گا۔ اوور" ــــ جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپ لینڈ فوج پوری طرح تعاون کر رہی ہے یا نہیں اوور" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس باس۔ انہوں نے پورے علاقے کے گرد خاردار تار لگا کر اسے مکمل طور پر ممنوعہ فوجی علاقہ قرار دے دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں فوج کا پورا دستہ حفاظت کے لئے تعینات ہے۔ کالے جنگل کو جانے والے تمام راستوں پر بھی انہوں نے چیک پوسٹس قائم کر دی ہیں اور سوائے ریڈ پاس ہولڈرز کے اور کسی کو وہاں کسی طرح جانے کی بھی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اوور" ــــ جیمز نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ترکیب کامیاب رہی ہے اور وہ پوری طرح داؤ میں آ گئے ہیں۔ ٹھیک ہے کب تک اصل مشن شروع ہو جانے کی توقع ہے۔ اوور" ــــ باس نے پوچھا۔

"باس میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دو روز کے اندر اولینڈو مشینری کی فٹنگ مکمل کر لے گی۔ اس کے بعد اصل مشن کا آغاز ہو جائے گا لیکن باس ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی

کہ اصل مشن تو پاکیشیا میں ہونا ہے لیکن ہم نے اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے پاکیشیا کی بجائے اپ لینڈ کو منتخب کیا ہے حالانکہ یہ مشن زیادہ آسانی سے پاکیشیا کے علاقے میں مکمل کیا جا سکتا تھا اوور" ــــ جیمز نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ کالا جنگل کے اندر پہاڑی سلسلہ کا زیادہ حصہ پاکیشیا میں ہے لیکن تم پاکیشیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے پاکیشیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے مشن کی تہہ تک پہنچ جاتے۔ اس طرح ہمارا مشن کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکتا۔ اس لئے بہت غور و فکر کے بعد اور راسکلز کے چیف سے جو اس مشن میں ہمارے پارٹنرز ہیں طویل غور و فکر کے بعد ہم نے اس مشن کو اس انداز میں مکمل کرنے کا پلان بنایا ہے۔ اور راسکلز کی مدد سے ہی ہم حکومت اپ لینڈ کو چکر دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ورنہ اپ لینڈ اور پاکیشیا کے درمیان انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات موجود ہیں۔ اب یہ ہو گا کہ پاکیشیا کو اس سارے مشن کا اول تو علم نہ ہو سکے گا اور اگر علم ہو بھی جائے تو حکومت اپ لینڈ انہیں خود ہی مطمئن کر لے گی۔ اس سے ہمارے اخراجات تو کافی بڑھ گئے ہیں لیکن مشن مکمل طور پر ہر قسم کے خطرے سے پاک ہو گیا ہے۔ اوور" ــــ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس میں سمجھ گیا ہوں۔ اوور" ــــ جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے جب اصل مشن کا آغاز ہو تو مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ اوور" —— باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس میں تفصیلی رپورٹ دوں گا اوور" —— جیمز نے مودّبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کی آواز سنتے ہی جیمز نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اُسے اٹھا کر واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب روشندان دوبارہ تاریک ہو گئے تو توصیف واپس مڑا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر دیوار پھاند کر کوٹھی کی عقبی سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ جوش کی وجہ سے اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ گو اُسے ان ساری باتوں سے اصل مشن کا علم نہ ہو سکا تھا لیکن بہرحال یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ جیمز اور اس کے ساتھی حکومت اپ لینڈ کو چکر دے کر پاکیشیا کے خلاف کوئی خاص مشن مکمل کرنے میں مصروف ہیں۔ اس سازش کے تین اہم افراد بھی اس کی نظروں کے سامنے تھے۔ اور ابھی اصل مشن شروع ہونے میں بقول جیمز دو تین روز باقی تھے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ صبح وہ آغا سے مل کر ساری تفصیلات اُسے بتا دے گا۔ اس کے بعد جیسے فیصلہ ہوا ویسے ہی کام کو آگے بڑھایا جائے گا۔ چنانچہ مطمئن ہو کر اس نے کار کا رُخ اپنی کوٹھی کی طرف موڑ دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ نواب ارشد کی رہائش گاہ سے واپس آئے اُسے دو روز گزر چکے تھے اور اس نے ان دو روز میں بے پناہ بھاگ دوڑ بھی کی تھی۔ لیکن اس بھاگ دوڑ کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہ ہوا تھا۔ ایکریمیا میں راسکلز اور ہاف رائٹ کے متعلق کوئی کچھ نہ جانتا تھا۔ اگر ایسی کوئی تنظیمیں ہوں گی بھی سہی تو کسی عام سی ریاست کی کوئی غیر اہم تنظیمیں ہوں گی کیونکہ ایکریمیا پورا ایک براعظم تھا اور وہاں چھوٹی چھوٹی مجرم تنظیموں کی تعداد سینکڑوں تو کیا لاکھوں میں ہو گی۔ لیکن اہم تنظیمیں چند ہی تھیں۔ اور ان میں سے نہ راسکلز نامی کوئی تنظیم تھی اور نہ ہاف رائٹ نامی۔ البتہ اُسے یہ اطلاع ضرور ملی تھی کہ ان پر اسرار پہاڑیوں پر چند روز تک فائرنگ کی آوازیں ضرور سنائی دی تھیں۔ لیکن

نہ ہی وہاں سے کوئی لاش ملی تھی اور نہ انسانی خون کے نشانات۔ اس ریاست میں بھی ان ناموں کی تنظیمیں نہ تھیں۔ اس سے عمران اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ میگزین میں جو کچھ سچی کہانی کے نام سے لکھا گیا تھا وہ سب سوائے من گھڑت کہانی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ کسی نے اس کتاب کو پڑھ کر ایک افسانہ بنا لیا تھا۔ اور اسے سچی کہانی کا نام دے کر شائع کروا لیا۔ ایکریمیا میں ایسے میگزین لاکھوں کی تعداد میں چھپتے اور بکتے تھے۔ اس نے ہیلی کاٹ کے بارے میں سرداور سے بھی تفصیلی گفتگو کی تھی لیکن سرداور نے بھی یہی بتایا تھا کہ یہ دھات سوائے ایک مخصوص کیمیکل بنانے کے اور کسی کام نہ آتی تھی اور چونکہ اس دھات کو آسانی سے لیبارٹری میں تیار کر لیا جاتا تھا اس لئے اصل دھات کی کوئی اہمیت باقی نہ رہی تھی۔ اور وہ کیمیکل بھی کچھ اتنا زیادہ کارآمد نہ تھا۔ عام سا کیمیکل تھا۔ ڈاکٹر افشار سے بھی عمران کی ملاقات ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر افشار سے البتہ اسے اس دھات کی ساخت اور اس کی کان میں موجودگی اور اس جگہ کے بارے میں خاصی تفصیلات معلوم ہو گئی تھیں۔ اس نے خود بھی اس دھات کے بارے میں خاصا مطالعہ کیا تھا۔ لیکن کوئی خاص بات سامنے نہ آئی تھی اس لئے عمران نے اس معاملے کو ہی ذہن سے جھٹک دیا تھا۔ اور اس وقت وہ آپریشن روم میں بیٹھا ایک اور فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ بلیک زیرو کچن میں اس کے لئے چائے بنانے میں مصروف تھا اور تھوڑی دیر بعد اس نے چائے کا کپ

لا کر اس کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا کپ لے کر وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ دنیا بھر کے مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں نے پاکیشیا کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ اب دیکھو تقریباً ایک ماہ گزر گیا ہے۔ بیکار بیٹھے۔ بلکہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ اب سیکرٹ سروس کا ادارہ ہی توڑ دیا جائے خواہ مخواہ حکومت کا خرچ ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے فائل بند کر کے چائے کی پیالی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"لیکن پھر ہم سب کیا کریں گے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا بیوٹی سیلون کھول لے گی۔ آج کل یہ دھندہ زوروں پر ہے۔ عورتیں بھاری معاوضے بھی دیتی ہیں اور خوبصورت بننے کے چکر میں مزید بدصورت بننے آ جاتی ہیں اور ہم سب ایک قوال پارٹی بنا لیتے ہیں۔ تنویر طبلہ بجایا کرے گا۔ تم اور صفدر قوالی کرنا۔ اور ہم سب تالیاں بجایا کریں گے۔ بڑا منافع بخش کام ہے۔ مزاروں کی پہلے ہی پاکیشیا میں کمی نہ تھی۔ اور اب تو ٹیلیویژن اور ریکارڈنگ کمپنیوں نے بھی تو اس کی سرپرستی شروع کر دی ہے۔ اب تو بڑا بزنس بن گیا ہے یہ" ـــــ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور بات کرتا میز پر رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"مبارک ہو لازماً کسی ٹیلی ویژن پروڈیوسر کا فون ہوگا۔ طاہر۔ صفدر، قوال اور ہمنوا کے لئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اپ لینڈ سے آغا بول رہا ہوں باس" ——— رسیور سے آغا کی سنجیدہ آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"یس" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایک حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ توصیف نے یہاں ایک مقامی ہوٹل کے فنکشن میں ایکریمیا کے ایک بدنام غنڈے ڈیگر کو دیکھا۔ وہ اُسے ایکریمیا کی ایک ریاست ڈون کے ایک ہوٹل میں لڑتے دیکھ چکا تھا اور وہاں اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ وہاں کا بدنام غنڈہ ہے۔ مجرم بھی ہے۔ اس پر توصیف چونکا۔ اس فنکشن میں اس ڈیگر کے ساتھ ایک اور غیر ملکی بھی تھا جس کا نام فیکس تھا۔ ان دونوں کی گفتگو سے توصیف نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ کسی خاص مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اس نے ان کی نگرانی شروع کر دی۔ اس طرح ایک مقامی کالونی کی کوٹھی نظروں میں آئی۔ توصیف رات کو اس کوٹھی میں داخل ہوا تو وہاں ایک ایکریمی جیمز موجود تھا۔ اُسے ایک ٹرانسمیٹر کال آئی جو اس کے ساتھ ساتھ توصیف نے بھی سُن لی۔ یہ کال ایکریمیا کی کسی تنظیم ہاف رائٹ کے باس کی طرف سے تھی اور جیمز اور اس باس کے درمیان ہونے والی گفتگو سے یہ پتہ چلا کہ اپ لینڈ اور پاکیشیا کی سرحدوں

کے درمیان واقع کالے جنگل میں یہ لوگ کسی خاص مشن پر کام کر رہے ہیں۔ وہاں کوئی پہاڑی سلسلہ ہے جہاں کوئی اوینڈو مشینری فٹ کر رہی ہے۔ وہاں یہ بات بھی سامنے آئی کہ کوئی اور تنظیم راسکلز بھی اس مشن میں ان کے ساتھ بطور پارٹنر کام کر رہی ہے اور راسکلز کی وجہ سے حکومت اپ لینڈ کو کوئی خاص چکر دے کر انہوں نے اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ اور یہ مشن اپ لینڈ کی فوج کی نگرانی میں مکمل کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی پتہ چلا کہ اصل مشن پاکیشیا کے علاقے میں پورا کیا جائے گا لیکن ہاف رائٹ کے باس نے اس جیمز کو بتایا کہ چونکہ پاکیشیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مشن کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں اس لئے پاکیشیا کی طرف سے یہ مشن مکمل کرنے کی بجائے وہ اپ لینڈ کی طرف سے یہ مشن مکمل کر رہا ہے۔ توصیف نے دوسری صبح مجھے رپورٹ دی تو میں نے اس مشن کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کام شروع کیا۔ اور مجھے جو رپورٹیں ملی ہیں اس کے مطابق کالے جنگل میں واقع پہاڑی سلسلہ میں ایسی خاص قسم کی دھات کی کان موجود ہے جو اپ لینڈ کے ادیتے میں ہے۔ اس دھات سے اعلیٰ قسم کا ایسا بارود تیار کیا جا سکتا ہے جس سے دور مار میزائل تیار کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے حکومت اپ لینڈ اسے حاصل کرنے میں دلچسپی لے رہی ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں ایکریمیا کی ایک معروف فرم اولینڈو کی خدمات حاصل کی ہیں جو وہاں مشینری

وغیرہ فٹ کر کے یہ دھات حاصل کرے گی اور یہ دھات حکومت اپ لینڈ استعمال کرے گی۔ اس دھات کا نام ٹیٹون بتایا گیا ہے۔ اس دھات کی موجودگی کا علم حکومت ایکریمیا کو خلائی سیارے کی مدد سے ہوا۔ اور اس نے باقاعدہ یہ معلومات حکومت اپ لینڈ کو دی ہیں جس پر حکومت اپ لینڈ اس دھات کو استعمال میں لانے پر کام کر رہی ہے۔ تمام حفاظتی انتظامات فوج کے ذمہ ہیں۔ اور سارے علاقے کو ممنوعہ فوجی علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کی نگرانی اپ لینڈ ڈیفنس کونسل کر رہی ہے۔ حالانکہ کال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اصل مشن کچھ اور ہے۔ اور یہ مشن ایکریمیا کی مجرم تنظیمیں مکمل کر رہی ہیں۔ چنانچہ ان معلومات کے ملنے پر میں نے سوچا کہ آپ کو کال کر کے مزید ہدایات لے لی جائیں اوور" ——— آغا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ان لوگوں کی نگرانی کرو۔ انہیں چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے عمران یا ٹیم کے ممبران کو وہاں بھیجوں پھر یہ تو خود ہی سنبھال لیں گے اوور" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے آغا نے جواب دیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ واقعی ہیلی کاٹ کی کوئی اہمیت ہے۔ اور اس پر کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ میں تو ذہن سے ہی جھٹک

چکا تھا" ——— عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اور عمران صاحب اب یہ بات بھی سامنے آگئی کہ راسکلز اور ہاف رائٹ نام کی تنظیموں کا بھی وجود ہے۔ حالانکہ پہلے ہمیں یہی بتایا گیا تھا کہ ایسی تنظیمیں موجود ہی نہیں ہیں" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب ریاست ڈون کا نام سامنے آیا ہے اور وہ ایکریمیا کی انتہائی دور دراز اور قدرے پس ماندہ سی ریاست ہے۔ ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں تنظیمیں وہاں کی مقامی تنظیمیں ہوں۔ لیکن ان کی کارکردگی بتا رہی ہے کہ یہ لوگ انتہائی با وسائل اور منظم تنظیمیں ہیں۔ اور جس طرح انہوں نے حکومت کو استعمال کیا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تنظیمیں عام تنظیمیں نہیں ہو سکتیں۔ اور نہ عام تنظیمیں اس قدر زبردست پلاننگ کر سکتی ہیں۔ اب سب سے پہلے مجھے اس ہیلی کاٹ کی اصل اہمیت کا پتہ چلانا پڑے گا اس کے بعد ہی آگے کام چل سکتا ہے کیونکہ ٹیٹون واقعی اعلیٰ قسم کا بارود بنانے کے کام آتی ہے۔ لیکن ان کا لازماً اصل مشن ہیلی کاٹ کا ہی حصول ہوگا" ——— عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔ کافی دیر تک وہ سوچتا رہا۔ پھر اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"طاہر نمبر تھری فون بک لے آؤ۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے۔ ہو سکتا ہے کام بن جائے" ——— عمران نے

کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی طرف موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک مستطیل شکل کی ضخیم نوٹ بک تھی۔ یہ فون بک تھی جس میں دنیا بھر کے ان سائنس دانوں کے پرسنل فون نمبر درج تھے جن سے عمران کسی نہ کسی طرح واقف تھا۔ عمران نے فون بک لی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ کافی دیر تک اسے دیکھنے اور بہت سے صفحے پلٹنے کے بعد اچانک اس کی نظروں میں چمک سی پیدا ہوئی اور اس نے نوٹ بک بند کر کے میز پر رکھی اور ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکا کر اس کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل ہوتے ہی سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران نے ایکریمیا کال کی ہے۔

"یس وکی ہاؤس"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی فون کے ساتھ منسلک لاؤڈر میں سے ایک آواز ابھری۔

"ڈاکٹر جوزف وکٹر سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بوڑھی سی کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو وکٹر بول رہا ہوں کون علی عمران بات کر رہا ہے"۔۔۔ بوڑھی آواز میں پوچھا گیا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا وراثت کا چانس ختم ہو گیا۔ یہ تو میرے لئے اس صدی کا سب سے بڑا المیہ ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کون ہو تم اور یہ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس لئے تو رو رہا ہوں ڈاکٹر وکٹر کہ آپ اپنے اس بھتیجے کا نام ہی بھول گئے ہیں جس نے آپ کی وسیع و عریض جائیداد کا اکلوتا وارث بننا ہے۔ اب آپ وصیت میں کیا لکھیں گے میں تو ایک ایک دن بیٹھا گن رہا ہوں کہ کب انکل وکٹر کی جائیداد ملتی ہے تا کہ اپنے بے شمار قرض خواہوں سے جان چھڑا سکوں مگر۔۔۔۔۔۔" عمران کی زبان تیزی سے رواں ہو گئی۔

"ارے ارے کہیں تم وہ شیطان پرنس تو نہیں ہو۔ تمہاری باتیں تو ویسی ہی ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر وکٹر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"چلو کچھ تو امید بندھی علی عمران کا نام بھول گیا تو شیطان کا نام تو یاد رہ گیا۔ آپ بے شک شیطان کے نام جائیداد کر دیں۔ اس سے میں خود ہی وصول کر لوں گا۔ بس لاحول پڑھنے کی دیر ہے۔ شیطان صاحب کو بھاگنا ہی پڑے گا اور میرا کام بن جائے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ شیطان تم کہاں ہو۔ کتنے عرصے سے تم نے میری خبر ہی نہیں لی۔ نہ ہی فون کیا ہے جائیداد لینے کے لئے تیار

ہو لیکن بوڑھے انکل کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہو" —— ڈاکٹر وکٹر کی مسرت سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"انکل کے مضمون انٹرنیشنل میگزین میں پڑھتا رہتا ہوں اور قرض خواہوں کو مزید آگے کی تاریخیں دیتا رہتا ہوں اور کیا کر سکتا ہوں انکل۔ اب میں نے سوچا کہ انکل وصیت نامہ لکھنا ہی نہ بھول جائیں اس لئے یاد دہانی کے لئے فون کیا ہے" —— عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر وکٹر کے کپکپاتے ہوئے قہقہے سے فون گونج اٹھا۔

"تم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہی شیطان ہو جو دس سال پہلے تھے۔ تم فکر نہ کرو میں نے اپنے تمام قرضے تمہارے نام لکھ دیئے ہیں۔ خود ہی بھگتتے رہنا" —— ڈاکٹر وکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں انکل آپ کے قرض خواہوں کو میں اپنے قرض خواہوں سے ملوا دوں گا اور پھر وہ خود ہی حساب کتاب کرتے رہیں گے۔ ویسے انکل ایک بات بتائیں۔ آپ کا ٹیٹون پر تحقیقاتی مضمون میں نے پڑھا تھا۔ اس میں کچھ تشنگی سی محسوس ہوئی تھی۔ کیا بات ہے۔ زیادہ بوڑھے تو نہیں ہو گئے۔ اگر ہو گئے ہیں تو پھر ایسا کریں فوراً دوسری شادی کر لیں۔ یہ جوان ہونے کا سب سے اکسیری نسخہ ہے۔ اور پھر میرا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ قرض خواہ آپ کی بیگم کے پیچھے گھومتے رہیں گے اور آپ کی جائیداد میرے ہاتھ لگ جائے گی" —— عمران نے

بڑے ہمدردانہ لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ قرض خواہوں کے ساتھ ساتھ ایک عدد بیوہ بھی وراثت میں مل جائے گی" —— ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"ارے ارے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ تو میری آنٹی ہوں گی۔ ان کی خدمت میں تو نیازمندانہ سلام ہی عرض کیا جا سکتا ہے اگر جوان ہوئی تو مسکراہٹ بھرا جواب مل جائے گا بوڑھی ہوئی تو دست شفقت بھی سر پہ پھروانا پڑے گا اور جوڑوں کے درد کی دوا بھی لا کر دینا پڑے گی" —— عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر اسی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ جیسے نجانے کتنے عرصے سے ہنسنے کا کوٹہ سٹاک کئے بیٹھے تھے اور سارا کوٹہ آج ہی خرچ کرنے کے درپے ہوں۔

"واقعی بڑے شیطان ہو۔ بہرحال تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ٹیٹون کے تحقیقاتی مقالے میں تشنگی تھی۔ یہ بات کر کے تم نے مجھے واقعی فکرمند کر دیا ہے کہ کہیں واقعی میرا ذہن بوڑھا تو نہیں ہوتا جا رہا۔ کیونکہ میں تمہارے ذہن کی رسائی سے اچھی طرح واقف ہوں اگر اور کوئی یہ بات کرتا تو میں اتنا فکرمند نہ ہوتا۔ لیکن تمہاری اس بات نے مجھے واقعی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے" —— ڈاکٹر جوزف وکٹر نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"انکل آپ کو تو اچھی طرح علم ہے کہ ٹیٹون جہاں دستیاب ہوتی ہے۔ وہاں ہیلی کاٹ بھی لازماً موجود ہوتی ہے۔ اس طرح

ٹیٹون اور ہیلی کاٹ دونوں سائنسی طور پر جڑواں دھاتیں سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن آپ نے ٹیٹون پر اس پورے مقالے میں ہیلی کاٹ کے بارے میں صرف ایک صفحہ ہی لکھا تھا۔ اور وہ بھی ادھورا۔ اس کی تفصیلی تحقیقات سے بہر حال آپ کا مقالہ خالی تھا"۔۔۔ عمران نے انہیں اپنے اصل مقصد کی طرف لے آتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ میں نے جان بوجھ کر ہیلی کاٹ کے بارے میں تفصیل نہ لکھی تھی کیونکہ میں اس پر ایڈوانس ریسرچ میں مصروف تھا اور میرا خیال تھا کہ اس پر اپنی ریسرچ کی تکمیل کے بعد علیحدہ تحقیقاتی مقالہ لکھوں گا اور میں نے لکھا بھی سہی۔ لیکن نجانے کس طرح حکومت ایکریمیا کی ڈیفنس سائنس کونسل کو اس کا علم ہو گیا۔ اس نے وہ مقالہ مجھ سے حاصل کر لیا۔ اور تم جانتے ہو کہ یہاں کا قانون ایسا ہے کہ جب تک اب ڈیفنس کونسل اسے شائع کرنے کی اجازت نہ دے۔ یہ شائع نہیں ہو سکتا۔ بس اتنا اطمینان ضرور ہے کہ جب یہ شائع ہو گا تو دنیا پھر کبھی ڈاکٹر جوزف وکٹر کا نام نہ بھلا سکے گی"۔۔۔ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی جیسے اچانک وہ کسی اہم مشن میں کامیاب ہو گیا ہو۔

" ڈیفنس کونسل نے خواہ مخواہ آپ کا مقالہ لینے کا تکلف کیا جب کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ ہیلی کاٹ سے خوفناک بم بنایا

جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو مجھے معلوم ہے کہ تم چکر دے کر مجھ سے یہ اگلوانا چاہتے ہو کہ ہیلی کاٹ پر جدید ریسرچ کیا ہے۔ ورنہ اتنی بات تو تم بھی جانتے ہو کہ اس سے بم نہیں بن سکتا"۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر وکٹر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

" نہیں بن سکتا ۔ چلو نہ بنے ۔ ویسے بھی ان بموں وغیرہ سے مجھے بڑی وحشت ہوتی ہے۔ دھماکے سے پھٹتے ہیں اور خواہ مخواہ اتنا شور پیدا کر دیتے ہیں کہ آدمی کے سکون میں خلل آجاتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" سنو عمران تم اگر سیدھی بات کرو کہ تم اس ہیلی کاٹ کے متعلق کیا جاننا چاہتے ہو اور اس سے تمہارا مقصد کیا ہے۔ تو شاید دنیا میں تم واحد آدمی ہو گے جسے میں اپنی ریسرچ شائع ہونے سے پہلے بھی بتانے پر تیار ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس قدر گھٹیا ظرف کے آدمی نہیں ہو کہ اس ریسرچ پر اپنا نام استعمال کر لو گے"۔۔۔ ڈاکٹر وکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یہی اعتماد پیدا کر کے تو میں نے وصیت نامہ میں اپنا نام لکھوانے کا بندوبست کیا تھا۔ آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں مجھے ان دھاتوں کی بجائے آپ کی وصیت سے زیادہ دلچسپی ہے"۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

" پھر وہی شیطانوں جیسی باتیں۔ آخر تم گھما پھرا کر کیوں بات

کرتے ہو کیا تمہیں اب اپنے انکل پر اعتماد نہیں رہا" ــــ اس بار ڈاکٹر وکٹر کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر موجود تھا۔

" ارے ارے ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میرا سکوپ ختم ہو جائے گا۔ جائیداد ملے نہ ملے امید جائیداد پر قرضے تو ملتے رہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے انکل کہ آپ سرداور سے تو واقف ہیں۔ ان سے ایک بار آپ کے مقالے پر بات ہوئی تو میں نے انہیں چیلنج کر دیا کہ آپ نے ہیلی کاٹ پر بڑی ایڈوانس ریسرچ کی ہے۔ لیکن وہ مانتے ہی نہ تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر جوزف وکٹر جیسے عظیم سائنسدان سے یہ توقع ہی نہیں کی جاسکتی کہ وہ ایڈوانس ریسرچ کریں اور پھر اُسے چھپالیں۔ اور آپ کی طرح میں ان کا بھی اکلوتا وارث بننے کی تگ و دو میں ہوں اس لئے اب وہ ناراض ہیں اور انہیں منانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں اپنی بات ان پر ثابت کر دوں۔ ایمان سے انکل بڑی وسیع جائیداد ہے ان کی۔ وارے نیارے ہو جائیں گے چلو وعدہ رہا کہ آپ کے قرض خواہ بھی اپنے ساتھ ہی نمٹا دوں گا" ــــ عمران نے کہا اور ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ بہر حال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ہیلی کاٹ میں ایک ایسے عنصر کی موجودگی کا پتہ چلا ہے۔ جو ہر قسم کی فضائی آلودگی کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ فضا میں پائی جانے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ۔ سلفر اور نائٹروجن گیس کی مقدار بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور سب

سے بڑا فائدہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ اس کی مدد سے فضا میں اوزون گیس کی مقدار کو بھی کم ہونے سے بچایا جا سکے گا۔ اس کے لئے ایک خاص مشین تیار کئے جانے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ جسے ہیلی روٹر کہا جا سکے گا۔ ہیلی روٹر کی مدد سے کوئلے سے چلنے والے بجلی گھروں اور پیٹرو کیمیکل پلانٹس سے نکلنے والے خطرناک کیمیائی مادے کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ یہ تو اس کا ایک پہلو ہوا دوسرا پہلو اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے کہ اس سے ایسے سپر چارجر تیار ہو سکتے ہیں۔ جو کسی بھی بڑی سے بڑی مشین کو ناممکن حد تک رفتار پر چلا سکتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو۔ اگر ایسے سپر چارجر کو کسی کار میں فٹ کر دیا جائے تو کار کی رفتار چھ ہزار میل فی منٹ تک ہو سکتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کاریں یا مواصلات کے ایسے دوسرے ذریعے اس قدر سپیڈ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ایسے سپر چارجر کو خلائی شٹلز میں استعمال کیا جائے گا۔ اس طرح کائناتی فاصلے بے پناہ سکڑ جائیں گے۔ لیکن پرابلم یہ ہے کہ ہیلی کاٹ کے جس عنصر سے یہ دونوں فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ وہ لیبارٹری میڈ ہیلی کاٹ سے غائب ہو جاتا ہے۔ صرف زمین سے نکلنے والی قدرتی ہیلی کاٹ میں ہی یہ عنصر موجود ہوتا ہے۔ لیکن قدرتی ہیلی کاٹ انتہائی کمیاب ہے۔ ابھی تک پورے ایکریمیا میں صرف ایک جگہ اسے معمولی مقدار میں دستیاب کیا جا رہا ہے" ــــ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ڈاکٹر پھر تو واقعی آپ کا نام تاریخ میں انسانیت کے محسن کے طور پر امر ہو جائے گا۔ میری طرف سے پیشگی مبارک باد قبول فرمائیں" ___ عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ بہت شکریہ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم آخر اس دھات میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو" ___ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہمسایہ ملک اپ لینڈ کے ایک سائنس دان راگھوش نے ایک سائنس کانفرنس میں ہیلی کاٹ پر ایک مضمون پڑھا تھا۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہیلی کاٹ سے بم بنایا جا سکتا ہے۔ مجھے ان کے اس مضمون سے شدید اختلاف تھا۔ اس لئے میں نے سرداور سے اس پر بحث کی۔ سرداور کا کہنا تھا کہ سر راگھوش نے اس مضمون میں ضروری تفصیلات درج نہیں کیں۔ اور چونکہ بہر حال وہ ایک سائنس دان ہیں۔ اس لئے لازماً انہوں نے اس پر کوئی تحقیقات کر کے ہی یہ نتیجہ نکالا ہو گا۔ میں نے سوچا کہ آپ اگر ٹیٹون پر اس قدر شاندار مقالہ لکھ سکتے ہیں تو لازماً آپ ٹیٹون کی جڑواں دھات ہیلی کاٹ کے بارے میں بھی جانتے ہوں گے" ___ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راگھوش۔ یہ کون ہے۔ میں نے تو اس کا نام کبھی نہیں سنا" ___ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی پہلی بار ہی ان کا مضمون پڑھا تھا۔ سرداور انہیں جانتے ہیں۔ وہ ان کے شاگرد رہے ہیں اور شاید اسی لئے وہ ان کی فیور کر رہے تھے۔ اب میں سرداور کو بتاؤں گا کہ اصل تحقیقات کیا ہوتی ہے اور یہ تحقیقات صرف میرے انکل کر سکتے ہیں" ___ عمران نے جواب دیا۔ اب بیچارے ڈاکٹر جوزف کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ راگھوش نام کے کسی سائنسدان کا وجود ہوتا تو وہ بھی اسے جانتے۔

"بہر حال اس سائنس دان نے اگر یہ نتیجہ نکالا ہے تو بالکل غلط نکالا ہے ایسا ممکن ہی نہیں۔ تم ایک کام کرو ان کا وہ مضمون کسی طرح مجھے بھجوا دو تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلے کہ انہوں نے آخر کس بنا پر اتنا بڑا نتیجہ نکال لیا ہے" ___ ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"مضمون کو کیا کرنا ہے۔ انکل میں اس راگھوش کو ہی آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ ویسے ایک بات تو بتائیں کہ ہیلی کاٹ کو کان سے نکالنے میں کسی خاص احتیاطی تدبیر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یا جس طرح دوسری دھاتیں نکلتی ہیں ویسے ہی نکل آتی ہے" ___ عمران نے کہا۔

"بالکل احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جن پتھریلی چٹانوں کے اندر اس کی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر ان پتھریلی چٹانوں پر زوردار ضرب لگ جائے گی تو چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں اور ہیلی کاٹ گیس بن کر فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا درجہ حرارت

قدرتی طور پر بے حد زیادہ ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر چاند کی تیز کرنیں اسے گیس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اس لئے جہاں یہ دھات ان چٹانوں کے اندر تہہ میں موجود ہوتی ہے وہاں چاند کی چودھویں رات کو اس کی کافی مقدار گیس بن کر چٹانوں کے قدرتی سوراخوں سے انتہائی تیز رفتاری سے نکل کر فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ عمل چونکہ خاصے کم وقت میں ہوتا ہے۔ اس لئے بہرحال اس کی معمولی سی مقدار ہی ضائع ہوتی ہے۔ اس لئے اسے نکالنے کے لئے پہلے ان چٹانوں کو انتہائی حد تک ٹھنڈا کیا جاتا ہے پھر انہیں توڑ کر اس میں سے ہیلی کاٹ نکالی جاتی ہے۔ یہ سلیکا ریت جیسی ہوتی ہے صرف اس کا رنگ مختلف ہوتا ہے۔ بنفشی رنگ ہوتا ہے" ___ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے جواب دیا۔

"اچھا بہت بہت شکریہ انکل۔ میرا نام اب نہ بھولئے گا۔ بلکہ وصیت نامے میں ایک کی بجائے دو دو جگہ لکھ دیجئے خدا حافظ" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ڈاکٹر جوزف وکٹر کے ہنسنے کی آواز سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اچھا اتفاق ہے کہ آپ نے جسے فون کیا وہی اصل آدمی نکلا" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتفاق سے ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے لئے مجھے خاصی ذہنی ورزش کرنی پڑی ہے۔ ڈاکٹر وکٹر کا نام فون بک میں

سامنے آتے ہی مجھے ان کا ٹیٹون پر ریسرچ پیپر یاد آگیا۔ اور چونکہ میں نے ہیلی کاٹ پر پچھلے دنوں خاصا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ اس لئے میرا اندازہ تھا کہ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے جب ٹیٹون پر ریسرچ کی ہو گی تو لازماً انہوں نے ہیلی کاٹ پر بھی کام کیا ہو گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن اب ایک اور مسئلہ الجھ گیا ہے۔ ہاف رائٹ لازماً ہیلی کاٹ نکالنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور سروے کے مطابق ٹیٹون دھات اپ لینڈ کے علاقے میں ہو گی جب کہ ہیلی کاٹ پاکیشیا کے علاقے میں آتی ہو گی۔ انہوں نے حکومت اپ لینڈ کے ساتھ ٹیٹون نکالنے کا معاہدہ کیا ہو گا لیکن دراصل وہ ہیلی کاٹ نکالنے پر کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے لئے ہولینڈ جیسی مشہور فرم ہی کام کر سکتی ہے۔ کیونکہ کان کنی میں ہولینڈ کا نام معیار کی ضمانت بن چکا ہے۔ لیکن ان مجرم تنظیموں کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ جو کچھ ڈاکٹر وکٹر نے بتایا ہے۔ اور آغا کی رپورٹ بھی یہی بتاتی ہے کہ یہاں دھاتوں کی موجودگی کا سراغ ایکریمیا نے لگایا۔ اس لحاظ سے تو حکومت ایکریمیا کی کسی سرکاری ایجنسی کو یہاں کام کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن یہاں کام کر رہی ہیں عام سی مجرم تنظیمیں" ___ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے حکومت ایکریمیا براہ راست سامنے نہ آنا چاہتی ہو۔ اس لئے انہوں نے ان تنظیموں کو آگے بڑھایا ہو۔

تاکہ روسیاہ اور دوسری سپر پاورز کے ایجنٹ مشکوک نہ ہو سکیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بظاہر تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن یہ تنظیمیں آخر کس طرح ہیلی کاٹ کو محفوظ کر کے ایکریمیا پہنچائیں گی۔ ان کے لئے تو یہ کام ناممکن ہے۔ میرا جہاں تک آئیڈیا ہے۔ اس سلسلہ میں انتہائی گہری گیم کھیلی جا رہی ہے۔ ایکریمین اعلیٰ حکام نے سوچا ہو گا کہ جب تک ہیلی کاٹ تک اولینڈو نہیں پہنچ جاتی ان مجرموں تنظیموں کو آگے رکھا جائے تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے اور جیسے ہی ہیلی کاٹ تک یہ لوگ پہنچ جائیں ان کی جگہ سرکاری لوگ لے لیں گے۔ یہی ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں حکومت اب لینڈ سے اس سلسلہ میں باقاعدہ احتجاج کرنا چاہیئے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ ٹیٹون تو واقعی ان کے علاقے میں ہے۔ اور سرکاری طور پر تو وہ ٹیٹون ہی نکال رہے ہیں۔ ہم انہیں کیسے روک سکتے ہیں اور ہمیں ٹیٹون سے دلچسپی بھی نہیں ہے کیونکہ ہماری ڈیفنس لیبارٹریاں ٹیٹون میزائلوں سے بہت آگے جا چکی ہیں۔ ہمارے لئے تو یہ فرسودہ ہتھیاروں کی حیثیت رکھتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ہم فوری طور پر اپنے علاقے میں کام

شروع کرا دیں اور ان لوگوں کے ہیلی کاٹ تک پہنچنے سے پہلے خود ہی ہیلی کاٹ نکال لیں۔ اس طرح ان کا مشن ناکام ہو جائے گا۔ اور یہ قیمتی دھات ہمیں مل جائے گی۔ فضائی آلودگی والا مسئلہ تو اب ہمارے ملک کے لئے بھی انتہائی اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں اس کے لئے خاصے طویل انتظامات کرنے پڑیں گے اور جب تک ہم ایسے انتظامات کریں یہ لوگ ہیلی کاٹ نکال کر بھی لے جا چکے ہوں گے۔ اس لئے اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں ہیلی کاٹ نکال لینے دی جائے اور پھر عین آخری لمحے میں ان سے یہ چھین کر پاکیشیا لے آئی جائے۔ اس طرح اخراجات بھی بچ جائیں گے۔ ٹھیک ہے میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے کر وہاں چلا جاتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو باقی ٹیم کو بھی بلوا لوں گا" ۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہو لیکن بوڑھے انکل کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہو" ___ ڈاکٹر وکٹر کی مسرت سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"انکل کے مضمون انٹرنیشنل میگزین میں پڑھتا رہتا ہوں اور قرض خواہوں کو مزید آگے کی تاریخیں دیتا رہتا ہوں اور کیا کر سکتا ہوں انکل۔ اب میں نے سوچا کہ انکل وصیت نامہ لکھنا ہی نہ بھول جائیں اس لئے یاد دہانی کے لئے فون کیا ہے" ___ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر وکٹر کے کپکپاتے ہوئے قہقہے سے فون گونج اٹھا۔

"تم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہی شیطان ہو جو دس سال پہلے تھے۔ تم فکر نہ کرو میں نے اپنے تمام قرضے تمہارے نام لکھ دیئے ہیں۔ خود ہی بھگتتے رہنا" ___ ڈاکٹر وکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں انکل آپ کے قرض خواہوں کو میں اپنے قرض خواہوں سے ملوا دوں گا اور پھر وہ خود ہی حساب کتاب کرتے رہیں گے۔ ویسے انکل ایک بات بتائیں۔ آپ کا ٹیٹون پر تحقیقاتی مضمون میں نے پڑھا تھا۔ اس میں کچھ تشنگی سی محسوس ہوئی تھی۔ کیا بات ہے۔ زیادہ بوڑھے تو نہیں ہو گئے۔ اگر ہو گئے ہیں تو پھر ایسا کریں فوراً دوسری شادی کر لیں۔ یہ جوان ہونے کا سب سے اکسیری نسخہ ہے۔ اور پھر میرا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ قرض خواہ آپ کی بیگم کے پیچھے گھومتے رہیں گے اور آپ کی جائیداد میرے ہاتھ لگ جائے گی" ___ عمران نے

بڑے ہمدردانہ لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ قرض خواہوں کے ساتھ ساتھ ایک عدد بیوہ بھی وراثت میں مل جائے گی" ___ ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"ارے ارے یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ تو میری آنٹی ہوں گی۔ ان کی خدمت میں تو نیازمندانہ سلام ہی عرض کیا جا سکتا ہے اگر جوان ہوئی تو مسکراہٹ بھرا جواب مل جائے گا بوڑھی ہوئی تو دست شفقت بھی سر پہ پھروانا پڑے گا اور جوڑوں کے درد کی دوا بھی لکھ دینا پڑے گی" ___ عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر اسی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ جیسے نجانے کتنے عرصے سے ہنسنے کا کوٹہ سٹاک کئے بیٹھے تھے اور سارا کوٹہ آج ہی خرچ کرنے کے درپے ہوں۔

"واقعی بڑے شیطان ہو۔ بہرحال تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ٹیٹون کے تحقیقاتی مقالے میں تشنگی تھی۔ یہ بات کر کے تم نے مجھے واقعی فکرمند کر دیا ہے کہ کہیں واقعی میرا ذہن بوڑھا تو نہیں ہوتا جا رہا۔ کیونکہ میں تمہارے ذہن کی رسائی سے اچھی طرح واقف ہوں اگر اور کوئی یہ بات کہتا تو میں اتنا فکرمند نہ ہوتا۔ لیکن تمہاری اس بات نے مجھے واقعی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے" ___ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"انکل آپ کو تو اچھی طرح علم ہے کہ ٹیٹون جہاں دستیاب ہوتی ہے۔ وہاں پہلی کاٹ بھی لازماً موجود ہوتی ہے۔ اس طرح

ٹیٹون اور ہیلی کاٹ دونوں سائنسی طور پر جڑواں دھاتیں سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن آپ نے ٹیٹون پر اس پورے مقالے میں ہیلی کاٹ کے بارے میں صرف ایک صفحہ ہی لکھا تھا۔ اور وہ بھی ادھورا۔ اس کی تفصیلی تحقیقات سے بہر حال آپ کا مقالہ خالی تھا"۔۔۔ عمران نے انہیں اپنے اصل مقصد کی طرف لے آتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ میں نے جان بوجھ کر ہیلی کاٹ کے بارے میں تفصیل نہ لکھی تھی۔ کیونکہ میں اس پر ایڈوانس ریسرچ میں مصروف تھا اور میرا خیال تھا کہ اس پر اپنی ریسرچ کی تکمیل کے بعد علیحدہ تحقیقاتی مقالہ لکھوں گا اور میں نے لکھا بھی سہی۔ لیکن نجانے کس طرح حکومت ایکریمیا کی ڈیفنس سائنس کونسل کو اس کا علم ہو گیا۔ اس نے وہ مقالہ مجھ سے حاصل کر لیا۔ اور تم جانتے ہو کہ یہاں کا قانون ایسا ہے کہ جب تک اب ڈیفنس کونسل اسے شائع کرنے کی اجازت نہ دے۔ یہ شائع نہیں ہو سکتا۔ بس اتنا اطمینان ضرور ہے کہ جب یہ شائع ہو گا تو دنیا پھر کبھی ڈاکٹر جوزف وکٹر کا نام نہ بھلا سکے گی"۔۔۔ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی جیسے اچانک وہ کسی اہم مشن میں کامیاب ہو گیا ہو۔

"ڈیفنس کونسل نے خواہ مخواہ آپ کا مقالہ لینے کا تکلف کیا جب کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ ہیلی کاٹ سے خوفناک بم بنایا

جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو مجھے معلوم ہے کہ تم چکر دے کر مجھ سے یہ اگلوانا چاہتے ہو کہ ہیلی کاٹ پر جدید ریسرچ کیا ہے۔ ورنہ اتنی بات تو تم بھی جانتے ہو کہ اس سے بم نہیں بن سکتا"۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر وکٹر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"نہیں بن سکتا۔۔۔ چلو نہ بنے۔۔۔ ویسے بھی ان بموں وغیرہ سے مجھے بڑی وحشت ہوتی ہے۔ دھماکے سے پھٹتے ہیں اور خواہ مخواہ اتنا شور پیدا کر دیتے ہیں کہ آدمی کے سکون میں خلل آ جاتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"سنو عمران تم اگر سیدھی بات کرو کہ تم اس ہیلی کاٹ کے متعلق کیا جاننا چاہتے ہو اور اس سے تمہارا مقصد کیا ہے۔ تو شاید دنیا میں تم واحد آدمی ہو گے جسے میں اپنی ریسرچ شائع ہونے سے پہلے بھی بتانے پر تیار ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس قدر گھٹیا ظرف کے آدمی نہیں ہو کہ اس ریسرچ پر اپنا نام استعمال کر لو گے"۔۔۔ ڈاکٹر وکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہی اعتماد پیدا کر کے تو میں نے وصیت نامہ میں اپنا نام لکھوانے کا بندوبست کیا تھا۔ آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں مجھے ان دھاتوں کی بجائے آپ کی وصیت سے زیادہ دلچسپی ہے"۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

"پھر وہی شیطانوں جیسی باتیں۔ آخر تم گھما پھرا کر کیوں بات

کرتے ہو کیا تمہیں اب اپنے انکل پر اعتماد نہیں رہا" ــــ اس بار ڈاکٹر وکٹر کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر موجود تھا۔

"ارے ارے ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میرا سکوپ ختم ہو جائے گا۔ جائیداد ملے نہ ملے امید جائیداد پر قرضے تو ملتے رہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے انکل کہ آپ سرداور سے تو واقف ہیں۔ ان سے ایک بار آپ کے مقالے پر بات ہوئی تو میں نے انہیں چیلنج کر دیا کہ آپ نے ہیلی کاٹ پر بڑی ایڈوانس ریسرچ کی ہے۔ لیکن وہ مانتے ہی نہ تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر جوزف وکٹر جیسے عظیم سائنسدان سے یہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایڈوانس ریسرچ کریں اور پھر اُسے چھپا لیں۔ اور آپ کی طرح میں ان کا بھی اکلوتا وارث بننے کی تگ و دو میں ہوں اس لئے اب وہ ناراض ہیں اور انہیں منانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں اپنی بات ان پر ثابت کر دوں۔ ایمان سے انکل بڑی وسیع جائیداد ہے ان کی۔ وارے نیارے ہو جائیں گے چلو وعدہ رہا کہ آپ کے قرض خواہ بھی اپنے ساتھ ہی نمٹا دوں گا" ــــ عمران نے کہا اور ڈاکٹر وکٹر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ بہر حال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ہیلی کاٹ میں ایک ایسے عنصر کی موجودگی کا پتہ چلا ہے۔ جو ہر قسم کی فضائی آلودگی کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ فضا میں پائی جانے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ۔ سلفر اور نائٹروجن گیس کی مقدار بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور سب

سے بڑا فائدہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ اس کی مدد سے فضا میں اوزون گیس کی مقدار کو بھی کم ہونے سے بچایا جا سکے گا۔ اس کے لئے ایک خاص مشین تیار کئے جانے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ جسے ہیلی روٹر کہا جا سکے گا۔ ہیلی روٹر کی مدد سے کوئلے سے چلنے والے بجلی گھروں اور پیٹرو کیمیکل پلانٹس سے نکلنے والے خطرناک کیمیائی مادے کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو اس کا ایک پہلو ہوا دوسرا پہلو۔ اس سے بھی زیادہ حیران کن ہے کہ اس سے ایسے سپر چارجر تیار ہو سکتے ہیں۔ جو کسی بھی بڑی سے بڑی مشین کو ناممکن حد تک رفتار پر چلا سکتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ اگر ایسے سپر چارجر کو کسی کار میں فٹ کر دیا جائے تو کار کی رفتار چھ ہزار میل فی منٹ تک ہو سکتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کاریں یا مواصلات کے ایسے دوسرے ذریعے اس قدر سپیڈ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ایسے سپر چارجر کو خلائی شٹلز میں استعمال کیا جائے گا۔ اس طرح کائناتی فاصلے بے پناہ سکڑ جائیں گے۔ لیکن پرابلم یہ ہے کہ ہیلی کاٹ کے جس عنصر سے یہ دونوں فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ وہ لیبارٹری میڈ ہیلی کاٹ سے غائب ہو جاتا ہے۔ صرف زمین سے نکلنے والی قدرتی ہیلی کاٹ میں ہی یہ عنصر موجود ہوتا ہے۔ لیکن قدرتی ہیلی کاٹ انتہائی کمیاب ہے۔ ابھی تک پورے ایکریمیا میں صرف ایک جگہ اسے معمولی مقدار میں دستیاب کیا جا رہا ہے" ــــ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ڈاکٹر پھر تو واقعی آپ کا نام تاریخ میں انسانیت کے محسن کے طور پر امر ہو جائے گا۔ میری طرف سے پیشگی مبارک باد قبول فرمائیں" ___ عمران نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ بہت شکریہ لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم آخر اس دھات میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو" ___ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہمسایہ ملک اپ لینڈ کے ایک سائنس دان راگھوش نے ایک سائنس کانفرنس میں ہیلی کاٹ پر ایک مضمون پڑھا تھا۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہیلی کاٹ سے بم بنایا جا سکتا ہے۔ مجھے ان کے اس مضمون سے شدید اختلاف تھا۔ اس لئے میں نے سرداور سے اس پر بحث کی۔ سرداور کا کہنا تھا کہ سر راگھوش نے اس مضمون میں ضروری تفصیلات درج نہیں کیں۔ اور چونکہ بہرحال وہ ایک سائنس دان ہیں۔ اس لئے لازماً انہوں نے اس پر کوئی تحقیقات کر کے ہی یہ نتیجہ نکالا ہو گا۔ میں نے سوچا کہ آپ اگر ٹیٹون پر اس قدر شاندار مقالہ لکھ سکتے ہیں تو لازماً آپ ٹیٹون کی جڑواں دھات ہیلی کاٹ کے بارے میں بھی جانتے ہوں گے" ___ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راگھوش۔ یہ کون ہے۔ میں نے تو اس کا نام کبھی نہیں سنا" ___ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی پہلی بار ہی ان کا مضمون پڑھا تھا۔ سرداور انہیں جانتے ہیں۔ وہ ان کے شاگرد رہے ہیں اور شاید اسی لئے وہ ان کی فیور کر رہے تھے۔ اب میں سرداور کو بتاؤں گا کہ اصل تحقیقات کیا ہوتی ہے اور یہ تحقیقات صرف میرے انکل کر سکتے ہیں" ___ عمران نے جواب دیا۔ اب بیچارے ڈاکٹر جوزف کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ راگھوش نام کے کسی سائنسدان کا وجود ہوتا تو وہ بھی اسے جانتے۔

"بہرحال اس سائنس دان نے اگر یہ نتیجہ نکالا ہے تو بالکل غلط نکالا ہے ایسا ممکن ہی نہیں۔ تم ایک کام کرو ان کا وہ مضمون کسی طرح مجھے بھجوا دو تا کہ مجھے بھی تو پتہ چلے کہ انہوں نے آخر کس بنا پر اتنا بڑا نتیجہ نکال لیا ہے" ___ ڈاکٹر وکٹر نے کہا۔

"مضمون کو کیا کرنا ہے۔ انکل میں اس راگھوش کو ہی آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ ویسے ایک بات تو بتائیں کہ ہیلی کاٹ کو کان سے نکالنے میں کسی خاص احتیاطی تدبیر کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یا جس طرح دوسری دھاتیں نکلتی ہیں ویسے ہی نکل آتی ہے" ___ عمران نے کہا۔

"بالکل احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جن پتھریلی چٹانوں کے اندر اس کی مقدار موجود ہوتی ہے۔ اگر ان پتھریلی چٹانوں پر زوردار ضرب لگ جائے گی تو چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں اور ہیلی کاٹ گیس بن کر فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا درجہ حرارت

قدرتی طور پر بےحد زیادہ ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر چاند کی تیز کرنیں اسے گیس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اس لئے جہاں یہ دھات ان چٹانوں کے اندر تہہ میں موجود ہوتی ہے وہاں چاند کی چودھویں رات کو اس کی کافی مقدار گیس بن کر چٹانوں کے قدرتی سوراخوں سے انتہائی تیز رفتاری سے نکل کر فضا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ عمل چونکہ خاصے کم وقت میں ہوتا ہے۔ اس لئے بہرحال اس کی معمولی سی مقدار ہی ضائع ہوتی ہے۔ اس لئے اسے نکالنے کے لئے پہلے ان چٹانوں کو انتہائی حد تک ٹھنڈا کیا جاتا ہے پھر انہیں توڑ کر اس میں سے ہیلی کاٹ نکالی جاتی ہے۔ یہ سلیکا ریت جیسی ہوتی ہے۔ صرف اس کا رنگ مختلف ہوتا ہے۔ بنفشی رنگ ہوتا ہے"

ـــــ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے جواب دیا۔

"اچھا بہت بہت شکریہ انکل۔ میرا نام اب نہ بھولئے گا۔ بلکہ وصیت نامے میں ایک کی بجائے دو دو جگہ لکھ دیجئے خدا حافظ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ڈاکٹر جوزف وکٹر کے ہنسنے کی آواز سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اچھا اتفاق ہے کہ آپ نے جسے فون کیا وہی اصل آدمی نکلا" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتفاق سے ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے لئے مجھے خاصی ذہنی ورزش کرنی پڑی ہے۔ ڈاکٹر وکٹر کا نام فون بک میں

سامنے آتے ہی مجھے ان کا ٹیٹون پر ریسرچ پیپر یاد آ گیا۔ اور چونکہ میں نے ہیلی کاٹ پر پچھلے دنوں خاصا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ اس لئے میرا اندازہ تھا کہ ڈاکٹر جوزف وکٹر نے جب ٹیٹون پر ریسرچ کی ہو گی تو لازماً انہوں نے ہیلی کاٹ پر بھی کام کیا ہو گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن اب ایک اور مسئلہ الجھ گیا ہے۔ ہاف رائٹ لازماً ہیلی کاٹ نکالنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اور سروے کے مطابق ٹیٹون دھات اپ لینڈ کے علاقے میں ہو گی جب کہ ہیلی کاٹ پاکیشیا کے علاقے میں آتی ہو گی۔ انہوں نے حکومت اپ لینڈ کے ساتھ ٹیٹون نکالنے کا معاہدہ کیا ہو گا لیکن دراصل وہ ہیلی کاٹ نکالنے پر کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے لئے ہولینڈو جیسی مشہور فرم ہی کام کر سکتی ہے۔ کیونکہ کان کنی میں ہولینڈو کا نام معیار کی ضمانت بن چکا ہے۔ لیکن ان مجرم تنظیموں کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ جو کچھ ڈاکٹر وکٹر نے بتایا ہے۔ اور آغا کی رپورٹ بھی یہی بتاتی ہے کہ یہاں دھاتوں کی موجودگی کا سراغ ایکریمیا نے لگایا۔ اس لحاظ سے تو حکومت ایکریمیا کی کسی سرکاری ایجنسی کو یہاں کام کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن یہاں کام کر رہی ہیں عام سی مجرم تنظیمیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے حکومت ایکریمیا براہ راست سامنے نہ آنا چاہتی ہو۔ اس لئے انہوں نے ان تنظیموں کو آگے بڑھایا ہو۔

تاکہ روسیاہ اور دوسری سپر پاورز کے ایجنٹ مشکوک نہ ہو سکیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بظاہر تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن یہ تنظیمیں آخر کس طرح ہیلی کاٹ کو محفوظ کر کے ایکریمیا پہنچائیں گی۔ ان کے لئے تو یہ کام ناممکن ہے۔ میرا جہاں تک آئیڈیا ہے۔ اس سلسلہ میں انتہائی گہری گیم کھیلی جا رہی ہے۔ ایکریمین اعلیٰ حکام نے سوچا ہو گا کہ جب تک ہیلی کاٹ تک اولینڈو نہیں پہنچ جاتی ان مجرموں تنظیموں کو آگے رکھا جائے تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے اور جیسے ہی ہیلی کاٹ تک یہ لوگ پہنچ جائیں ان کی جگہ سرکاری لوگ لے لیں گے۔ یہی ہو سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں حکومت اپ لینڈ سے اس سلسلہ میں باقاعدہ احتجاج کرنا چاہیئے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ ٹیٹون تو واقعی ان کے علاقے میں ہے۔ اور سرکاری طور پر تو وہ ٹیٹون ہی نکال رہے ہیں۔ ہم انہیں کیسے روک سکتے ہیں اور ہمیں ٹیٹون سے دلچسپی بھی نہیں ہے کیونکہ ہماری ڈیفنس لیبارٹریاں ٹیٹون میزائلوں سے بہت آگے جا چکی ہیں۔ ہمارے لئے تو یہ فرسودہ ہتھیاروں کی حیثیت رکھتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ہم فوری طور پر اپنے علاقے میں کام

شروع کرا دیں اور ان لوگوں کے ہیلی کاٹ تک پہنچنے سے پہلے خود ہی ہیلی کاٹ نکال لیں۔ اس طرح ان کا مشن ناکام ہو جائے گا۔ اور یہ قیمتی دھات ہمیں مل جائے گی۔ فضائی آلودگی والا مسئلہ تو اب ہمارے ملک کے لئے بھی انتہائی اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں اس کے لئے خاصے طویل انتظامات کرنے پڑیں گے اور جب تک ہم ایسے انتظامات کریں یہ لوگ ہیلی کاٹ نکال کر بھی لے جا چکے ہوں گے۔ اس لئے اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں ہیلی کاٹ نکال لینے دی جائے اور پھر عین آخری لمحے میں ان سے یہ چھین کر پاکیشیا لے آئی جائے۔ اس طرح اخراجات بھی بچ جائیں گے۔ ٹھیک ہے میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو لے کر وہاں چلا جاتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو باقی ٹیم کو بھی بلوا لوں گا" ۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوتے بھاری چہرے والے ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر سامنے موجود فائل سے نظریں اٹھائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ___ اس آدمی نے بھاری آواز میں کہا۔

"واکسن بول رہا ہوں باس" ___ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ واکسن تم۔ کیا بات ہے خیریت ہے" ___ باس نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس ایک اہم بات کی رپورٹ ملی ہے اپ لینڈ سے" ___ واکسن نے کہا۔

"اوہ کیسی اہم بات تفصیل سے بتاؤ" ___ باس نے اور

زیادہ چونکتے ہوتے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"باس جیمز کی کوٹھی میں ایکسٹرا سپیر وانڈر ویو فٹ کیا گیا تھا جس کا علم جیمز کو بھی نہ تھا۔ اس ویو نے رپورٹ دی ہے کہ جس وقت جیمز ٹرانسمیٹر پہ ناف رائٹ کے باس سے باتیں کر رہا تھا۔ کوٹھی کے اندر ایک آدمی موجود تھا۔ جس نے یہ ساری کال باقاعدہ سنی ہے۔ یہ آدمی اپ لینڈ کا ہی باشندہ ہے۔ اس رپورٹ کے ملتے ہی میں نے اپ لینڈ میں موجود الیون تھرٹی کو حکم دیا کہ وانڈر ویو سے اس آدمی کی تصویر حاصل کر کے اس کے متعلق مکمل تفصیلات مہیا کی جائیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کوئی عام سا چور تھا یا کوئی خاص آدمی تھا۔ ابھی الیون تھرٹی نے رپورٹ دی ہے کہ اس آدمی کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ اس کا نام توصیف ہے۔ اور اس کے متعلق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ بھی ہے۔ اور باس اس توصیف نے مشن سپاٹ کا چکر بھی لگایا ہے ایک فوجی افسر کے ہمراہ۔ وہ اندر تک گیا اور اس نے مشینری کو بھی دیکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جیمز اور اس کے ساتھیوں ڈیگر اور فیکس تینوں کی خفیہ نگرانی بھی ہو رہی ہے" ___ واکسن نے تفصیل بتاتے ہوتے کہا۔

"اوہ یہ تو انتہائی پریشان کن خبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مشن کا علم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہو گیا ہے" ___ باس

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بالکل باس۔ دراصل یہ ہاف رائٹ گروپ انتہائی تھرڈ کلاس مجرم ہیں۔ انہیں اس مشن کی صحیح اہمیت کا علم بھی نہ ہو سکا اور یہ لوگ نظروں میں آ گئے" —— واکسن نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہم نے تو اسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے لوگوں کو آگے کیا تھا کہ ان پر کسی سیکرٹ ایجنٹ کو شک ہی نہ ہو سکے گا لیکن ہمارا یہ خیال اُلٹ ثابت ہوا۔ ٹھیک ہے اب میٹنگ ضروری ہو گئی ہے۔ چار نمبر ہال میں تم سب ہیڈز کو لے کر پہنچ جاؤ" —— باس نے کہا۔

"یس باس" —— واکسن نے جواب دیا اور باس نے ہاتھ بڑھا کر ابھی رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ باس نے چونک کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس" —— باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"جیمسن بول رہا ہوں سیکرٹری ڈیفنس سوسائٹی کونسل" —— دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس سر کلاٹ بول رہا ہوں فرمایئے" —— باس نے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر کلاٹ مجھے ڈاکٹر جوزف وکٹر کا فون ملا ہے کہ ہیلی کاٹ پر اپ لینڈ میں بھی تحقیق کی جا رہی ہے۔ اور وہاں کوئی سائنسدان راگموش ہے جس نے اس بارے میں تحقیقاتی مضمون بھی لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی فرمائش تھی کہ اپ لینڈ سے یہ مضمون منگوا

کر انہیں بھجوایا جائے۔ اس پر میں نے جب معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ اپ لینڈ میں اس نام کا کوئی سائنس دان ہی موجود نہیں ہے۔ اور نہ ایسا کوئی پیپر وہاں لکھا گیا ہے۔ اور اس موضوع پر نہ کوئی سائنس کانفرنس اپ لینڈ جیسے پسماندہ ملک میں ہوئی ہے۔ میں ان معلومات پر بےحد حیران ہوا۔ کیونکہ ڈاکٹر جوزف وکٹر انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں وہ از خود تو ایسی غلط بات نہیں کر سکتے۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے بات کی تو ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ پاکیشیا سے کسی علی عمران نے جس کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ وہ سائنس کے میدان میں انتہائی ذہانت کا حامل آدمی ہے۔ انہیں فون کیا۔ اور اس نے بتایا کہ راگموش نے یہ پیپر لکھا ہے اس کے علاوہ انہوں نے بتایا کہ اس علی عمران نے ہیلی کاٹ کے بارے میں ایڈوانس تحقیقات کی تفصیلات بھی ان سے معلوم کی ہیں۔ وہ ان کا پرانا واقف ہے۔ اور وہ اس پر بےحد اعتماد کرتے ہیں۔ اس پر میں نے سوچا کہ یہ معاملہ انتہائی سیریس لگتا ہے۔ کیونکہ تم اپ لینڈ میں مشن مکمل کر رہے ہو اور پاکیشیا اپ لینڈ کا ہمسایہ ملک ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب میں خود ہی سب کچھ سنبھال لوں گا آپ بےفکر رہیں" —— کلاٹ نے بظاہر انتہائی پرسکون لہجے میں کہا لیکن سیکرٹری کی کال سن

کہ اس کا ذہن حقیقتاً آندھیوں کی زد میں آ گیا تھا۔

"او۔ کے گڈ بائی"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کلاٹ نے ڈھیلے ہاتھوں سے ریسیور رکھا۔ اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے ذہنی طور پر وہ انتہائی الجھنوں کا شکار ہو گیا ہو۔ کمرے سے باہر نکل کر وہ ایک راہداری میں سے گزر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر سائیڈ پر موجود سوئچ پینل پر موجود بے شمار بٹنوں میں سے ایک پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اُترنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ جھٹکے سے رُکا تو کلاٹ نے دروازہ کھولا اور ایک راہداری میں نکل آیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ وہ اس دروازے تک پہنچا اور اس نے اُسے دھکیل کر کھولا اور ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا جس کے اندر ایک سائیڈ پر ایک بڑی میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ درمیان میں رکھی ہوئی ایک کرسی خالی تھی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو"۔۔۔ کلاٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ باقی افراد بھی خاموشی سے بیٹھ گئے۔

"آپ لوگوں کو علم ہے کہ بلیو سکائی اپ لینڈ میں ایک اہم ترین سرکاری مشن مکمل کرنے پر کام کر رہی ہے۔ اور اس مشن

کے لئے جو سیٹ اپ بنایا گیا تھا وہ بھی آپ سب کے علم میں ہے۔ لیکن اب واکسن نے ایک ایسی اطلاع دی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا مشن شدید خطرے میں ہے۔ اس لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے۔ تاکہ اس اہم معاملے پر اچھی طرح غور و فکر ہو سکے۔ واکسن آپ کو اس اطلاع کی تفصیلات بتائے گا"۔ کلارٹ نے کہا اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے آدمی نے وہی باتیں دوہرانا شروع کر دیں جو اس نے فون پر کلاٹ سے کی تھیں۔ اور اس کی باتیں سن کر باقی تینوں افراد کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات اُبھر آئے۔

"اور ابھی ایک اور اہم ترین اطلاع ملی ہے وہ بھی سُن لو"۔۔۔ کلاٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیکرٹری ڈیفنس کونسل جیمسن کی کال تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ باس اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن مکمل طور پر لیک آؤٹ ہو چکا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب تیزی سے کام کرے گی۔ اور نتیجہ یہ کہ بیلی کاٹ وہ لے جائے گی۔ ٹیٹون اپ لینڈ کے حصے میں آئے گی اور ہم خالی ہاتھ ملتے رہ جائیں گے"۔۔۔ واکسن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک ٹھوس جسم کے نوجوان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دراصل باس اس بار بلیو سکائی کی ساری پلاننگ ہی غلط بنیادوں پر بنائی گئی تھی۔ اس قدر اہم ترین مشن کو اس طرح عام مجرم

تنظیموں کے حوالے کر دینا سراسر حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی اس پلاننگ کی مخالفت کی تھی لیکن آپ نے میری بات ہی نہ سنی تھی"۔۔۔ ایک اور لمبے قد اور بھاری جسم کے نوجوان نے کہا۔

"جو ہو چکا اُسے بھول جاؤ بلیک۔ ہم نے اب یہ سوچنا ہے کہ ہمیں فوری طور پر کیا کرنا چاہیئے"۔۔۔ کلاٹ نے ہونٹ چباتے ہوتے کہا۔

"باس میری تجویز ہے کہ ہاف رائٹ سے فوری طور پر یہ مشن واپس لے لیا جائے۔ اس کے آدمی جو اپ لینڈ میں ہیں انہیں واپس بلالیا جائے یا ہلاک کر دیا جائے اور اولینڈو سے کہا جائے کہ وہ اپ لینڈ حکومت کو یہ کہہ دے کہ ٹیٹون دھات کی صرف قلیل سی مقدار یہاں موجود ہے جس سے اخراجات بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ اس طرح پورا مشن ہی فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔ پھر کچھ عرصہ بعد بلیو سکائی براہ راست کام کرے اور اپنا مشن مکمل کرے"۔۔۔ واکسن کے ساتھ بیٹھے ہوتے نوجوان نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہو گا آرتھر۔ اس علی عمران کو ہیلی کاٹ کے بارے میں تفصیلات کا علم ہو گیا ہے وہ لازماً خود اسے نکال لیں گے"۔۔۔ دوسرے آدمی نے کہا۔

"میرا خیال ہے باس ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کے ملک میں کسی ایسے مشن میں الجھا دیں کہ وہ ہیلی کاٹ کی طرف

توجہ ہی نہ دے سکے۔ انہیں ہیلی کاٹ میں دلچسپی صرف فضائی آلودگی کی حد تک ہو سکتی ہے۔ خلائی سائنس تو ان کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے جب ان کے سامنے اپنے ملک کی سلامتی کا خطرہ آئے گا تو وہ ہیلی کاٹ کی طرف پوری طرح توجہ نہ دے سکیں گے"۔۔۔ واکسن نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو ہم الجھا لیں گے لیکن پاکیشیا کے سائنس دانوں کو تو نہیں اُلجھا سکتے۔ وہ لوگ ہیلی کاٹ نکالنے پر لگ جائیں گے۔ اس لئے کوئی ایسی تجویز سوچی جائے کہ کسی طرح پاکیشیا کی نظروں میں اس ہیلی کاٹ کی اہمیت ہی ختم ہو جائے۔ اس طرح وہ اس مشن پر کام نہیں کریں گے"۔۔۔ کلاٹ نے کہا۔

"باس۔ اس علی عمران کے بارے میں ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک بار اُسے معلومات مل جائیں تو پھر اُسے دھوکا دینا ناممکن ہے اور آپ نے دیکھا کہ اس آدمی نے کس طرح ڈاکٹر جوزف وکٹر کو چکر دے کر اس سے وہ کچھ حاصل کر لیا جسے ایکریمیا نے سپر پاورز سے بھی خفیہ رکھا تھا۔ نجانے اُسے کس طرح ہیلی کاٹ کے متعلق علم ہو گیا۔ اصل حماقت واقعی ان راسکلز اور ہاف رائٹ کے سامنے لانے سے ہی ہوئی ہے"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"انہیں تو اس لئے لایا گیا تھا کہ ایکریمیا میں موجود ہیلی کاٹ کی برآمدگی ان کی وجہ سے خفیہ طور پر ہو گئی تھی اور روسیاہ کو

اس کا علم تک نہ ہو سکا تھا۔ یہی سیٹ اپ یہاں بھی رکھا گیا۔ لیکن مسئلہ اس پاکیشیا کا درمیان میں آگیا حالانکہ اس پاکیشیا سے چھپانے کے لئے اپ لینڈ سے اس مشن کو مکمل کرنے کا پروگرام بنا تھا"۔۔۔ کلاٹ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میری ایک تجویز ہے۔ اگر آپ کو پسند آجائے تو"۔۔۔ ایک اور نوجوان نے جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"کھل کر بات کرو انتھونی۔ میں نے اسی لئے تو یہ میٹنگ کال کی ہے تاکہ ہر بات یہاں کھل کر ہو جائے"۔۔۔ کلاٹ نے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ پاکیشیا کو اور ہاف رائٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ بلکہ ہاف رائٹ کے باس کو یہ اطلاع دے دیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن کو ناکام بنانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ علی عمران کے بارے میں انہیں بریف کر دیا جائے۔ اور اس آدمی توصیف کے بارے میں بھی۔ صرف جیمز اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے فوری طور پر غائب کر دیا جائے۔ ہاف رائٹ خاصی فعال اور تیز مجرم تنظیم ہے۔ اس لئے وہ جب کھل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے پر آئے گی تو لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھا لے گی۔ اس دوران اولینڈو والے کام کرتے رہیں۔ اب دو نتیجے نکل سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہاف رائٹ سیکرٹ سروس کو شکست دے

کر ہیلی کاٹ ایکریمیا پہنچا دینے میں کامیاب ہو جائے گی۔ یا دوسری صورت میں ہاف رائٹ ختم ہو جائے گی اور ہیلی کاٹ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس لے جائے گی۔ اگر پہلی صورت سامنے آئے تو ہمیں حرکت میں آنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اگر دوسری صورت سامنے آئے تو پھر بلیو سکائی اس ہیلی کاٹ کو پاکیشیا سے یہاں لے آنے پر کام شروع کر دے گی۔ اس طرح کم از کم ہیلی کاٹ زمین سے تو باہر آجائے گی"۔۔۔ انتھونی نے کہا اور سب کے چہرے اس کی بات پر کھل اٹھے۔

"اوہ ویری گڈ انتھونی۔ واقعی تمہاری تجویز موجودہ حالات میں بہترین ہے۔ واقعی اصل مسئلہ ہیلی کاٹ کا زمین سے برآمد کرنا ہے۔ چاہے یہ اولینڈو کرے یا پاکیشیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا والے بھی اس انداز میں سوچیں گے کہ اولینڈو والے جب ہیلی کاٹ باہر نکال لیں گے تو وہ اسے لے اڑیں گے"۔۔۔ کلاٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اس صورت میں ایک اور کام بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہ بلیو سکائی اپ لینڈ پہنچ جائے۔ ایلون تھرٹی وہاں پہلے ہی کام کر رہا ہے۔ ہم وہاں مکمل نگرانی رکھیں صرف نگرانی۔ اور جیسے ہی ہیلی کاٹ زمین سے باہر آئے ہم اس پر دشمنوں کی طرح جھپٹ پڑیں اس طرح جیسے ہم ایکریمیا کی بجائے کسی اور ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس طرح پاکیشیا والے اس ملک کے پیچھے بھاگتے رہیں گے اور ایکریمیا اطمینان سے ہیلی کاٹ کو

اپنے استعمال میں لاتا رہے گا" ۔۔۔ واکسن نے کہا۔

"ہاں یہ اچھی ترمیم ہے۔ بلیو سکائی وہاں کسی دوسرے ملک کی نمائندہ بن کر کام کرے۔ اور اس بات کو باقاعدہ مشہور بھی کرے۔ مثلاً ہم گریٹ لینڈ کا نام استعمال کر سکتے ہیں۔ ولیسٹرن کارمن کا کر سکتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ زمین سے پہلی کاٹ کتنی مقدار میں برآمد ہوتی ہے اور اُسے کس طرح سٹور کیا جائے گا۔ تاکہ ہم اس انداز میں اپنے انتظامات مکمل رکھیں۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ ہم عین آخری لمحات میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شکست دے کر مشن مکمل کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے" ۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں واقعی یہ اہم بات ہے" ۔۔۔ کلاٹ نے کہا اور اس نے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود الماری کھولی اور اس کے اندر موجود وائرلیس فون پیس اٹھا کر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے فون پیس پر لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس اوولینڈ وآفس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیو سکائی چیف بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل ہیڈ سے بات کراؤ" ۔۔۔ کلاٹ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی رسیور پر ایک مردانہ آواز ابھری۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس سر۔ فرمایئے میں پیٹر بول رہا ہوں" ۔۔۔ بولنے والے نے کہا۔

"مسٹر پیٹر۔ اب لینڈ میں جو مشن آپ کی زیر نگرانی مکمل ہو رہا ہے۔ اس بارے میں مجھے یہ معلومات حاصل کرنی ہیں کہ اس دھات کو جس کے لئے یہ سارا مشن مکمل کیا جا رہا ہے۔ اسے زمین سے نکالنے کے بعد کس طرح پیک کیا جائے گا اور وہ کتنی مقدار میں ہو سکتی ہے" ۔۔۔ کلاٹ نے کہا۔

"سر مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی فائل منگوا لوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے پیٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ منگوا لو لیکن جواب ہر لحاظ سے بالکل درست ہونا چاہیئے" ۔۔۔ کلاٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا اور پھر کافی دیر تک لائن میں خاموشی رہی۔ پھر پیٹر کی آواز دوبارہ اُبھری۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں" ۔۔۔ پیٹر نے کہا۔

"یس" ۔۔۔ کلاٹ نے جواب دیا۔

"جناب خلائی جہاز کے سروے کے مطابق اس علاقے میں مخصوص دھات کی مقدار صرف دو ٹن کے قریب ہے۔ لیکن نکالنے اور اسے پتھریلی چٹانوں سے علیحدہ کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ ایک ٹن دھات باقی رہ جائے گی اور سائنس

دالوں نے اس سلسلے میں یہ تجویز دی ہوئی ہے کہ اسے ایک مخصوص دھات کے بڑے بڑے کیپسولوں میں بند کیا جائے۔ سُرخ رنگ کے یہ کیپسول تعداد میں قریباً دو ہزار ہوں گے" —— پیٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیپسول وہاں پہنچ چکے ہیں یا ابھی پہنچنے ہیں" —— کلاٹ نے پوچھا۔

"جناب یہ سامان کے ساتھ گئے ہیں تاکہ جیسے جیسے یہ دھات برآمد ہوتی رہے۔ ان کیپسولوں میں پیک کر دی جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ انہیں یہاں واپس بھجوا دیا جائے گا" —— پیٹر نے جواب دیا۔

"او۔ کے تھینک یو" —— کلاٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر کے فون پیس اس نے میز پر رکھا اور پھر پیٹر کی بتائی ہوئی تفصیلات اپنے ساتھیوں کو بتا دیں کیونکہ ریسیور اس کے کان سے لگے ہونے کی وجہ سے پیٹر کی باتیں صرف اس نے سنی تھیں۔

"دو ہزار کیپسول اور وہ بھی ساتھ ساتھ ہی واپس آئیں گے یہ تو خاصا مشکل مسئلہ بن گیا" —— واکسن نے کہا۔

"کیوں مشکل کیوں" —— کلاٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے باس کہ اس طرح تو بلیو سکائی کو پہلے کیپسول پر ہی سامنے آنا پڑے گا اور پھر باقی کیپسول تک واقعات

نجانے کس رُخ پر پہنچ جائیں۔ چنانچہ آپ ایسا کریں کہ ان کیپسول کو وہیں سٹور کئے جانے کے احکامات دے دیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی آخری کیپسول تک انتظار کرے گی۔ اور اس کے بعد ہی سامنے آئے گی۔ اس طرح جو کچھ بھی ہو گا ایک ہی بار ہو جائے گا" —— واکسن نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن دو ہزار کیپسولوں کو بیک وقت یہاں پہنچانا اور وہ بھی لڑ کر خاصا مشکل کام ہو جائے گا" —— کلاٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس اگر ہم تھوڑا سا مزید کام کر لیں تو ہم بڑی آسانی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چکر دے سکتے ہیں" —— انتھونی نے کہا۔

"وہ کیسے کھل کر بات کرو" —— کلاٹ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ یہ کیپسول ایکریمیا سے ہی تیار ہو کر وہاں پہنچے ہیں۔ اسی طرح کے دو ہزار کیپسول مزید تیار کرا کر وہاں بھجوا دیئے جائیں۔ صرف ان پر کوئی خاص نشان ڈال دیا جائے جو عام طور پر نظر نہ آئے اور اولینڈ سے کہا جائے کہ وہ ہیلی کاٹ بجائے پہلے والے کیپسولوں میں ڈالنے کے ان نشانات والے کیپسولوں میں ڈال دیں جب کہ بغیر نشان والے کیپسولوں میں عام ریت یا ایسی کوئی اور چیز بند کر دیں۔ جو کیپسول نشان والے ہوں میرا مطلب ہے جن میں ہیلی کاٹ ہو۔ انہیں کسی خفیہ جگہ پر سٹور کر دیا جائے جب کہ دوسرے کیپسول سامنے

رکھے جائیں۔ اس طرح لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس دھوکہ کھا جائے گی۔ پھر بلیو سکائی ان بغیر نشانوں والے کیپسولوں کو حاصل کرنے کے لئے کام شروع کر دے گی جیسے یہی اصل کیپسول ہوں۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ان کے حصول کے لئے کوشاں ہو جائے گی جب کہ اس دوران اصل کیپسول اس خفیہ جگہ سے خاموشی سے ایکریمیا شفٹ کر دیئے جائیں گے۔ جیسے ہی یہ کیپسول ایکریمیا پہنچیں گے۔ بلیو سکائی پسپا ہو جائے گی۔ کچھ کیپسول وہ لے جائے گی۔ باقی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دے دی گی۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سمجھے گی کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب رہی ہے۔ حالانکہ وہ دراصل بلیو سکائی سے شکست کھا چکی ہو گی۔ اور اس بات کا علم اسے اس وقت ہو گا جب ان کے سائنس دان ان کیپسولوں کو چیک کریں گے لیکن اس وقت کچھ نہ ہو سکے گا"۔۔۔ انتھونی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور کلاٹ اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے چہرے چمک اٹھے۔

" ویری گڈ پلاننگ انتھونی تمہارا ذہن واقعی خوب چلتا ہے ٹھیک ہے یہی فیصلہ ہو گیا۔ ان ساری باتوں کا بندوبست میں خود کر لوں گا"۔۔۔ کلاٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مگر باس۔ اس سلسلہ میں ہمیں دو گروپ بنا لینے چاہئیں۔ ایک گروپ اصل کیپسولوں کو خفیہ طور پر حاصل کر کے ایکریمیا لے لائے۔ وہ کسی طرح بھی سامنے نہ آئے جب کہ دوسرا گروپ

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کرے اور نقلی کیپسولوں کے حصول کی کوشش کرے۔ لیکن اس کے لئے جدوجہد بالکل اسی طرح کی جائے جیسے وہی اصل ہوں تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اصل بات کا علم آخر تک نہ ہو سکے"۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

" باس میری ایک اور تجویز ہے"۔۔۔ اس بار آرتھر نے کہا۔

" وہ کیا"۔۔۔ باس نے چونک کر پوچھا۔

" باس ہاف رائٹ کی بجائے اس سارے مشن کا چارج بلیو سکائی براہ راست سنبھال لے۔ اس کا جو گروپ یہ مشن سنبھالے اس کا کام ہو۔ وہ اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو عبرت ناک موت مارے جب کہ درمیان میں انتھونی والا کام بھی ہوتا رہے۔ تاکہ اگر کسی بھی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہلے شکست نہ دی جا سکے تو تب بھی وہ اصل کیپسول حاصل نہ کر سکیں۔ اس طرح ہمارے دو مشن مکمل ہو جائیں گے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ اور اصل مشن کی تکمیل۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ان ہاف رائٹ والوں کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ وہ لازماً کھیل بگاڑ دیں گے"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

" آرتھر کی یہ تجویز بھی اچھی ہے۔ اس طرح واقعی ہم زیادہ آسانی سے انہیں ڈاج دے سکتے ہیں اور پھر وہاں سارا کنٹرول بھی ہمارا ہی ہو گا۔ ہم آزادی سے کام بھی کر سکیں گے"۔۔۔ انتھونی نے جواب دیا۔

" او۔ کے ٹھیک ہے۔ پھر ایسا ہے کہ انتھونی اپنے گروپ

کے ساتھ اپ لینڈ پہنچ کر پروجیکٹ کا چارج سنبھال لے گا۔ ہاف رائٹ کو ابھی میں واپس بلا لیتا ہوں۔ آرتھر۔ ایون تھرٹی کے ساتھ مل کر وہاں ہاف رائٹ کی جگہ کام کرے گا۔ انتھونی اصل کیپسول ایکریمیا پہنچانے کی کارروائی کرے گا۔ جب کہ آرتھر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹے گا" ۔۔۔ کلاٹ نے فوراً ہی فیصلہ کرتے ہوئے کہا اور سب نے اس فیصلے پر سر جھکا دیئے۔

آغا اپنے مخصوص دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور توصیف اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر آغا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا توصیف خیریت ہے" ۔۔۔ آغا نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تشویش نمایاں تھی۔

"وہ جیمز۔ ڈیگر اور فیکس تینوں اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ جیمز والی کوٹھی خالی پڑی ہوتی ہے جب کہ ڈیگر اور فیکس دونوں اچانک ہوٹل چھوڑ کر جا چکے ہیں" ۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ کالے جنگل میں چلے گئے ہوں۔ ان کا پروگرام تو یہی تھا کہ مشینری فٹ ہوتے ہی وہ وہاں شفٹ ہو جائیں گے" ۔۔۔ آغا نے کہا۔

"مجھے بھی یہی خیال آیا تھا۔ لیکن وہ وہاں نہیں گئے۔ میں نے

تصدیق کر لی ہے۔ وہاں میرا ایک دوست موجود ہے۔ جو کمانڈر شیر سنگھ کا اسسٹنٹ ہے۔ میں نے اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی نیا آدمی نہیں پہنچا البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ کل ایکریمیا سے خصوصی ماہرین یہاں پہنچ رہے ہیں جن کا استقبال ایئر پورٹ پر حکومت اپ لینڈ کے وزارت معدنیات کے سیکرٹری امان اللہ کریں گے۔ ان کے ساتھ کمانڈر شیر سنگھ بھی ہو گا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر اس جنگل میں جائیں گے اور پھر وہ ماہرین وہیں رہیں گے۔ اور ایک لحاظ سے وہ اس سارے مشن کے کنٹرولر ہوں گے"۔۔۔ توصیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے۔ کھیل تبدیل کر دیا گیا ہے"۔۔۔ آغا نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

"کھیل تبدیل ہو گیا ہے کیا مطلب"۔۔۔ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"جیمز اور اس کے ساتھیوں کو منظر سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو سامنے لایا جا رہا ہے"۔۔۔ آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا کیوں کیا گیا ہے"۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"شاید انہیں کوئی شک پڑ گیا ہے کہ ان لوگوں کی نگرانی کی جا رہی ہے"۔۔۔ آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسا ممکن ہے [illegible]"۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے [illegible] کہ آغا کوئی جواب دیتا میز پر رکھے ہوئے [illegible] کی گھنٹی بج اٹھی جس کا نمبر آغا [illegible] استعمال کرتا تھا۔

"آغا سپیکنگ"۔۔۔ آغا نے [illegible] لہجے میں کہا۔

"ارے میں نے فون تو اپ لینڈ میں کیا تھا۔ یہ پاکیشیا میں میرے فلیٹ سے کیسے جا ملا۔ کمال ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ [illegible] مسکرا دیا۔

"میں اپ لینڈ سے ہی بول رہا ہوں"۔۔۔ آغا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے تو اب اپ لینڈ میں بھی آغا سے واسطہ پڑے گا۔ بڑی مشکل سے تو پاکیشیا میں آغا سلیمان پاشا سے جان چھڑا کر بھاگا ہوں۔ اس کی تنخواہوں کا بل اتنا بڑھ گیا تھا کہ اب ہند[illegible] ہی قابو میں نہ آ رہے تھے۔ اس لئے مجھے بھاگنا پڑا۔ لیکن [illegible] کیا کہتے ہیں موت سے بھاگو تو موت سامنے آ جاتی ہے"۔۔۔ عمران کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آپ فکر نہ کریں۔ یہاں آپ سے کوئی بل نہ مانگا جائے گا آپ ڈریں نہیں"۔۔۔ آغا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"ارے ڈریں میرے دشمن جنگجو کا بھلا ڈرنے سے کیا کام۔ بس یہ تو آغا سلیمان پاشا نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر اور تنخواہوں کا بل بڑھا بڑھا کر مجھے جنگجو کی بجائے مونگ جو بنا دیا ہے۔ اگر تم بل نہ مانگنے کی گارنٹی دیتے ہو تو پھر میں جنگجو ہوں سمجھے" — عمران نے کہا اور آغا بے اختیار ہنس پڑا۔

"جنگجو صاحب۔ آپ کے لئے نیا میدان جنگ تیار ہو گیا ہے۔ پہلے والی فوج پسپا ہو چکی ہے۔ کل تازہ دستے آ رہے ہیں۔ ابھی تو......" آغا نے کہا۔

"چلو جو پسپا ہو چکے ہیں ان پر فاتحہ پڑھ لیں گے۔ پلاؤ کی دیگیں تم پکا لینا جو نئے آ رہے ہیں ان کی نوحہ خوانی کے لئے دو نوحہ خواں ساتھ لے آیا ہوں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہاں ٹیکسی والے کرایہ اتنا مانگتے ہیں کہ ایک ہی چکر میں ٹیکسی کی قیمت پوری ہو جاتی۔ اب میرے پاس اتنی رقم ہوتی تو میں آغا سلیمان پاشا کے سامنے پسپا کیوں ہوتا" — عمران نے کہا۔

"اوہ آپ ایسا کریں پیدل ہی۔ ایکس تھری تک پہنچ جائیں وہاں سے آپ کو بس آسانی سے مل جائے گی" — آغا نے کہا۔

"واہ یہ ہوئی ناں بات اب تو ڈاکٹر بھی کہتے ہیں کہ زندہ ورصحت مند وہی رہ سکتا ہے جو پیدل چلے۔ اچھا مشورہ ہے پسند آیا۔ لیکن فیس کی امید نہ رکھنا ہاں" — عمران نے ما اللہ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ عمران صاحب میرے خیال میں سنجیدہ ہو ہی نہیں سکتے"۔ — توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنجیدگی مکمل طور پر چیف ایکسٹو نے جو اپنے ذمہ لے لی ہے۔ خیال ہے کہ ذرا سی مسکراتی ہوئی آواز میں بھی بات کرے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی پتھر بول رہا ہو۔ بہرحال اب عمران صاحب آ گئے ہیں اب ہمیں خود کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سب سنبھال لیں گے" — آغا نے کہا۔ اور توصیف نے سر ہلا دیا۔

"لیکن اس بار میں عمران صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپ لینڈ کی سیر کریں۔ کام ہم کریں گے۔ اب یہ تو زیادتی ہے کہ فارن ایجنٹ ہم ہوں اور یہاں بھی کام عمران صاحب ہی کریں" — توصیف نے کہا۔

"آؤ چلیں اس بار عمران صاحب کے ساتھ دو ساتھی بھی ہیں میرے خیال میں سیکرٹ سروس کے ممبر ہوں گے۔ ان سے بھی ملاقات ہو جائے گی" — آغا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور توصیف بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ سیکرٹ سروس کے ممبروں کا سن کر اس کے چہرے پر اشتیاق آمیز چمک ابھر آئی تھی جیسے بچے ڈزنی لینڈ جانے کا سن کر خوش ہو جاتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آرام باغ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ جہاں کی کوٹھی کا پتہ آغا کوڈ میں عمران کو دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک سیاہ رنگ کے بڑے پھاٹک کے
سامنے جا کر رک گئی۔ آغا نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا
تو چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان
نے باہر جھانکا پھر آغا کو دیکھ کر وہ تیزی سے واپس غائب ہو
گیا اور چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا۔ آغا نے کار آگے
بڑھائی اور اُسے لے جا کر پورچ میں روک دیا۔ وہاں برآمدے
میں بھی دو مقامی نوجوان کھڑے تھے۔

" مہمان پہنچ گئے ہیں احمد"۔۔۔ آغا نے کار سے اُترتے
ہوئے برآمدے میں کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس بڑے کمرے میں ہیں۔ ابھی آئے ہیں"۔۔۔ اس
نوجوان نے جس کا نام احمد تھا مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا اور قدم بڑھاتا راہداری کی طرف چل پڑا۔ توصیف اس
کے پیچھے تھا۔ بڑے کمرے میں وہ دونوں داخل ہوئے تو وہاں
تین مقامی آدمی موجود تھے۔ لیکن ان میں کوئی عمران نہ تھا۔ لیکن
آغا اور توصیف اب اتنا تو سمجھتے تھے کہ ان میں سے ایک عمران
اور باقی دو سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ اور پھر وہ دونوں
قد و قامت کے لحاظ سے عمران کو پہچان گئے جو ان کی آمد کے
باوجود اس طرح سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی مراقبے میں ہو۔

" السلام علیکم جنگجو صاحب"۔۔۔ آغا نے مسکراتے ہوئے
عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ارے درویشوں کی طرح شکل بنا لینے کے باوجود تم نے مجھے

پہچان لیا ہے۔ کا مطلب ہے کہ تم بھی [illegible]
شامل ہے یہ جو دو شخص بھی [illegible]
مسکراتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر [illegible]
بھی اٹھ کھڑے ہوئے لیکن [illegible]

" ان سے ملو یہ معذور صاحب ہیں [illegible]
دوستوں سے جنگ کرنے کے قائل [illegible]
بغیر سٹار کے میٹن اور آنکھوں سے [illegible]
معاملہ ان کے نام شکیل سے بھی ہے۔ اور یہ [illegible]
چیف فار ان ایجنٹ آف اپ لینڈ اور یہ ہیں شہلا [illegible]
توصیف جبار صاحب۔ شہلا کے سامنے یہ صرف جبار ہوتے ہیں توصیف
ہوتے ہیں اور اس کی عدم موجودگی میں جبار بھی ہو جاتے ہیں"
۔۔۔ عمران نے بڑے دلچسپ انداز میں ان کا آپس میں تعارف
کراتے ہوئے کہا اور ان چاروں نے ہنستے ہوئے ایک دوسرے
سے مصافحہ کیا اور باقی تو وہیں بیٹھ گئے جب کہ آغا واپس مڑا
اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

" مجھے تو بڑا اشتیاق تھا۔ آپ سیکرٹ سروس والوں سے
ملنے کا۔ میرا خیال تھا کہ نجانے آپ کیسے ہوں گے۔ لیکن اب
آپ کو دیکھ کر یقین ہی نہیں آ رہا کہ واقعی آپ سیکرٹ سروس
کے ممبر ہیں"۔۔۔ توصیف نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا اور معذور
اور کیپٹن شکیل تو دونوں ہنس پڑے۔

" ارے ان کے سینگ ان کے کنٹرول میں ہیں۔ جب چاہیں

اندر کر لیں اور جب چاہیں باہر نکال لیں" ـــــ عمران نے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے آغا واپس آیا تو اس کے پیچھے احمد ایک ٹرے اٹھائے ہوئے تھا۔ جس میں مشروب کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔

"مجھے تو بڑا انتظار تھا تمہاری شادی کے کارڈ کا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شہلا کا ابھی موڈ نہیں بن رہا" ـــــ عمران نے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"شہلا کا نہیں اس کا موڈ نہیں بن رہا۔ یہ ہر بار بیچاری کو موسم بہار کا کہہ کر ٹال دیتا ہے۔ اور پھر موسم بہار میں غائب ہو جاتا ہے" ـــــ آغا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو عمران صاحب کا شاگرد ہوں۔ اس لئے پہلے استاد کی شادی ہوگی پھر ہی شاگرد کا نمبر آئے گا" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو پھر ہو گئی شادی۔ بھائی بغیر مٹھائی اور پگڑی کے شاگرد صاحب استاد کے ہاتھ میں تو شادی کی لکیر ہی نہیں ہے اور میں اسی لئے تو تمہاری شادی کا شدت سے منتظر تھا کہ تمہارے نکاح کے چھوہارے کھاؤں گا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ نکاح کے چھوہارے کھائے جائیں تو شادی کی لکیر بن جاتی ہے" ـــــ عمران نے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"مگر عمران صاحب جن کی شادی ہو چکی ہو ان پر کیا اثر ہوتا ہے ان چھوہاروں کا" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آگ کا آگ پر کیا اثر ہونا ہے۔ وہ بیچارے پہلے ہی خود چھوہارے بنے ہوتے ہیں۔ ان پر چھوہارے نے کیا اثر کرنا ہے" ـــــ عمران نے بے اختیار جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا فون آنے سے پہلے توصیف نے مجھے رپورٹ دی ہے کہ جیمز اور اس کے ساتھی ڈیگر اور فیکس اچانک غائب ہو گئے جب کہ کل ایکریمیا سے کچھ اور ماہرین آ رہے ہیں۔ جن کا ایئرپورٹ پر سرکاری طور پر استقبال کیا جائے گا۔ اور پھر انہیں وہاں سے لے جایا جائے گا" ـــــ آغا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہارے چیف نے بتایا ہے کہ توصیف اس علاقے کا سروے کر چکا ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہاں کے کمانڈر شیر سنگھ کا اسسٹنٹ میجر موہن داس میرا خاصا پرانا دوست ہے۔ میں اس کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ وہاں ایک لمبا سا قدرتی کریک ہے جو شاید پاکیشیائی سرحد کے اندر تک چلا گیا ہے۔ اس کریک کے کنارے بڑی عجیب و غریب قسم کی مشینری فٹ ہو رہی تھی۔ مشینری فٹ کرنے والے ایکریمی تھے۔ اور وہ اپنے کام کے بے حد ماہر لگ رہے تھے" ـــــ توصیف نے جواب دیا۔

"تم مکینیکل انجینئرنگ میں ڈگری یافتہ ہو اس مشینری کی وضاحت کر سکتے ہو" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"بظاہر یہ مشینری کان کنی کے استعمال کی نظر آتی تھی لیکن بیحد جدید اور پیچیدہ ساخت کی تھی۔ میں نے پہلے کبھی ایسی مشینری نہیں دیکھی۔ اس لئے اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا"___ توصیف نے جواب دیا۔

"وہاں انہوں نے کوئی کمرے وغیرہ بھی بنائے ہوں گے"___ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ایک تو لمبی سی بیرک ہے۔ جس میں شاید چالیس کے قریب کمرے ہیں۔ اور ایک طرف دو گنبد نما بڑے ہال کمرے بھی تیار ہو رہے تھے"___ توصیف نے جواب دیا۔

"گنبد نما ہال کمرے کیا مطلب"___ اس بار آغا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جدید تکنیک ہے۔ عام طور پر غلے کے سٹور بنانے میں استعمال کی جاتی ہے۔ پہلے بیس بنایا جاتا ہے۔ پھر اس کے اوپر ایک خاص میٹریل کا بنا ہوا غبارہ سا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس میں پمپوں سے ہوا بھری جاتی ہے۔ اور وہ غبارہ پھولتا ہوا ایک گنبد نما بڑا کمرہ بن جاتا ہے جس کا باقاعدہ دروازہ اور روشن دان ہوتا ہے۔ اس کے اوپر سیمنٹ کا کوٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ انتہائی مضبوط بھی ہوتا ہے اور اس پر موسم اور آب و ہوا کا اثر بھی نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں سٹور ہوں گے"___ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ اب آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے"___ آغا نے کہا۔

"پہلے تو میں اس سارے فلمی سیٹ کو چیک کروں گا۔ اس کے بعد کوئی لائحہ عمل بنایا جائے گا"___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب اب وہاں جانا ناممکن ہے۔ کیونکہ حکومت کی طرف سے وہاں سخت ترین پابندی لگا دی گئی ہے۔ اب میرا دوست بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے اُسے فون پر کہا تھا کہ میں ایک بار پھر اس پروجیکٹ کو دیکھنا چاہتا ہوں لیکن اس نے کہا کہ اب ایسا ناممکن ہے۔ بلکہ اس حد تک پابندی لگا دی گئی ہے کہ جب تک پروجیکٹ مکمل نہ ہو جائے باہر سے کوئی آدمی اندر نہیں جا سکتا اور اندر سے کوئی آدمی باہر نہیں آ سکتا"___ توصیف نے کہا۔

"مگر تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ کل ایکریمیا سے ماہرین نے آنا ہے"___ عمران نے کہا۔

"ہاں آنا تو ہے لیکن"___ توصیف نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"مہمانوں میں سے ایک مہمان میں بن جاؤں گا۔ ویسے بھی مہمان ہی ہوں۔ ایکریمیا کا نہ سہی پاکیشیا کا سہی"___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب یہ تبدیلی کیسے ہوگی۔ یہ ماہرین جیسے

ہی ایئر پورٹ پر اتریں گے۔ سرکاری طور پر ان کا استقبال کیا جائیگا جس میں سیکرٹری وزارت معدنیات اور کمانڈر شیر سنگھ شامل ہوں گے اور وہیں ایئر پورٹ سے سیدھا انہیں کالے جنگل میں لے جایا جائے گا"۔۔۔ آغا نے کہا۔

"سیکرٹری تو جا سکے گا اندر یا وہ بھی نہ جا سکے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے اس سارے پروجیکٹ کا سرکاری طور پر انچارج ہو گا۔ اسے کون روک سکتا ہے"۔۔۔ آغا نے جواب دیا۔

"تم نے اسے دیکھا ہوا ہو گا۔ بولو ہم میں سے کس کے قد و قامت کا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیپٹن شکیل صاحب کے قد و قامت میں ہے"۔۔۔ آغا نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کیپٹن صاحب جا کر سیر کر آئیں گے اور ہم خالی مضمون ہی پڑھنے پر گزارہ کر لیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مضمون پڑھنے کا کیا مطلب"۔۔۔ آغا نے چونک کر کہا۔

"بھئی جب سکول۔ کالج یا یونیورسٹی کے طالب علم کہیں سیر پر جاتے ہیں۔ تو ان کی اس سیر پر مبنی مضامین اخبارات کے سٹوڈنٹس ایڈیشنز میں چھپتے ہیں جس میں سیر کا سارا حال لکھا ہوا ہوتا ہے۔ جو بیچارے طالب علم اس سیر پر ساتھ نہیں جا سکتے

وہ اس مضمون پر ہی گزارہ کر لیتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور آغا بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے پھر اس سیکرٹری کو آج رات ہی بدل لیا جائے گا"۔۔۔ آغا نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"میں ابھی اس کی ضروریات معلوم کرتا ہوں۔ تاکہ حتمی پروگرام مرتب کیا جا سکے"۔۔۔ آغا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے پسندیدگی کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اُسے واقعی آغا کی مستعدی پسند آئی تھی۔ آغا کمرے سے باہر چلا گیا اور پھر ان چاروں کے درمیان مشن کے متعلق ہی باتیں ہوتی رہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد آغا کی واپسی ہوئی۔

"عمران صاحب مسئلہ اُلجھ گیا ہے"۔۔۔ آغا نے اندر آتے ہی کہا۔

"شہلا کو بُلا لیتے ہیں۔ عورتیں ایک لمحے میں اُلجھی ہوئی اُون کے گولے کو سلجھانے کی ماہر ہوتی ہیں"۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ایکریمی ماہرین جنگل میں پہنچ بھی چکے ہیں اور سیکرٹری صاحب ابھی انہیں وہاں چھوڑ کر واپس آئے ہیں"۔۔۔ آغا نے انکشاف کیا تو وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔

"کیا مطلب انہوں نے تو کل آنا تھا"۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے یہ انفارمیشن اس نے پہنچائی تھی جو غلط ثابت ہوئی تھی۔

"میں نے تفصیلات معلوم کی ہیں۔ ان کا پروگرام واقعی کل کی فلائٹ سے تھا۔ لیکن پھر اچانک انہوں نے پروگرام تبدیل کر دیا اور وہ عام فلائٹ سے آنے کی بجائے چارٹرڈ طیارے سے یہاں پہنچے۔ ان کی تعداد آٹھ بتائی گئی ہے۔ اور ان کے ساتھ ایک بڑا کنٹینر بھی ہے جس کو ایئرپورٹ پر ہی کھولا گیا۔ اس میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے کیپسول تھے۔ ان کی تعداد دو ہزار بتائی گئی ہے۔ یہ کیپسول بھی ٹرک میں لدوا کر وہ ساتھ لے گئے ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کیپسول ٹیٹون دھات کو محفوظ کرنے کی غرض سے لائے گئے ہیں" ــــ آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تقریباً اتنے ہی کیپسول میں نے پہلے بھی وہاں دیکھے تھے۔ وہ بھی سرخ رنگ کے ہی تھے۔ ایک بڑے کنٹینر میں موجود تھے" ــــ توصیف نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اس قدر تو ہیلی کاٹ وہاں موجود نہیں ہے۔ میں نے ایکریمیا کے اس شعبے سے معلوم کر لیا ہے۔ یہاں سے زیادہ سے زیادہ ایک ٹن ہیلی کاٹ نکلے گی۔ پھر ایک ٹن کے لئے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو ہزار کیپسول کافی ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیٹون دھات کو کسی کیپسول میں بند کرنے کا کوئی تک ہی نہیں ہے۔ وہ تو عام سی دھات ہے۔ بالکل پتھروں جیسی" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے یہ جو ماہرین براہ راست

آئے ہیں۔ اور اس سے پہلے ہاف لائٹ والے غائب ہوگئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان مجرم تنظیموں سے ایکریمیا نے براہ راست چارج سنبھال لیا ہے" ــــ صفدر نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"اوہ تمہیں یہ خیال کیسے آیا۔ ماہرین بھی تو آ سکتے ہیں۔ آخر وہاں سے انہوں نے دنیا کی نایاب ترین دھات نکالنی ہے" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے میں اس کے جواز میں کوئی دلیل تو نہیں دے سکتا" ــــ صفدر نے کہا۔

"ذرا فون لے آنا آغا۔ اور مجھے ایکریمیا کے یہاں سے کوڈ نمبر بھی بتا دو۔ شاید کچھ وضاحت ہو جائے" ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد آغا سے مخاطب ہو کر کہا اور آغا سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر ایک طرف دیوار کے ساتھ لگے سٹینڈ پر رکھے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون اس سٹینڈ سے اٹھایا اور لا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اور ساتھ اس نے کوڈ نمبر بھی بتا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"اولینڈو آفس" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری ٹو ڈائریکٹر جنرل۔ مس مائیکل سے بات کرائیں۔ میں سٹیٹ آفس سے بول رہا ہوں" ــــ عمران نے خالصتاً ایکریمی

لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
" اوہ سر مس مائیکل تو ڈیوٹی آف کر کے جا چکی ہیں "۔۔۔
دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔
" جہاں ہوں وہاں کا نمبر دے دیں "۔۔۔ عمران نے کہا۔
" یس سر نوٹ فرما لیں "۔۔۔ لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ ان کی رہائش گاہ کے نمبر ہیں۔
" تھینک یو "۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" یس "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لیکن آواز سے ہی ظاہر تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والی ابھی نئی نئی ہی جوانی کی حدود میں داخل ہوئی ہے۔ اس کے لہجے میں عجیب سی لٹک تھی۔
" مس مائیکل "۔۔۔ عمران نے اسی طرح خالصتاً ایکریمی لہجے میں کہا۔
" ہاں بول رہی ہوں کون صاحب بات کر رہے ہیں "۔۔۔
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
" سٹیٹ آفس سے رچرڈ مرفی بول رہا ہوں۔ فرسٹ آفیسر "۔۔۔ عمران نے کہا۔
" اوہ فرمائیے۔ میرا کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے سٹیٹ آفس سے "۔۔۔ مس مائیکل کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

" آپ سے چند اہم معلومات لینی ہیں۔ امید ہے آپ درست جواب بھی دیں گی اور اسے راز بھی رکھیں گی "۔۔۔ عمران نے کہا۔
" ظاہر ہے سٹیٹ آفس کے فرسٹ آفیسر کی باتیں میں کیسے آؤٹ کر سکتی ہوں اور مجھے غلط جواب دینے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ فرمائیے "۔۔۔ مس مائیکل نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
" مس مائیکل سٹیٹ آفس کو ایک اہم خبر ملی ہے کہ اولینڈو اپ لینڈ میں ہیلی کاٹ کا جو مشن مکمل کر رہی ہے اور وہاں جو ماہرین اب گئے ہیں۔ ان میں ایک غیر ملکی ایجنٹ بھی شامل ہے۔ آپ چونکہ ڈائریکٹر جنرل صاحب کی سیکرٹری ہیں اس لئے آپ کو تو ان ماہرین کے متعلق مکمل معلومات ہوں گی "۔۔۔ عمران نے کہا۔
" اوہ ویری سوری فرسٹ آفیسر۔ ان ماہرین کا تعلق اولینڈ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ بلیو سکائی کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ ہمیں تو صرف اتنا کہا گیا تھا کہ اولینڈو سے ان کے متعلق کاغذات تیار کرا کر بلیو سکائی بھجوا دیئے جائیں۔ اور ہم نے یہ کاغذات تیار کرا کر بھجوا دیئے۔ اب یہ کون ہیں یہ آپ بلیو سکائی سے پوچھ سکتے ہیں "۔۔۔ دوسری طرف سے مس مائیکل نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
" کاغذات کون دے آیا تھا بلیو سکائی میں "۔۔۔ عمران

نے پوچھا۔

"میں گئی تھی۔ ڈائریکٹر جنرل پیٹر نے خاص طور پر مجھے بھیجا تھا کیونکہ یہ انتہائی رازداری کا مسئلہ تھا"۔۔۔ مس مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے یہ اس کے لئے بڑے اعزاز کی بات تھی۔

"مس مائیکل اس کا مطلب ہے کہ آپ نے راستے میں ایک کاغذ تبدیل کر دیا ہے۔ ورنہ غلط آدمی کسی طرح بھی اس گروپ میں شامل نہ ہو سکتا۔ یا پھر آپ غلط جگہ کاغذات پہنچا کر آئی ہیں۔ دو میں سے ایک صورت لازمی ہوتی ہے۔ اور آپ جانتی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی ثابت ہو گئی تو آپ کا انجام کیا ہو گا"۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد کرخت ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ مجھے اس کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے ڈائریکٹر جنرل پیٹر نے کہا تھا کہ میں کاغذات کا لفافہ تھرڈ ایونیو پر سکائی کمرشل انٹرپرائزر کے ڈائریکٹر جنرل کلاٹ کو پہنچا آؤں۔ میں پیٹر کی کار میں گئی۔ ان کا ڈرائیور ہی مجھے ساتھ لے گیا۔ اور واپس ساتھ لایا"۔۔۔ مس مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ پھر تو آپ واقعی بے گناہ ہیں۔ او۔ کے میں خود دیکھ لوں گا۔ امید ہے میری پہلی ہدایت آپ کو یاد رہے گی"۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی اب بات صاف ہو گئی۔ آنے والے ماہرین ایکریمیا کی ایک ایسی خفیہ ایجنسی کے رکن ہیں جس کا کام ہی ایکریمیا میں ڈیفنس لیبارٹریوں کی حفاظت اور مخالفوں کی ڈیفنس لیبارٹریوں سے اہم فارمولے چرانا ہے۔ اور یہ ایکریمیا کی ڈیفنس سائنس کونسل کے تحت کام کرتی ہے۔ پوری طرح تربیت یافتہ ایجنسی ہے"۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اسے پہلے سے جانتے ہیں"۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے پاس طلسم سامری کی وہ کتاب ہے۔ بس جو پوچھنا ہوا اس سے پوچھ لیا۔ سب تفصیل لکھی لکھائی سامنے آگئی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف خفیف سا ہو کر رہ گیا جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"یہ کتاب تو عمرو عیار کے پاس تھی"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"اچھا ویسے یہ بات تو صرف جادوگروں کے شہنشاہ افراسیاب کے درباری بدصورت دیو کو ہی معلوم تھی تمہیں کیسے پتہ چلا"۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور اس بار کمرہ ہنسی کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

"آغا تمہارے پاس انٹرنیشنل ڈائریکٹری تو ہو گی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے آغا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں ہے۔ لے آؤں" —— آغا نے چونک کر پوچھا۔

"پوچھ لینا اس سے کنواروں کی محفل میں آنا پسند بھی کرے گی یا نہیں" —— عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور اس بار کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ آغا جیسا انتہائی سنجیدہ آدمی بھی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا تھا۔ اور پھر اُٹھ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تو کیا اب کلاٹ سے بات کریں گے" —— اس بار صفدر نے کہا۔

"ارے ارے ایسا سوچنا بھی مت۔ یہ چیف قسم کے لوگ ہزاروں کان رکھتے ہیں۔ مجھے تو ان کا نام زبان سے لیتے ہوئے ڈر لگتا ہے" —— عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور توصیف ہنس پڑا۔

اُسی لمحے آغا انٹرنیشنل ڈائریکٹری اُٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے ڈائریکٹری عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائریکٹری کھولی اور پھر اس میں ایکریمیا کا پورشن تلاش کر کے وہ اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر تک وہ صفحات پر نظریں دوڑاتا رہا۔

"ارے واہ تو اپنا یار جوناتھن آجکل ڈیفنس سائنس کونسل میں ہے ویری گڈ" —— عمران نے یکلخت مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ڈائریکٹری رکھ کر اس نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"یہ جوناتھن صاحب آپ کے دوست ہیں" —— توصیف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بیچارہ مجھے دوست بنائے رکھنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ اس کی بیوی اور میری بھابھی جولین کی مجھ سے بڑی پکی دوستی ہے۔ اور یہ بھابھی جولین سے بالکل اس طرح ڈرتا ہے کہ جس طرح تم شہلا سے ڈرتے ہو" —— عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور توصیف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ عمران کی انگلیاں تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھیں۔

"ہیلو جولین بول رہی ہوں" —— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"واہ اس کا مطلب ہے آخرکار میرا صبر و تحمل کام آ ہی گیا اور بھابی جولین مسز جوناتھن سے دوبارہ خالی جولین ہی رہ گئی ہے۔ مبارک ہو۔ یہ جوناتھن سے جان چھڑا کر آپ نے اچھا ہی کیا۔ نظرباز قسم کا آدمی تھا۔ آپ کے بالکل قابل نہ تھا" —— عمران کی زبان چل پڑی۔

"ارے ارے کہیں تم عمران تو نہیں ہو۔ شیطان آدمی" —— دوسری طرف سے جولین کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا تو آپ کو میرا نام یاد ہے۔ اس کا مطلب ہے امیدواروں کی فہرست میں سب سے اوپر میرا نمبر ہے۔ ویری گڈ" —— عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے بے اختیار قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"منہ دھو رکھو میں ابھی تک مسز جوناتھن ہی ہوں۔ ارے ہاں میں تو تمہیں احمق سا آدمی سمجھتی تھی لیکن تم تو کوئی خوفناک قسم کے سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ وہ اسرائیل کا میجر ڈیوڈ تو تم سے اتنا ڈرتا ہے۔ کہ میں حیران رہ گئی۔ کیا واقعی تم ایسے ہی ہو" ——— جولین نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں بھابھی بھلا میرا کسی سیکرٹ ٹائپ کی چیز سے کیا تعلق۔ یہ تو خالصتاً عورتوں کا کام ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور جولین ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بھابھی وہ آپ کے شوہر نامدار میرا مطلب ہے نام کے شوہر صاحب کہاں ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب وہ میرا اصل شوہر ہے۔ نام کا کیسے ہوگیا" ——— جولین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں بھابھی۔ اس بیچارے نے اصل شوہر کیا بننا ہے۔ وہ تو اصل بیوی ہے۔ اصل شوہر تو آپ ہی ہیں" ——— عمران نے کہا اور جولین ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ ویسے یہ تمہیں آج اس سے کام کیا پڑ گیا ہے۔ پہلے مجھے بتاؤ" ——— جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے اس نے گزشتہ ہفتے فون کیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ یار ایشیائی لڑکیاں بڑی فرمانبردار قسم کی بیویاں ہوتی ہیں۔ شوہروں کے ساتھ ستی ہو جاتی ہیں اس لئے کوئی ڈھونڈھ دو۔ آج ایک

رشتہ آیا ہے میں نے سوچا بات کر لوں" ——— عمران نے کہا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو تم۔ اس کی شادی کراؤ گے۔ میں تمہاری اور اس کی دونوں کی گردنیں نہ توڑ دوں گی" ——— جولین نے واقعی غصے سے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے بھابھی اتنے غصے کی کیا ضرورت ہے۔ بس پہلی شادی والا مسئلہ مشکل ہوتا ہے۔ دوسری تیسری چوتھی تو پھر آسان ہو جاتی ہے۔ جوناتھن آخر مرد ہے۔ ایک ایشیائی بیوی بھی رکھ لے گا تو آپ کا کیا بگڑتا ہے۔ آپ والا غصہ وہ ایشیائی بیوی پر جھاڑ لیا کرے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو تم سب مردوں کی ایک ہی فطرت ہے سمجھے۔ خبردار اگر تم نے اس معاملے میں مزید کوئی بات کی ہو اس سے تو میں اچھی طرح سمجھ لوں گی" ——— جولین کا غصہ واقعی عروج پر تھا۔

"ارے ارے وہ تو کہہ رہا تھا کہ جولین نے خود مجھے کہا ہے۔ اور میں نے بھی سوچا کہ واقعی بھابھی جولین کی اجازت کے بغیر تو ایسے خیالات بھی اس کے ذہن میں نہیں آ سکتے۔ لیکن آپ کہتی ہیں تو بلائیں اُسے۔ اس کے ذہن سے سارے کیڑے جھاڑ دوں گا۔ اُسے کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ میری بھابھی کے ہوتے ہوئے ایسا سوچے بھی سہی۔ اُسے معلوم نہیں ہے کہ جولین دل لوٹنے والی ہے" ——— عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ عمران تم کتنے اچھے ہو۔ یقین کرو آج تمہاری باتیں سُن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ جس کے تم جیسے بھائی موجود ہوں وہ واقعی دنیا میں اکیلی نہیں ہے" ___ جولین نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"بب بب بھائی" ___ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کونین کی گولیوں کا پورا پیکٹ نگلنے پر مجبور کر دیا گیا ہو۔ لیکن دوسری طرف سے ریسیور ایک طرف رکھا جا چکا تھا۔ جولین شاید جوناتھن کو بلانے چلی گئی تھی۔

"کمال ہے۔ آپ اس جولین کو ڈیل کرنا خوب جانتے ہیں" ___ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بھی ٹریننگ لے لو کام آئے گی۔ ورنہ پھر تجھے شہلا کو بھی ایسے ہی ڈیل کرنا پڑے گا" ___ عمران نے کہا اور توصیف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے اچھا مذاق شروع کر دیا ہے" ___ توصیف نے شرمندہ سے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہیلو عمران یہ تم ہو۔ یہ تم نے کیا بات کر دی ہے جولین سے۔ کچھ تو خدا کا خوف کیا کرو۔ دو روز سے منہ پھلائے پھر رہی تھی۔ آج بڑی مشکل سے منایا تھا کہ چلو شام کو اچھی تفریح ہو جاتے گی لیکن تم نے اُسے پاگل کر دیا ہے۔ وہ مجھے ایسی نظروں سے دیکھ رہی ہے جیسے کچا ہی چبا جائے گی" ___ جوناتھن نے ایک لحاظ سے حقیقتاً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو میں اُسے کہہ دوں گا کہ نمک چھڑک کر کھائے۔ تاکہ منہ کا ذائقہ خراب نہ ہو" ___ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم اُسے بتاؤ کہ تم نے جو کچھ اس سے کہا ہے وہ بکواس ہے۔ پھر میں تم سے بات کروں گا" ___ جوناتھن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تم واقعی دوسری شادی نہیں کر رہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ تو تم نے یہ بات کی ہے اس سے۔ غضب خدا کا۔ اب وہ کسی طرح مانے گی ہی نہیں۔ اوہ تم جیسے لوگوں کو تو گولی مار دینی چاہیے۔ خواہ مخواہ اچھے بھلے گھرانوں کا سکون برباد کر دیتے ہو" ___ جوناتھن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوچ لو ورنہ میں وہ بات بھی بتا دوں گا بھابھی جولین کو جو میں نے ابھی تک اس سے چھپا رکھی ہے۔ کہ تم نے اپ لینڈ میں بلیو سکائی کے آدمی بھیج کر دراصل رشتہ تلاش کرنے کی کوشش کی ہے" ___ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا تمہارا دماغ واقعی خراب ہو چکا ہے۔ بلیو سکائی اور اپ لینڈ۔ آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو" ___ جوناتھن نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا اب مجھ سے بھی اُڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔ مجھے تو

بلیو سکائی کے چیف کلاٹ نے بتایا ہے کہ ساری پلاننگ تم نے بنائی ہے۔ اس لئے میں بھی ان کی مدد کروں۔ لیکن تم سرے سے ہی مکر رہے ہو" ___ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کلاٹ نے یہ کہا ہے۔ بکواس کی ہے اس نے۔ میرا کیا تعلق کسی اس جیسے چکر سے۔ یہ کام وہ سیکرٹری جیمسن کرتا رہتا ہے۔ ویسے آج ہی میں نے ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات سنی تھی۔ وہ کلاٹ اُسے جیمسن کو ہی بتا رہا تھا کہ اس نے بڑا گہرا پلان بنایا ہے۔ کوئی کیپسولوں اور کسی دھات کی بات کر رہا تھا۔ لیکن میرا تو شعبہ ہی علیحدہ ہے۔ پھر اس نے میرا نام کیوں لیا تم سے" ___ جوناتھن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پوری بات بتاؤ کہ تم نے کیا سُنا ہے۔ ورنہ میں تو صرف تمہاری وجہ سے اس کی مدد پر آمادہ ہوگیا تھا۔ ورنہ میں بھلا اس کی مدد یوں مفت میں کیوں کرتا۔ میں نے سوچا جوناتھن اپنا یار ہے اگر اس نے کہا ہے تو بھائی ٹھیک ہے۔ دوست وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کی بات کا بھرم رکھے" ___ عمران نے جان بوجھ کر بات بناتے ہوئے کہا۔

"میرا کوئی تعلق نہیں ہے سمجھے۔ تم جانو اور وہ کلاٹ جانے۔ میرا وہ شعبہ ہی نہیں ہے۔ میرے پاس تو انتظامی شعبہ ہے۔ اور میں نے تو دھیان ہی نہیں دیا تھا ان کی باتوں میں۔ ویسے اتنا مجھے یاد ہے کہ وہ سیکرٹری کو بتا رہا تھا کہ اس

نے اپنے بہترین ماتحت آرتھر اور انتھونی کو ان کے گروپوں سمیت اَپ لینڈ بھیج دیا ہے۔ اور کوئی نشان زدہ اور بغیر نشان کے کیپسولوں کی بھی بات ہو رہی تھی۔ مگر یہ چکر کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ" ___ جوناتھن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے اس بات پر تو وہ میری مدد تمہارے حوالے سے مانگ رہا تھا۔ تم یاد تو کرو یہ کیپسولوں والی پوری بات۔ بتاؤ" ___ عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے مجھے کس چکر میں اُلجھا دیا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تمہیں بتانا پڑے گا اس لئے میں ساری گفتگو ہی ٹیپ کر لیتا۔ ٹھہرو مجھے یاد کرنے دو۔ ہاں یاد آگیا وہ کہہ رہا تھا کہ نشان والوں میں اصل مال آئے گا جب کہ بغیر نشان والوں میں جعلی مال ہوگا۔ اس طرح سب اس جعلی مال میں اُلجھے رہیں گے۔ کچھ ایسی ہی باتیں تھیں" ___ جوناتھن نے کہا۔

"اچھا اب فون دو بھابی جولین کو۔ تاکہ پہلے تمہارے متعلق اس کا ذہن صاف کردوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو میں اُسے بلا لاتا ہوں۔ وہ روٹھی پڑی ہے اپنے کمرے میں" ___ جوناتھن نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر رسیور میز پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو" ___ تھوڑی دیر بعد جولین کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بھابی جوناتھن سے میری سفارش کردو۔ اس ایشیائی لڑکی

کا باپ اس کے شعبے میں کام کرتا ہے۔ یہ سفارش کر دے گا بھابی تو میرا گھر بس جائے گا۔ لیکن یہ مانتا ہی نہیں بس کہہ رہا ہے کہ میں اُسے منع کر دوں گا" ___ عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس ایشیائی لڑکی کی بات کر رہے ہو" ___ جولین نے چونک کر پوچھا۔

"اُس کا بھابی جو بالکل آپ جیسی ہے انتہائی خوبصورت۔ انتہائی سمارٹ اور انتہائی عقلمند۔ میں نے تو مدت سے فیصلہ کر رکھا تھا کہ بھابی جولین جیسی خوبصورت لڑکی سے ہی شادی کروں گا اور آپ جیسی کہیں ملی ہی نہیں۔ بڑی مشکل سے یہ نظر آئی ہے۔ آپ سے ذرا کم تو ہے لیکن چلو اب آپ تو اس جوناتھن کو چھوڑتی ہی نہیں۔ میں کب تک کنوارہ بیٹھا رہوں گا" ___ عمران کی زبان چل پڑی۔

"کیا کہہ رہے ہو ___ اب تم بات بدلنے کی کوشش کر رہے ہو ___ ٹھیک ہے جوناتھن تمہارا دوست ہے۔ تم اس کی ہی فیور کرو گے" ___ جولین نے اسی طرح بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ایمان سے بھابی وہ بات نہیں جو آپ سمجھی ہیں ___ بس میری زبان ذرا لڑکھڑا جاتی ہے ___ ورنہ مجھے آپ جیسی بیوی ملے۔ اس بیچارے کو تو فرصت ہی نہیں ملتی کسی اور بات سوچنے کی" ___ عمران نے کہا اور اس بار جولین بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ تم شیطان ہو پکے شیطان۔ میں بھی سوچ رہی تھی کہ آخر جوناتھن کی یہ ہمت کیسے ہوئی۔ اور ہاں جوناتھن کی جرأت ہے کہ وہ تمہاری سفارش نہ کرے۔ لیکن پہلے میں خود اس لڑکی کو دیکھوں گی" ___ جولین واقعی نارمل ہو چکی تھی۔

"ضرور ضرور چلو اس بہانے آپ پاکیشیا تو آئیں گی۔ بس جوناتھن کو ساتھ نہ لے آنا ورنہ وہ سائے کی طرح آپ کے ساتھ چلتا رہے گا" ___ عمران نے کہا اور جولین ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اُسے تو ضرور لے آؤں گی" ___ جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا مجبوری ہے تو ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے اطلاع کر دینا تاکہ میں جوناتھن کے لئے بھی کوئی نہ کوئی تلاش کر رکھوں۔ خدا حافظ" ___ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بات سنے بغیر ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اب پوری طرح بات واضح ہو گئی۔ واقعی اس کلاٹ نے بڑی گہری تجویز سوچی تھی۔ اور ہم یقیناً آخر میں ہاتھ ملتے رہ جاتے" ___ عمران نے رسیور رکھتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی تجویز۔ ہمیں بھی تو بتائیں" ___ صفدر نے کہا۔

"اوہ تم ابھی تک نہیں سمجھے۔ کیا چہرے کے ساتھ ساتھ عقل کا بھی میک اپ کر لیا ہے۔ دو ٹائپ کے کیپسول یہاں پہنچائے

گئے ہیں۔ ایک وہ جو پہلے توصیف نے اس پروجیکٹ میں
دیکھے۔ دوسرے وہ جو یہ ماہرین جو یقیناً آرتھر اور انتھونی
میں سے کوئی ایک گروپ ہوگا اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔ اب
یہ ہوگا کہ ہیلی کاٹ ان میں سے ایک میں بھری جائے گی۔
جب کہ دوسری قسم کے کیپسولوں میں خالی ریت یا ایسی ہی
کوئی بیکار چیز۔ ان جعلی کیپسولوں کو سامنے لایا جائے گا تاکہ ہم
اس کے حصول کے لئے ان سے لڑتے رہیں اور اصل مال
خاموشی سے ایکریمیا بھجوا دیا جائے گا۔ اور جوناتھن نے دو گروپوں
کی بات کی ہے جب کہ آغا کے مطابق آٹھ ماہرین آئے ہیں۔
اس لئے آٹھ افراد زیادہ سے زیادہ ایک گروپ ہو سکتے
ہیں۔ دوسرا گروپ لازماً خفیہ طور پر آیا ہوگا اور اس ڈیگر
اور اس کے ساتھیوں کے یکلخت منظر سے غائب ہو جانے
کا مطلب ہے کہ پہلے بلیو سکائی نے ان مجرموں کو آگے
رکھا ہوا تھا۔ تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ لیکن انہیں یقیناً ان
کی نگرانی کی بھی اطلاع مل گئی ہوگی اور ہو سکتا ہے یہ بھی اطلاع
مل گئی ہو کہ توصیف کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔
اس لئے انہوں نے فوراً ہی اپنی پلاننگ تبدیل کر دی"۔۔۔
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے وہ خوفزدہ
ہیں"۔۔۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے باس نے رعب ہی ایسا ڈال رکھا ہے۔ خوفزدہ

نہ ہوتے تو یہ سارا چکر یہاں اپ لینڈ میں کیوں چل رہا
ہوتا۔ اصل مال تو ادھر پاکیشیا میں ہے"۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب آپ نے دوسرے گروپ کی بات کی
ہے۔ جو خفیہ آیا ہوگا اس کے ذمہ کیا کام ہوگا"۔۔۔ اس
بار کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب تک خاموش
بیٹھا رہا تھا۔

"شہلا اور توصیف کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے
جدا کرنا"۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔
اور سب چونک پڑے۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ مقصد ہے کہ وہ لوگ ہم سے ٹکرائیں گے
جب کہ دوسرا گروپ اپنا کام کرتا رہے گا۔ میں اس گروپ
کا سراغ نکال لوں گا۔ اسے آپ مجھ پر چھوڑ دیں"۔۔۔ آغا
نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اس وقت تک حرکت میں نہیں آنا
چاہیئے۔ جب تک ہیلی کاٹ کیپسولوں میں نہ بھری جائے۔
اس طرح کام وہ کرتے رہیں گے اور مال غنیمت ہمارے
ہاتھ آجائے گا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں اگر ہم نے بالکل حرکت نہ کی تو وہ سمجھ جائیں گے
کہ ہم بھی ان کی طرح تاک میں بیٹھے ہیں اس لئے آغا دوسرے
گروپ کو نہ صرف ٹریس کرے گا بلکہ ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بھی

جاری رکھے گا جب کہ توصیف اپنے دوست سے رابطہ رکھ کر
اس سے معلومات حاصل کرتا رہے گا۔ پھر جیسے ہی یہ اطلاع
ملے گی کہ ہیلی کاٹ سے کیپسول بھر گئے ہیں ہم ریڈ کر دیں
گے"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہم اس پروجیکٹ میں داخل ہو کر ان میں
سے کسی کی جگہ لے لیں اس طرح سب کچھ ہماری آنکھوں کے
سامنے ہوتا رہے گا۔ ایسا نہ ہو کہ توصیف کو اطلاع غلط ملے
یا دیر سے ملے اور اصل کیپسول ایکریمیا پہنچ بھی جائیں"۔۔۔
صفدر نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے بلیو سکائی والے ظاہر ہے
ہم جیسے ہی لوگ ہوں گے۔ جس طرح کے وہ ماہر ہوں گے
ویسے تو ہم بھی بن سکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہیلی کاٹ
کے برآمد ہونے سے پہلے میں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔
ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ واپسی کا سوچ لیں یا پھر انتقاماً ساری
ہیلی کاٹ ہی تباہ کر دیں۔ فضائی آلودگی سے تحفظ کے لئے ہمیں
اس دھات کی واقعی ضرورت ہے اور ایک ٹن دھات کے
ملنے کا مطلب ہے کہ ہم آئندہ ایک سو سال تک اپنے
ملک کے ماحول کو صاف رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح اس کے نکالنے
اور صاف کرنے کے خرچے سے بھی بچ جائیں گے"۔۔۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ انہیں اطمینان سے کام کرنے دیا جائے"

۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں کم از کم پروجیکٹ کی حد تک ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ باہر
جو ہوتا رہے وہ ہوتا رہے۔ لیکن ہمیں اطلاعات بہر حال بروقت
ملنی چاہئیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے عمران صاحب کہ میں اپنے
اس دوست کی جگہ لے لوں۔ وہ میرے ہی قد وقامت کا
ہے۔ اس کا لہجہ اور ساری عادات اور فطرت سے بھی اچھی
طرح واقف ہوں۔ پروجیکٹ اور اس کا سارا علاقہ بھی میرا
دیکھا ہوا ہے۔ اس لئے میں آسانی سے اس پروجیکٹ میں
داخل ہو کر اپنے دوست کی جگہ لے سکتا ہوں۔ سپیشل ٹرانسمیٹر
پر میں آغا سے رابطہ رکھوں گا۔ اس طرح مصدقہ اطلاعات
آپ کو بروقت ملتی رہیں گی"۔۔۔ توصیف نے فوراً ہی کہا۔

"اپنے اس دوست کا کیا کرو گے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے پوچھا۔

"ملک کے مفاد کے سامنے اسے قربان کرنا ہی پڑے
گا"۔۔۔ توصیف نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا اور عمران
کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔

"گڈ شو توصیف۔ لیکن تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں وہاں داخل
کریں گے۔ اور تم اپنے دوست کو اغوا کر کے باہر لاؤ
گے اور ہمارے حوالے کر دو گے۔ جب تک یہ مشن
آؤٹ نہیں رہتا وہ آغا کی تحویل میں رہے گا۔ بعد میں

اسے رہا کر دیا جائے گا۔ اس طرح اس کی زندگی بچ جائے گی۔ بہر حال وہ ہم سے تعاون کر رہا ہے تو اس تعاون کی سزا اتنی بھیانک تو نہیں ہونی چاہیے"۔۔۔ عمران نے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا۔ پھر ان کے درمیان مزید تفصیلات طے ہونا شروع ہو گئیں۔

آرتھر ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے انداز سے اضطراب اور بے چینی نمایاں تھی جیسے اُسے کسی کا انتظار ہو۔ ساتھ ہی ایک چھوٹی سی تپائی پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔

"ابھی تک ان لوگوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی۔ الیون تھرٹی کو کوئی نہ کوئی اطلاع اب تک دے دینا چاہیے تھی"۔۔۔ آرتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے یہاں پہنچے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہی گزرے تھے۔ انتھونی اور اس کے ساتھی ایک روز پہلے یہاں مارین کے روپ میں پہنچ چکے تھے۔ جب کہ آرتھر اکیلا ہی آیا تھا اور آرتھر نے یہاں آتے ہی الیون تھرٹی کے گروپ کا چارج سنبھال لیا تھا۔ اور اس نے الیون تھرٹی سے اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ انتھونی اور اس کے ساتھیوں کے ہیڈکوارٹر

تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ تو پیش نہیں آئی۔ لیکن الیون تھرٹی جسے انتھونی اور اس کے ساتھیوں کے پہنچنے کی اطلاع دے دی گئی تھی جس کے آدمیوں نے باقاعدہ اس کی نگرانی کی تھی یہی رپورٹ دی تھی کہ کوئی مشکوک آدمی سامنے نہیں آیا۔ اس کے بعد اس نے الیون تھرٹی کو احکامات دیئے تھے کہ وہ ہر صورت میں پاکیشیا کے کسی ایجنٹ کو تلاش کر کے اُسے اطلاع دے۔ تاکہ وہ اسے پکڑ کر اس سے مزید معلومات حاصل کرے اور اپنے مشن کا آغاز کر دے۔ اس کی فطرت ہی ایسی تھی کہ وہ اپنا کام انتہائی تیز رفتاری لیکن ساتھ ہی انتہائی احتیاط کے ساتھ انجام دینے کا عادی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ الیون تھرٹی کی طرف سے کال نہ آنے کی وجہ سے وہ سخت مضطرب اور بے چین نظر آ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ انتھونی کے مشن مکمل ہونے سے پہلے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر تہس نہس کر دے گا۔ تاکہ اس کی کارکردگی انتھونی پر حاوی رہے۔ لیکن الیون تھرٹی کی طرف سے مسلسل خاموشی تھی۔ اب ظاہر ہے وہ راہ جاتے آدمیوں کو تو گولی نہ مار سکتا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور آرتھر نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس آرتھر سپیکنگ" ——— آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس الیون تھرٹی بول رہا ہوں۔ میں نے بڑی مشکل سے

ایک اہم سراغ نکال لیا ہے۔ وہ پاکیشیائی فارن ایجنٹ توصیف ایک اور آدمی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر آرام باغ کی کوٹھی نمبر تین میں گیا ہے۔ اور باس وہاں تین مقامی افراد ان سے پہلے ٹیکسی میں بیٹھ کر پہنچے تھے۔ میرے آدمیوں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریس کر کے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اس نے ان تینوں کو ایئرپورٹ سے پک کیا تھا۔ اس وقت ایئرپورٹ پر پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ پہنچی تھی۔ یہ سب لوگ ابھی تک اس کوٹھی کے اندر ہیں۔ مجھے یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ اس کوٹھی کے اندر مسلح افراد بھی موجود ہیں" ——— الیون تھرٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی فلائٹ اوہ ویری گڈ پھر یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر ہی ہوں گے۔ ویری گڈ نیوز" ——— آرتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی اس کوٹھی کے گرد موجود ہیں۔ اب آپ جیسے حکم فرمائیں" ——— الیون تھرٹی نے کہا۔

"سنو تمہارے پاس امیگنم گنیں تو لازماً ہوں گی" ——— آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ہیں" ——— الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"پہلے ان کے فائر کوٹھی کے اندر کرو۔ تاکہ یہ سب لوگ بیہوش ہو جائیں۔ اس کے بعد انہیں اٹھا کر کسی ایسی جگہ پہنچا دو جہاں سے ان کی چیخیں باہر نہ جا سکیں۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو" ———

آرتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر لیکن کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ بم مار کر کوٹھی ہی اُڑا دی جائے" ___ ایلون ھتڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ عام مجرم نہیں ہیں۔ سیکرٹ سروس کے انتہائی تربیت یافتہ افراد ہیں۔ اس لئے انہیں پہلے بیہوش کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے بعد میں ان سے مکمل پوچھ گچھ کرنے کے بعد ہی انہیں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ اس لئے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ اور جب یہ مطلوبہ جگہ پہنچ جائیں تو تم مجھے آکر ساتھ لے جانا" ___ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس جیسے آپ کا حکم ہو" ___ ایلون ھتڑی نے جواب دیا۔

"سنو ایلون ھتڑی کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لیں۔ اس طرح ہمیں بے حد آسانی ہو جائے گی" ___ آرتھر نے یکلخت ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"ہو سکتا ہے باس میرے گروپ کے پاس ہر قسم کا سامان موجود ہیں۔ ہمارا تو کام ہی ایسا ہے کہ ایسی چیزیں ہمیں استعمال کرنی ہی پڑتی ہیں۔ سپر ڈی۔ ایف سے ہم آسانی سے ان کی باتیں ٹیپ کر سکیں گے" ___ ایلون ھتڑی نے جواب دیا۔

"او۔ کے پہلے ان کی باتیں ریکارڈ کرو۔ پھر انہیں بیہوش کر کے وہاں سے نکالو اور اس کے بعد میرے پاس آجاؤ۔ بم سے کوٹھی اڑا دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہو سکتا ہے ان کا دوسرا گروپ بھی موجود ہو۔ وہ ہوشیار ہو جائے گا اس لئے میں سارا کام انتہائی خاموشی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں" ___ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر میں سمجھ گیا ہوں آپ بے فکر رہیں۔ سارا کام آپ کی مرضی کے عین مطابق مکمل ہو جائے گا" ___ ایلون ھتڑی نے جواب دیا اور آرتھر نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

"میں ان کے سر کاٹ کر ساتھ لے جاؤں گا تاکہ کلاٹ کو معلوم ہو سکے کہ آرتھر کس طرح کام کرتا ہے" ___ آرتھر نے کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

اب اس کی بے چینی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ دراصل وہ اس لئے بھی بے چین تھا کہ اُسے یہاں دوسروں پر انحصار کرنا پڑ رہا تھا۔ وہ چونکہ یہاں اکیلا آیا تھا اور پھر اب لینڈ میں آیا بھی پہلی بار تھا۔ اُسے یہاں کے مقامات وغیرہ کا بھی علم نہ تھا۔ اور کلاٹ نے اسی لئے اُسے اکیلا بھیجا تھا تاکہ زیادہ آدمی یہاں مارک نہ ہو جائیں جب کہ ایلون ھتڑی اور اس کا گروپ یہاں مستقل طور پر کام کرتے تھے اس لئے وہ یہاں سے پوری طرح واقف تھے۔ ایلون ھتڑی وغیرہ ایکریمیا کے فارن ایجنٹ تھے اور بلیو سکائی نے اس کا تعاون حاصل کیا تھا۔ تاکہ مشن محفوظ طریقے سے آگے بڑھ سکے اور بلیو سکائی کے باس کلاٹ

کی عقلمندی واقعی کام آئی تھی۔ ایون تھرٹی کی وجہ سے ہی انہیں یہاں کے اصل حالات کا علم ہوا تھا۔ ورنہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً ہاف رائٹ اور اس کے آدمیوں کو ختم کر کے اپنا مشن مکمل کر لیتی اور انہیں آخر تک علم نہ ہو سکتا۔

پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور آرتھر نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس آرتھر سپیکنگ" — آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ایون تھرٹی بول رہا ہوں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ میرا آدمی مارٹن آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ آ جائیں" — ایون تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا" — آرتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نو سر ہم نے ان کی مکمل گفتگو بھی ٹیپ کر لی ہے اور انہیں بیہوش کر کے خفیہ اڈے پر بھی پہنچا دیا ہے۔ میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں" — ایون تھرٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔ تم اس دوران خیال رکھنا۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں" — آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس اب ان کی روحیں ہی یہاں سے نکل سکتی ہیں یہ خود نہیں نکل سکتے" — ایون تھرٹی نے کہا۔ اور آرتھر نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے یہاں آنے

سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی تھیں اور ان تفصیلات کے مطابق یہ لوگ واقعی اس کے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوتے تھے۔ خاص طور پر ایک آدمی علی عمران کے بارے میں تو جو کچھ لکھا گیا تھا اس پر تو اسے قطعاً یقین بھی نہ آیا تھا۔ اور اسے دراصل اس علی عمران کی تلاش تھی اور اس لئے اس نے انہیں بیہوش کرنے کا حکم بھی دیا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان" — آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔

"چیف باس نے آپ کو لینے کے لئے مجھے بھیجا ہے" — نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور اب اس کے بولنے پر وہ سمجھا تھا کہ نوجوان دراصل ایکریمی ہے اور اس نے مقامی میک اپ کر رکھا ہے۔

"کیا نام ہے تمہارا" — آرتھر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مارٹن جناب" — نوجوان نے جواب دیا۔

"او۔کے چلو" — آرتھر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھے سڑک پر آگے بڑھے جا رہے تھے۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد مارٹن نے کار ایک ایسی سڑک پر ڈال دی جو اپنے

اردگرد کے ماحول سے مضافات کی طرف جاتی دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا وہ جگہ شہر سے دور ہے" ——— آرتھر نے پوچھا۔

"یس چیف ایک زرعی فارم ہے۔ وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے" ——— مارٹن نے جواب دیا۔

"تم اس آپریشن میں اپنے باس کے ساتھ تھے" ——— آرتھر نے پوچھا۔

"یس چیف" ——— مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھے تفصیل بتاؤ" ——— آرتھر نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چیف تفصیل کیا ہونی ہے۔ باس نے انتہائی طاقتور ڈکٹا فون اندر پہنچا دیا۔ اس طرح ان کی گفتگو اس کی کار میں ٹیپ ہوتی رہی۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو اس نے ہمیں ایگنم فائیو فائر کرنے کا حکم دیا۔ تین فائر کیے گئے۔ اس کے بعد ہم اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی کا گیٹ کھول دیا گیا۔ اندر ایک کمرے میں پانچ افراد اکٹھے بے ہوش پڑے تھے۔ ایک برآمدے میں اور دو دوسرے کمروں میں۔ انہیں ایک بند باڈی کی ویگن میں ڈالا گیا اور زرعی فارم تک پہنچا دیا گیا۔ اس کے بعد باس نے مجھے آپ کو لینے بھیج دیا" ——— مارٹن نے بڑے مختصر سے انداز میں تفصیل بتائی اور آرتھر مسکرا دیا۔

"تم یہاں کب سے ہو" ——— آرتھر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"مجھے تو یہاں آئے دو سال ہو گئے ہیں۔ باس کو شاید چھ سات سال ہو رہے ہیں۔ یہاں ہمارا بظاہر امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار ہے۔ اور ایک ہائی جینٹری ہوٹل بھی۔ اس ہوٹل کے کمروں میں ایسے خفیہ کیمرے اور ٹیپ نصب ہیں جن سے یہاں کے اعلیٰ افسران کی عیاشی کی فلمیں بنتی ہیں۔ اس طرح انہیں بلیک میل کر کے ان سے اہم راز حاصل کیے جاتے ہیں" ——— مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ خاصا لمبا چوڑا کام پھیلایا ہوا ہے تم لوگوں نے یہاں" ——— آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ پورے بھیں اپ لینڈ پہ درپردہ ہمارا ہی کنٹرول ہے" ——— مارٹن نے کہا اور آرتھر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک بائی روڈ پر مڑی جس کے دونوں اطراف میں دور دور تک کھیت ہی کھیت تھے۔ سڑک کا اختتام ایک زرعی فارم کی پرانی سی عمارت پر جا کر ہوا۔ جس کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ مارٹن کار اندر لیتا گیا اور اس نے برآمدے کے سامنے جا کر کار روک دی۔ وہاں ایک بند باڈی کی ویگن اور دو کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ آرتھر جیسے ہی کار سے اترا۔ برآمدے میں موجود ایک لمبا تڑنگا نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ الیون تھرٹی تھا۔ اس کا اصل نام تو

ٹیلر تھا۔ لیکن سب اُسے کوڈ نام ایلون تھرٹی سے ہی پکارتے تھے۔

"آیئے باس وہ نیچے تہہ خانے میں موجود ہیں" ___ ایلون تھرٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹیپ کہاں ہے میں پہلے وہ سُننا چاہتا ہوں" ___ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس آیئے" ___ ایلون تھرٹی نے جواب دیا اور پھر وہ آرتھر کو سائیڈ پر موجود ایک کمرے میں لے آیا۔ یہاں میز پر ایک جدید کیسٹ پلیئر موجود تھا۔ ایلون تھرٹی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا کیسٹ نکالا۔ اور کیسٹ پلیئر میں ڈال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے دوسرے گروپ کی بات کی ہے۔ جو خفیہ آیا ہو گا۔ اس کے ذمہ کیا کام ہو گا" ___ مائیکرو فون سے ایک بھاری سی آواز نکلی اور آرتھر یہ الفاظ سنتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔

"شہلا اور توصیف کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جُدا کرنا" ___ ایک اور آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد معصوم سا تھا۔

"اوہ تو یہ ہے عمران" ___ آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی تھی۔ اس ٹیپ سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس خوفناک آدمی تک پہنچ جانے

میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اُسے یقین تھا کہ جب وہ اس کا سر کلاٹ کے سامنے رکھے گا تو فنانا ڈکریمیا کی تمام سیکرٹ ایجنسیاں اور سروسز اُسے ہیرو کا درجہ دے دیں گی۔

پھر وہ کیسٹ پلیئر کے مائیکرو فون سے نکلنے والی گفتگو بغور سنتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں گفتگو سن کر بے پناہ چمک آتی جا رہی تھی۔ پھر گفتگو ختم ہو گئی اور آوازوں سے پتہ چلا کہ وہ اب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد یکلخت خاموشی طاری ہو گئی۔

"یس باس۔ اس کے بعد میں نے امیگنم فائر کر دیئے" ___ ایلون تھرٹی نے کہا اور کیسٹ پلیئر آف کر کے اس نے کیسٹ باہر نکال لی۔

"ویری گڈ ایلون تھرٹی سمجھو تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ آؤ اب ان کی موت کی چیخیں بھی تمہیں سنواتا ہوں" ___ آرتھر نے ایک طویل سانس لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس" ___ ایلون تھرٹی نے اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

عمران ۔ آغا ۔ توصیف اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تفصیلی منصوبہ بندی کرنے کے بعد کھانا کھانے میں مصروف تھے کہ یکلخت عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اُسے تیزی سے چکر آ رہے ہوں۔ ایک لمحے کے لئے اس نے یہی سمجھا کہ شاید کھانے میں کوئی ایسا زہر ملا دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اُسے چکر آنے لگے ہیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس سلسلے میں آغا یا دوسرے ساتھیوں سے کوئی بات کرتا کہ اس کا ذہن یکلخت کسی تیز چلتے ہوئے لٹو کی طرح گھوما اور پھر اُسے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس کے ذہن میں آخری احساس ذہن کا گھومنا ہی تھا لیکن پھر اس کا لٹو کی طرح گھومتا ہوا ذہن یکلخت ایک نقطے پر رُک گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حواس بھی کام کرنے لگ گئے۔ عمران نے آنکھیں کھولیں۔ کافی دیر تک

تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے حواس ایک نقطے پر منجمد ہو گئے ہوں لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ بیدار ہوتے گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران چونک پڑا۔ کیونکہ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اسے معلوم ہو گیا کہ وہ اس کمرے میں نہیں ہے جس میں بیٹھا وہ کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اُسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ اس کا جسم ایک لکڑی کی کرسی سے رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس نے گردن گھمائی اور پھر اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ اس وقت ایک تہہ خانے نما کمرے میں تھا۔ اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح کرسیوں پر بندھے ہوئے پڑے تھے۔ وہ سب بیہوش تھے۔ یہ تہہ خانہ کسی زرعی فارم کا سٹور لگتا تھا۔ کیونکہ اس کی ایک سائیڈ کی دیوار کے ساتھ ساتھ آلوؤں کی بوریوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ کرسیاں بھی پرانی تھیں۔ تہہ خانے کا اکلوتا دروازہ جو عمران کے بائیں ہاتھ پر تھا بند تھا۔ دروازہ لکڑی کا تھا۔ عمران نے فوراً ہی ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں سے اپنی رسیاں کاٹنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس نے کٹی ہوئی رسیاں ایک طرف ہٹائیں اور پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور اس نے ان سب کی رسیاں کھول دیں۔ لیکن وہ سب چونکہ بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ ورنہ [illegible] لازماً کسی گیس کی وجہ سے ہوئے تھے۔ اس

ئے وہ انہیں عام طریقے سے ہوش میں نہ لا سکتا تھا۔ وہ خود بھی اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا۔ اس لئے اس نے صرف ان کی رسیاں کھولنے پر ہی اکتفا کیا۔ اور خود تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی تو اُسے یہ دیکھ کر انتہائی خوشگوار حیرت ہوئی کہ دروازہ باہر سے بند نہ تھا۔ شاید انہیں یہاں لا کر قید کرنے والوں نے اس کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ باہر ایک راہداری تھی جس کے ایک طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں جب کہ دوسری طرف آخر میں اس جیسا ہی ایک اور دروازہ تھا۔ عمران بجائے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے کے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور یہ بھی پہلے جیسا بڑا تہہ خانہ تھا۔ جس میں کسی فصل کے بیج کی بوریاں تقریباً چھت تک بھری ہوئی تھیں۔ عمران واپس مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ دروازہ لوہے کا مضبوط دروازہ تھا۔ عمران انتہائی احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا۔ تو اُسے باہر کئی افراد کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولنا چاہا لیکن یہ دروازہ باہر سے بند تھا۔ عمران ہونٹ چباتا ہوا واپس اتر آیا۔ اب اس کے سامنے دو مسئلے تھے۔ ایک تو اپنے ساتھیوں کی کسی نامعلوم گیس کی وجہ سے بیہوشی اور دوسرے اسلحہ نہ ہونا۔ چونکہ اس نے فلائٹ پر آنا تھا۔ اور اسلحہ باقاعدہ فلائٹ کے دوران چیک کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے تو کیا

صفدر اور کیپٹن شکیل کے پاس بھی کوئی اسلحہ نہ تھا۔ اور ایئرپورٹ سے وہ سیدھے آغا کے اڈے پر پہنچے تھے اور وہاں سے وہ کھانا کھاتے ہوئے بیہوش کر کے یہاں لائے گئے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے اسلحہ لینے کی مہلت ہی نہ مل سکی تھی اور سیڑھیوں سے باہر اب کافی افراد کے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ اور ظاہر ہے یہ لوگ مسلح بھی ہوں گے اور تربیت یافتہ بھی۔ اس لئے اگر عمران کا ٹکراؤ ان افراد سے ہو جاتا تو اس کے خود تو بچ نکلنے کے امکانات موجود تھے لیکن ظاہر ہے وہ اپنے بیہوش ساتھیوں کو موت سے نہ بچا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک اور ہی فیصلہ کر لیا وہ تیزی سے چلتا ہوا دوبارہ بیجوں کی بوریوں والے تہہ خانے کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ پرانی خستہ دیوار میں سے ایک اینٹ ٹوٹ کر نیچے گر گئی تھی جس میں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے خستہ اور ٹوٹی اینٹیں ہٹانی شروع کر دیں اور چند لمحوں بعد وہ دیوار میں اتنا بڑا سوراخ کر لینے میں کامیاب ہو گیا جس سے وہ دوسری طرف جا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے دوسری طرف نکلا تو اس نے اپنے آپ کو ایک گہری کھائی میں موجود پایا۔ یہ کھائی شاید اس زرعی فارم کی دیوار بنانے کے لئے مٹی اٹھانے سے بنی تھی۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہو گیا تھا کہ تہہ خانے میں موجود ہونے کے باوجود وہ باہر نکل سکتے تھے۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کھائی کے ایک کونے کی طرف بڑھا اور پھر

اسی طرح دوڑتا ہوا اوپر چڑھ گیا۔ کھائی سے ہٹ کر دور تک فصل موجود تھی جو چھپنے کے لئے اچھی پناہ گاہ ثابت ہو سکتی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ فصل میں چلنے کی وجہ سے فصل میں ایسے نشانات صاف نظر آنے لگ جاتے ہیں اور اگر وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس فصل میں گیا تو انہیں فوراً ہی گھیر لیا جائے گا۔ اور پھر ساتھی بھی ایک دو نہ تھے بلکہ تعداد میں آٹھ تھے۔ کیپٹن شکیل۔ صفدر۔ آغا اور توصیف کے علاوہ ان کے ملازم بھی ان کے ساتھ تھے۔ اور اتنے آدمیوں کو اٹھا کر بھی باہر لے جانا مسئلہ تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس کھائی میں اترتا اور دوڑتا ہوا دوبارہ اسی سوراخ سے ہو کر تہہ خانے میں آگیا۔ یہاں ابھی تک سکون تھا۔ اس لئے وہ واپس اس تہہ خانے میں گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ سب ابھی تک کرسیوں پر بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے صفدر کو کرسی سے اٹھایا اور اسے لے کر وہ دوسرے تہہ خانے میں آیا اور اس نے اسے اس سوراخ کی مخالف سمت بوریوں کے ڈھیر اور دیوار کے پیچھے خالی جگہ میں اس طرح لٹا دیا کہ جب تک خاص طور پر وہاں پہنچ کر نہ دیکھا جائے اس کا پتہ نہ چل سکتا تھا۔ یہاں اس طرح کی کافی جگہ تھی۔ اس لئے عمران تیزی سے حرکت کرتا رہا۔ اور ایک ایک کر کے اس نے پہلے تہہ خانے میں موجود سارے ساتھیوں کو اٹھا کر اسی طرح بوریوں کے پیچھے اچھی طرح چھپا دیا۔ اس کے بعد اس نے آغا اور توصیف

کے لباسوں کی تلاشی لی۔ لیکن ان دونوں کے لباس بھی ہر قسم کے اسلحے سے خالی تھے۔ عمران ذرا ہٹ کر تہہ خانے کے دروازے کے ساتھ ڈھیر کے پیچھے اس طرح چھپ گیا کہ جب بھی چاہے آسانی سے باہر آسکے۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ دور سے وہ لوہے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور ان کے اعصاب تن گئے۔ پھر سیڑھیاں اور راہداری چھ سات افراد کے قدموں سے گونج اٹھے۔

"ارے یہ کیا یہ کہاں غائب ہو گئے"۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر تو جیسے حیرت بھری آوازوں سے وہ پورا تہہ خانہ اور راہداری گونج اٹھی۔ عمران کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اس تہہ خانے کے دروازے کی طرف بڑھتی سنائی دیں جہاں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ اور پھر چار افراد تیزی سے کمرے میں داخل ہوئے۔ عمران آڑ میں سے بیٹھا انہیں اندر آتا دیکھ رہا تھا۔ وہ سب مقامی افراد تھے۔

"آخر یہ کہاں گئے الیون تھرٹی"۔۔۔ ایک لمبے تڑنگے اور بھرے ہوئے جسم کے نوجوان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ امیگنم کے فائر سے بیہوش کیے تھے بغیر اینٹی انجکشن کے تو یہ ہوش میں بھی نہیں آسکتے تھے"۔۔۔

اس کے ساتھ موجود اسی طرح کے لمبے تڑنگے نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دونوں کے بولنے سے عمران کو معلوم ہو گیا کہ دونوں ہی ایکریمی تھے۔ اور مقامی میک اپ میں تھے۔

"باس باس یہ سوراخ اور قدموں کے نشانات یہ لوگ ادھر سے فرار ہوتے ہیں"۔۔۔ اچانک اس سوراخ کی طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور وہ باس اور ایلون تھرڈی دونوں اسی طرف دوڑ پڑے جب کہ دروازے کے پاس تین مسلح افراد موجود تھے اور باہر راہداری میں بھی افراد کی موجودگی کا احساس عمران کو بخوبی ہو رہا تھا۔ ان کے حیرت بھرے مختلف تبصرے بھی سنائی دے رہے تھے۔

"اوہ اوہ واقعی یہ لوگ یہاں سے نکلے ہیں لیکن وہ دور نہیں جا سکتے۔ فوراً باہر نکلو اور انہیں تلاش کرو۔ جو بھی نظر آئے گولیوں سے اڑا دو"۔۔۔ اس باس نے چیخ چیخ کر حکم دینا شروع کر دیا۔

"باس یہ قدموں کے نشانات تازہ ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے جب آپ اس عمران والی ٹیپ سن رہے تھے اس وقت یہ نکلے ہیں۔ جلد ہی مل جائیں گے"۔۔۔ ایلون تھرڈی نے کہا۔

"انہیں ہر صورت میں ملنا چاہئے ایلون تھرڈی۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر یہ ایک بار ہاتھ سے نکل گئے تو

پھر ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا"۔۔۔ اس باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ امیگنم گیس کا شکار ہونے کے باوجود وہ ہوش میں کیسے آ گئے"۔۔۔ ایلون تھرڈی نے کہا۔ وہ اب دوبارہ بوریوں کے ڈھیروں کے درمیان باتیں کر رہے تھے۔ البتہ کمرے میں موجود افراد اس سوراخ سے باہر نکل گئے تھے۔ راہداری میں ابھی تک دو تین آدمی موجود تھے باقی لوگوں کی سیڑھیوں کی طرف دوڑنے کی آوازیں عمران نے سنی تھیں۔ وہ شاید باہر سے انہیں گھیرنے کے لئے گئے تھے۔ عمران کے لئے بڑا اچھا موقع تھا۔ وہ آسانی سے ان میں سے کسی سے مشین گن چھین کر انہیں کور کر سکتا تھا لیکن اس کے ساتھیوں کی بیہوشی اس کے پیروں کی زنجیر بن گئی تھی۔ نجانے اوپر عمارت میں اور کتنے افراد موجود ہوں۔ اس لئے وہ سانس روکے خاموش بیٹھا رہا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں ایلون تھرڈی۔ اور وہ بدنام زمانہ آدمی علی عمران بھی ان میں شامل ہے۔ اس لئے ان سے ہر قسم کی توقع کی جا سکتی ہے۔ تمہیں چاہئے تھا کہ دو تین مسلح آدمی ان کے سروں پر بھی تعینات کر دیتے"۔۔۔ باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب مجھے تو تصور بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ویسے آپ فکر نہ کریں۔ یہ مجھ سے چھپ کر کہیں نہ جا سکیں گے میں

انہیں پاتال میں سے بھی کھینچ لاؤں گا" ـــ ایلون تھرٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ یہ ابھی تک نہیں مل سکے۔ اوہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ تم نے بھی ٹیپ سُنی تھی ایلون تھرٹی۔ انہوں نے کس قدر جامع پلاننگ کر لی تھی۔ اور انہیں ہمارے سارے پلان کا بھی علم ہو گیا ہے" ـــ باس نے بڑے بے چین اور مضطرب لہجے میں کہا۔

"باس وہ کہیں دور نکل گئے ہیں۔ ہم نے آس پاس کا سارا علاقہ تلاش کر لیا ہے" ـــ اسی لمحے دو آدمیوں نے اس سوراخ سے واپس تہہ خانے میں آتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ فوراً نکلو یہاں سے۔ یہ اب یہاں ریڈ کریں گے نکلو یہاں سے فوراً" ـــ باس نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ سب دوڑتے ہوئے باہر راہداری میں گئے اور پھر ان کے دوڑنے کی آوازیں سیڑھیوں کی طرف بڑھتی گئیں۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ ویسے ٹیپ اور پلاننگ کی بات سُن کر اس کی پیشانی پر کئی لکیریں اُبھر آئی تھیں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ نہ صرف انہیں ٹریس کیا گیا بلکہ انہیں امیگنم گیس فائر کر کے بیہوش کرنے سے قبل کسی جدید ترین ڈکٹا فون کے ذریعے ان کی باتیں بھی ٹیپ کر لی گئی ہیں۔ اب اسے ان لوگوں کی کارکردگی کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد ہر طرف سکوت طاری ہو گیا تو عمران اُٹھا

اور پھر دروازے سے باہر راہداری میں آ گیا۔ سیڑھیوں کے اوپر موجود دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ جب سیڑھیاں چڑھ کر اس دروازے سے باہر آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک راہداری کے اختتام پر پایا۔ راہداری کے سامنے برآمدہ اور اس کے بعد کھلا صحن تھا۔ یہ کسی زرعی فارم کی عمارت تھی۔ عمران تھوڑی دیر میں ساری عمارت گھوم گیا۔ اب وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ واپس سیڑھیاں اتر کر پہلے والے تہہ خانے میں گیا۔ ان لوگوں سے اُسے یہ پتہ چل گیا تھا کہ انہیں امیگنم گیس کے فائر سے بیہوش کیا گیا ہے۔ اور اس پہلے والے تہہ خانے میں ایسی چیز موجود تھی جس سے وہ کوشش کر کے اس امیگنم گیس کے اثرات زائل کر سکتا تھا۔ وہ تیزی سے ان بوریوں کی طرف بڑھا جس میں آلو بھرے ہوئے تھے۔ اس نے ایک بوری کھولی۔ اور اُسے اٹھا کر فرش پر پلٹ دیا۔ آلوؤں کا ڈھیر فرش پر بکھر گیا۔ اس میں سے دو تین آلو انتہائی گلے سڑے ہوئے تھے۔ وہ عمران نے علیحدہ کر لیے۔ پھر اسی طرح اس نے بوریاں کھول کھول کر پلٹنی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر میں اس نے اچھے خاصے گلے سڑے آلو علیحدہ کر لیے۔ ان میں سے مخصوص سڑی ہوئی بُو آ رہی تھی۔ اس نے وہ آلو ایک خالی بوری میں ڈال لیے۔ اور انہیں اٹھا کر وہ اس تہہ خانے سے نکل کر اوپر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ شاید یہاں رہنے والے عارضی کچن کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس

لئے یہاں کچھ پرانے سے برتن موجود تھے۔ اس نے آلو بوری سے نکال کر ایک برتن میں ڈالے اور ایک چھوٹی دیگچی اٹھا کر اس نے اس کے نچلے حصّے سے ان آلوؤں کو اس کھلے منہ والے برتن میں کچلنا شروع کر دیا۔ چونکہ آلو انتہائی گلے سڑے تھے۔ اس لئے آسانی سے وہ کچلے گئے۔ اور اس سے نکلنے والی بُو اس قدر تیز ہو گئی کہ عمران کو بے اختیار ناک بند کرنا پڑا۔ عمران نے وہ برتن اٹھایا اور اسے لا کر دوبارہ اس پہلے تہہ خانے میں رکھ دیا۔ جہاں خالی کرسیاں اور فرش پر ڈھیر کی صورت میں آلو بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے بعد اس نے ایک بار پھر دوسرے تہہ خانے سے اپنے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے اٹھایا اور یہاں لا کر کرسیوں پر ڈال دیا۔ جب سب لوگ پہنچ گئے تو عمران باہر نکلا اور اس نے تہہ خانے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا اور خود اوپر عمارت میں پہنچ گیا۔ امیگنم گیس کے اثرات کو توڑنے کے لئے اس نے گلے سڑے آلوؤں کی تیز بُو کو استعمال کیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ تقریباً آدھے گھنٹے تک یہ تیز بُو انہیں کسی نہ کسی حد تک ہوش میں لے آئے گی۔ باقی کام وہ خود کرے گا۔ چونکہ اس نے آدھا گھنٹہ گزارنا تھا۔ اس لئے اس نے اس آدھے گھنٹے میں اس فارم کی مکمل تلاشی لینے میں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ وہ باس اور الیون تھرٹی کو تو مجبوراً اسے اپنے ہاتھوں سے نکالنا پڑا تھا۔ لیکن چونکہ انہوں نے یہ فارم استعمال کیا تھا

اس لئے ظاہر ہے اس کا کوئی نہ کوئی تعلق بہرحال ان سے ہو گا۔ اور عمران اس تعلق کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آدھے گھنٹے تک سارے فارم کی تلاشی لینے کے باوجود اُسے وہاں کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے وہ آگے بڑھ سکتا۔ یہ واقعی ایک عام سا زرعی فارم تھا ورلبس۔ شاید ان لوگوں نے بھی اسے اچانک ہی استعمال کیا تھا بہرحال وہ واپس تہہ خانے میں گیا اور اس نے جا کر دروازہ کھولا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی رینگ گئی۔ اس کی ترکیب کامیاب رہی تھی۔ سارے ساتھیوں کے جسموں میں ہلکی سی حرکت پیدا ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ گیس کے اثرات کافی حد تک ختم ہو چکے تھے۔ اب انہیں آسانی سے ہوش میں لایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ آگے بڑھ کر اس نے صفدر کا ناک اور منہ بند کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی صفدر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ عمران اُسے چھوڑ کر آگے بڑھا۔ اور یہی عمل اس نے کیپٹن شکیل کے ساتھ دہرایا۔

"عمران صاحب۔ یہ ہم سب کہاں ہیں" —— صفدر کی آواز سنائی دی۔ اب چونکہ کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھل گئی تھیں اس لئے عمران پیچھے ہٹ آیا۔

"شکر کرو تمہاری ذہنی ورزشیں کام آگئیں ورنہ شاید یہ فقرہ تمہیں منکر نکیر سے پوچھنا پڑتا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب کیپٹن شکیل بھی ہوش میں آ کر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

"حیرت بعد میں ظاہر کر لینا فی الحال سب کو ہوش میں لے

آؤ۔ پہلے ہی تمہاری وجہ سے مجھے پہلی بار دشمنوں کو دانستہ چھوڑنا پڑا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل سر ہلاتے ہوتے باقی ساتھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد سب ہوش میں آ گئے تھے۔ اور ظاہر ہے آغا اور توصیف نے بھی ہوش میں آتے ہی بھی سوالات کئے۔ اس لئے عمران نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر ان کے ہوش میں آنے تک کے تمام واقعات انہیں بتلائے۔ اور آغا اور توصیف دونوں کے چہروں پر شرمندگی کے آثار اُبھر آئے۔ سب سے زیادہ آغا خجل ہو رہا تھا کیونکہ اس ساری صورت حال کی ذمہ داری ظاہر ہے براہ راست اس پر آتی تھی۔

" یہ باس اور ایلون تھرٹی اگر اصل شکلوں میں ہوتے تو شاید میں ان کے متعلق کوئی آئیڈیا لگا لیتا" ۔۔۔ آغا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے اس باس کی نسبت یہ ایلون تھرٹی یہاں زیادہ عرصہ سے رہا ہے اور جس طرح اس نے یہ زرعی فارم استعمال کیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس سارے علاقے سے اچھی طرح واقف ہو گا۔ میں تمہیں اس کا لہجہ سناتا ہوں۔ اس کا لہجہ قدرے مخصوص قسم کا ہے۔ ایسا لہجہ شاید تمہارے ذہن میں موجود ہو" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ ہوش میں آنے کے بعد تہہ خانہ جہاں

ابھی تک گلے سڑے آلوؤں کی انتہائی تیز بو پھیلی ہوئی تھی سے اوپر فارم کی عمارت میں آ گئے تھے۔

" اوہ شاید" ۔۔۔ آغا نے کہا اور عمران نے ایلون تھرٹی کے لہجے میں بات شروع کر دی۔

" ایک منٹ۔ ایک منٹ عمران صاحب میرے ذہن میں واقعی یہ مخصوص لہجہ موجود ہے۔ ایسا لہجہ جس میں ایکو ساؤنڈ موجود ہے" ۔۔۔ آغا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور سوچنا شروع کر دیا۔

" نہیں عمران صاحب۔ فوری طور پر تو ذہن میں نہیں آ رہا۔ بہرحال میں اسے تلاش کر لوں گا۔ شاید کچھ مزید کوشش کے بعد یاد آ جائے" ۔۔۔ آغا نے چند لمحوں بعد آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا کرو اس موضوع پر سوچنا چھوڑ دو۔ اس طرح اچانک لاشعور میں موجود یہ بات شعور میں آ جائے گی ورنہ تم اس پر جس قدر سوچو گے اتنا ہی لاشعور رکاوٹ ڈالے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور آغا نے سر ہلا دیا۔

" اب واپس بھی چلا جائے ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ پھر یہاں ریڈ کریں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" نہیں صفدر یہ جگہ اب پورے شہر میں سب سے محفوظ جگہ ہے۔ ان کے تصور میں بھی نہیں ہو گا کہ ہم یہاں موجود

ہوں گے۔ اور دوسری بات یہ کہ اب پہلے والی پلاننگ تو ہو گئی ختم۔ کیونکہ وہ ان کی نظروں میں آ گئی ہے۔ اس لئے اب نئی پلاننگ کرنی ہو گی۔ لیکن اب یہ پلاننگ میں خود صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر بناؤں گا اور ہم اب علیحدہ کام کریں گے۔ توصیف اور آغا دونوں اب فارغ ہیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ میں دلی طور پر انتہائی شرمندہ ہوں۔ لیکن پلیز میری شرمندگی مزید نہ بڑھائیں" ـــــ آغا نے کہا۔

" تم اپنی شرمندگی کم کرنے کے لئے جو چاہو اقدام کرو۔ میری طرف سے مکمل آزادی ہے۔ توصیف تمہارے ساتھ رہے گا۔ لیکن اب یہ بات طے ہے کہ ہم تینوں اکٹھے کام کریں گے اور یہ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ تم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔ بلکہ ایسا کیا جانا مشن کے لئے انتہائی ضروری ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ ہمیں بھی کمان کریں۔ بے شک آپ ہم سے علیحدہ رہیں۔ ظاہر ہے اب ہم اس طرح خاموش تو بیٹھنے سے رہے" ـــــ توصیف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے میں سپیشل ٹرانسمیٹر پر تمہیں ہدایات دے

دوں گا۔ فی الحال تو ہم نے میک اپ بھی کرنا ہے اور کوئی خفیہ ٹھکانہ بھی ڈھونڈھنا ہے۔ اس لئے یہاں سے تو چلو" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ سب فارم کے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔

انتھونی عارضی طور پر بنے ہوئے ایک بیرک نما کمرے میں ایک میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز اور کرسی یہاں مقامی طور پر بنائی گئی تھی اس لئے سادہ سی نوعیت کی تھیں۔ میز پر ایک نقشہ کھلا ہوا موجود تھا۔ اور انتھونی اس نقشے پر جھکا ہوا تھا کہ اسے کسی کے کمرے میں آنے کا احساس ہوا۔ اس نے چونک کر سر اُٹھایا۔ تو سامنے ایک غیر ملکی کھڑا ہوا تھا جس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

" اوہ مسٹر سمتھ آپ" ___ انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ سمتھ اولینڈو کا ماہر ترین انجینئر تھا۔ اور یہاں اولینڈو انجینئر جو پراجیکٹ مکمل کر رہے تھے۔ ان کا انچارج سمتھ ہی تھا۔ کیونکہ وہ زیادہ تر مشین روم میں کام کی نگرانی میں مصروف رہتا تھا۔ اس لئے اُسے اچانک یہاں

دیکھ کر انتھونی حیران رہ گیا تھا۔

" ہاں میں ایک خوشخبری سنانے آیا ہوں۔ ہیلی کاٹ ہماری توقع سے کہیں جلدی دستیاب ہو گئی ہے۔ البتہ اس کی مقدار اس خلائی سروے سے کافی کم ہے" ___ میز کی دوسری طرف پڑی کُرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے سمتھ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور انتھونی کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

" اوہ یہ تو واقعی خوشخبری ہے۔ جب کہ پہلے آپ نے ہی بتایا تھا کہ ہیلی کاٹ تک پہنچنے کے لئے آپ کو مزید ایک ہفتہ کام کرنا پڑے گا لیکن یہ مقدار والی بات البتہ تشویشناک ہے۔ کس قدر کم ہے ٹارگٹ سے" ___ انتھونی نے کہا۔

" تقریباً نصف ہی سمجھ لیجئے۔ اصل بات یہ ہے کہ باقی نصف ہیلی کاٹ سے بیحد ملتی جلتی ایک ناکارہ سی دھات ہے جسے ہم ارسانو کہتے ہیں۔ اس لئے خلائی سروے میں ارسانو کو بھی ہیلی کاٹ ہی سمجھا گیا تھا" ___ سمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اس بارے میں اب ہم از خود تو کچھ نہیں کر سکتے۔ جو کچھ زمین میں ہے ظاہر ہے وہی کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اب یہ بتاؤ کہ کیپسولوں میں کب تک اسے پیک کر دیا جائے گا۔ میرا مطلب ہے ہم کب تک فارغ ہو جائیں گے۔ تاکہ میں آئندہ کے لئے کوئی پلاننگ کر

سکوں" ـــــ انتھونی نے کہا۔

"زیادہ نہیں صرف دو دن کا کام ہے۔ زیادہ سے زیادہ پرسوں رات تک ہیلی کاٹ مکمل طور پر پیک ہو جائے گی" ـــــ سمتھ نے جواب دیا۔

"او۔کے ٹھیک ہے۔ آپ اپنے کام پر توجہ رکھیں۔ میں ان کیپسولوں کو یہاں سے بھیجنے کا بندوبست کرتا ہوں۔ ہاں ایک بات اور آپ اس بات کا ذکر فوج میں سے کسی آدمی کے ساتھ نہیں کریں گے۔ یہ بات آپ۔ آپ کے آدمیوں اور میرے درمیان ہی رہنی چاہیے" ـــــ انتھونی نے کہا۔

"کون سی بات" ـــــ سمتھ نے چونک کر پوچھا۔

"یہی دو روز میں فارغ ہونے والی" ـــــ انتھونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ نہیں ہوگی" ـــــ سمتھ نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔ انتھونی نے نقشہ سمیٹ کر اسے بند کیا اور پھر کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ راستے میں اس نے اپنے ساتھیوں کو اس ہال میں اکٹھے ہونے کا اشارہ کر دیا تھا۔ اس لئے وہ سب ایک ایک کر کے وہاں پہنچ گئے۔ انتھونی نے انہیں سمتھ کی دی ہوئی اطلاع دی تو ان سب کے چہروں پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔ ان کی تعداد سات تھی۔ بظاہر تو وہ ماہرین بنے ہوئے تھے لیکن یہاں ان کا اصل کام نگرانی تھا۔

"پھر اب کیا پلاننگ ہے باس" ـــــ ایک نوجوان نے کہا۔

"اس پلاننگ کے لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔ پہلے ہمارا پروگرام تھا کہ ایک ہزار کیپسولوں کو سپلائی ٹارگٹ تک پہنچانے میں کافی وقت لگ جائے گا اور چونکہ اس وقت مشن مکمل ہونے میں ایک ہفتہ سے زیادہ لگنا تھا۔ اس لئے سپلائی ٹنل کا کام سست تھا لیکن اب دو روز کے اندر اندر اس ٹنل کو مکمل ہو جانا چاہیے۔ اب ہمیں بے پناہ تیزی سے کام کرنا ہوگا۔ اور دوسری بات یہ کہ ساتھ ساتھ ٹنل کا کام آگے بڑھتا رہے۔ ساتھ ساتھ پیکڈ کیپسول بھی اس کے اندر جاتے رہیں۔ اس طرح کام کافی ہلکا ہو جائے گا۔ جب تمام کیپسول سپلائی ٹارگٹ تک پہنچ جائیں گے تو پھر ہم آسانی سے آرتھر کی مدد سے انہیں نکال کر لے جائیں گے۔ میں ابھی آرتھر کو سپیشل کال دے کر یہ سب کچھ بتا دیتا ہوں تاکہ وہ بھی اپنے انتظامات میں ترمیم کر لے" ـــــ انتھونی نے کہا۔

"لیکن باس ان کیپسولوں کو اس سپلائی ٹارگٹ سے ایکریمین تہہ خانے میں پہنچانے کی بجائے کیوں نہ کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے براہ راست نکال کر لے جایا جائے اس طرح کام آسان بھی رہے گا اور خطرہ بھی کم ہوگا" ـــــ ایک اور نوجوان نے کہا تو انتھونی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اوہ تمہاری بات سے میرے ذہن میں ایک اور

آئیڈیا آیا ہے۔ آرتھر کو ابھی تک تو یہی معلوم ہے کہ مشن
مکمل ہونے میں ایک ہفتہ باقی ہے۔ اور ایک ہفتے بعد یہ کیپسول
سپلائی ٹارگٹ تک پہنچیں گے اور سپلائی ٹارگٹ بھی اُسے ہم
نے بتانا ہے۔ ابھی اُسے معلوم نہیں ہے۔ پھر پلاننگ کے
تحت اس نے ان ایک ہزار کیپسولوں کو بند باڈی کے
کسی لوڈر ٹرک میں ایکریمین سفارت خانے تک پہنچانا ہے لیکن
اب میرے ذہن میں ایک اور بات آ رہی ہے۔ پاکیشیا
سیکرٹ سروس لازماً یہاں کام کر رہی ہے اور یہ بات
طے ہے کہ وہ اسی وقت حرکت میں آئے گی جب ہمارا
مشن مکمل ہو جائے گا۔ آرتھر کے ذمے انہیں اس اقدام سے
روکنا ہے لیکن بفرض محال آرتھر اپنے کام میں ناکام ہو جاتا
ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ جاتا ہے
تو وہ لوگ لازماً اُسے چھیڑے بغیر اس کی نگرانی کریں گے۔ اور
جب آرتھر سپلائی لے گا تو وہ اس پر دھاوا بول دیں گے۔
اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تو انہیں یہ تو معلوم ہے کہ ہمارا تعلق
ایکریمیا سے ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے انہوں نے یہاں
اپ لینڈ میں ایکریمین سفارت خانے کو بھی خفیہ نگرانی میں رکھا
ہوا ہو"۔۔۔۔ انتھونی نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس پلاننگ کے تحت تو بغیر نشانوں والے کیپسول
کو جن میں عام ریت بھری ہوئی ہوگی سامنے کیا جائے گا۔ آرتھر
انہیں لے جائے گا اور سفارت خانے پہنچائے گا۔ جب کہ اصل

کیپسولوں کو یہیں چھپا دیا جائے گا جب پاکیشیا سیکرٹ سروس
مطمئن ہو کر چلی جائے گی تو پھر انہیں لے جایا جائے گا۔ اس
صورت میں تو آرتھر کو از خود ایسے کام کرنے ہوں گے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان جعلی کیپسولوں کا پتہ چل جائے
اور یہی ہمارا مشن ہے"۔۔۔۔ انتھونی کے ایک اور ساتھی نے
بات کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے میری بات مکمل ہونے دو۔ یہ سب کچھ ایسے ہی
ہوگا جیسے طے ہو چکا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ایک ہفتے
بعد ہی ہونا طے پایا ہوا ہے۔ لیکن اب جو نئی صورت حال
سامنے آئی ہے۔ اس کے مطابق اگر ہم پلاننگ میں تھوڑی
سی ترمیم کر لیں تو ہمارا مشن زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔ بجائے
اس کے کہ ہم اصل کیپسولوں کو یہاں چھپاتے اور بعد میں
حاصل کرنے کا رسک لیں کیوں نہ ہم اصل کیپسولوں کو پہلے
ہی یہاں سے نکال دیں اور جعلی کیپسول ایک ہفتے بعد سامنے
لائے جائیں پہلے والی پلاننگ کے مطابق۔ اس طرح ہمارا
مشن زیادہ محفوظ ہو جائے گا"۔۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ دو روز بعد ہم خود ہی اصل کیپسول
کو ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیں۔ لیکن آپ خود ہی تو کہہ رہے
ہیں کہ ہو سکتا ہے ایکریمین سفارت خانے کی نگرانی ہو رہی ہو۔
ایسی صورت میں تو وہ لوگ چونک پڑیں گے اور ہماری ساری
پلاننگ ہی نہ صرف فیل ہو جائے گی بلکہ ایک لحاظ سے تو

ہمارا سارا مشن ہی ناکام ہو جائے گا" ___ انتھونی کے ایک اور ساتھی نے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ لیکن میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اصلی کیپسول سفارت خانے پہنچاتے جائیں وہاں تو وہی نقلی کیپسولوں ہی لے جائیں گے۔ میرے ذہن میں ہے کہ ان کیپسولز کو ہم خود یہاں سے نکال کر کسی ایسی جگہ پہنچا دیں جس کا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خیال نہ آئے اور یہ مقام فوج کی کوئی خاص جگہ ہو سکتی ہے۔ یہاں فوج کے اعلیٰ افسر موجود ہیں خاص طور پر کمانڈر شیر سنگھ کو میں آسانی سے اس مقصد کے لئے استعمال کر سکتا ہوں" ___ انتھونی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ان کیپسولوں کو یہاں سے ہی براہ راست فوج کے حوالے کر دیں اور انہیں بتائیں کہ ان میں ٹیٹون پیکڈ ہے۔ بعد میں وہاں سے آسانی سے نکالا جا سکتا ہے" ___ انتھونی کے ساتھی نے کہا۔

"نہیں اول تو ٹیٹون پیکڈ ہی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہاں کے سائنس دان یہ سنتے ہی چونک پڑیں گے کہ ٹیٹون کو کیوں ان خاص قسم کے کیپسولوں میں پیکڈ کیا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ پھر فوج سے لڑنا پڑے گا اور اس صورت میں اور بھی زیادہ مسئلہ بن سکتا ہے۔ اس لئے میرے ذہن کے مطابق آئیڈیا ہے کہ کمانڈر شیر سنگھ کو قابو میں کر کے ان کیپسولوں کو

خفیہ طور پر اس کی ذاتی رہائش گاہ تک پہنچا دیا جائے۔ پھر وہاں سے ہم آسانی سے انہیں کہیں بھی سمگل کرا سکتے ہیں۔ اس طرح کسی کو شک نہ ہو گا۔ اور ہمارے یہ کیپسول بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ جب آرتھر جعلی کیپسولوں کے سلسلے میں کام کر رہا ہو گا۔ اس وقت ہم ادھر اصلی کیپسول سمگل کر رہے ہوں گے۔ یہاں اپ ینڈ میں ایک ایسے گروہ سے میں واقف ہوں جو سمگلنگ کا کاروبار کرتا ہے۔ ان لوگوں کو پہاڑوں کے اندر ایسے راستوں کا علم ہوتا ہے جن کی مدد سے وہ آسانی سے کیپسول ہمسایہ ملک آرکیالو پہنچا دیں گے جہاں سے ہم انہیں ایکریمیا بغیر کسی تردد کے پہنچا سکتے ہیں" ___ انتھونی نے اپنے پلان کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ باس۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کمانڈر شیر سنگھ کو کور کیا جائے" ___ انتھونی کے ایک ساتھی نے کہا۔

"ہاں اور تمہیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ کمانڈر شیر سنگھ کے ساتھ میں نے خاصے قریبی تعلقات پیدا کر لئے ہیں۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا تھا کہ کمانڈر شیر سنگھ اگر مشین زون کی طرف آ گیا تو پھر اسے سپلائی ٹنل کا لازماً علم ہو جائے گا اور وہ ایک فوجی ہے۔ وہ اگر مشکوک ہو گیا تو ہمارے مشن کے لئے بے پناہ رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی۔ اس لئے میں نے کمانڈر شیر سنگھ کے ساتھ خاصے قریبی تعلقات پیدا کر لئے

ہیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کمانڈر شیر سنگھ عیاش اور لالچی طبیعت کا آدمی ہے۔ اس لئے اگر اُسے ضمانت دی جائے کہ اُسے کثیر دولت دی جائے گی تو ہمارے لئے سب کام کرنے پر تیار ہو گا"۔۔۔ انتھونی نے کہا۔

" تو باس پھر اس سے طے کر لیا جائے اس طرح کام میں آسانی ہوگی"۔۔۔ ایک اور ساتھی نے کہا۔

" وہ میں کر لوں گا بہر حال یہ پلاننگ اب فائنل ہو گئی اور ہم نے اسی پلاننگ کے تحت ہی اب کام کرنا ہے"۔۔۔ انتھونی نے کہا اور سب ساتھیوں کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اٹھے اور پھر وہ ایک ایک کر کے اس ہال کمرے سے باہر آ گئے۔ انتھونی ہال کمرے سے نکل کر اس طرف کو بڑھ گیا جس طرف فوجیوں کی بیرکیں اور ان کے دفاتر تھے۔ کمانڈر شیر سنگھ نے سب سے ہٹ کر اپنا دفتر بنایا ہوا تھا۔ اور حالانکہ وہ اس وقت ایک لحاظ سے کیمپ لائف میں تھا۔ لیکن یہاں بھی اس نے اپنے دفتر کو اس طرح سجایا بنایا ہوا تھا کہ جیسے وہ مستقل دفتر ہو۔ دفتر کے باہر دو فوجی مشین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

" کمانڈر سے کہو انتھونی آیا ہے"۔۔۔ انتھونی نے ایک فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر"۔۔۔ فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا کیونکہ انتھونی اکثر کمانڈر شیر سنگھ سے ملتا رہتا تھا اور فوجی اسے اچھی

طرح جانتے تھے لیکن کمانڈر شیر سنگھ چونکہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے کا عادی تھا اس لئے انتھونی کو براہ راست اندر نہ جانے دیا جاتا تھا۔ فوجی پردہ ہٹا کر دفتر میں چلا گیا۔ جب کہ انتھونی وہیں برآمدے میں ہی رُک گیا۔ چند لمحوں بعد ہی فوجی باہر آ گیا۔

" آئیے سر"۔۔۔ فوجی نے پردہ ہٹا کر انتھونی کو اندر آنے کے لئے کہا۔ اور انتھونی سر ہلاتا ہوا اندر چلا گیا۔

" آئیے مسٹر انتھونی۔ آج اس وقت کیسے آنا ہوا۔ ہماری ملاقات تو رات کو ہی ہوتی ہے"۔۔۔ کمانڈر شیر سنگھ نے شاندار دفتری میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں سائیڈوں میں سلاخوں کی طرح سیدھی اٹھی ہوئی تھیں۔ آنکھیں سُرخ تھیں۔ کیونکہ سامنے شراب کی ایک بوتل آدھی سے زیادہ خالی کھلی پڑی تھی۔ کمانڈر شیر سنگھ شاید کافی دیر سے شراب پینے میں مصروف تھا۔ اس لئے اس کی آنکھیں شراب کی حدت کی وجہ سے سُرخ ہو رہی تھیں۔

" تمہارے فائدے کی ایک بات سامنے آئی ہے۔ میں نے سوچا رات کا انتظار کیوں کیا جائے"۔۔۔ انتھونی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" اوہ کیا بات ہے"۔۔۔ کمانڈر شیر سنگھ نے چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

" انتہائی اہم بات چیت ہے۔ اس لئے کسی ایسی جگہ چلو

جہاں یہ بات تمہارے اور میرے علاوہ کوئی نہ سُن سکے۔ دس لاکھ ڈالر کی بات ہے۔ جو آسانی سے تمہاری جیب میں پہنچ سکتے ہیں" ___ انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ دس لاکھ ڈالر۔ اوہ اوہ اتنی رقم اور مجھے مل سکتی ہے۔ اوہ اتنی رقم کے لئے تو میں اپنی مونچھیں بھی کٹوا سکتا ہوں" ___ کمانڈر شیر سنگھ نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کے عضلات بے اختیار کپکپانے لگے تھے۔ سرخ آنکھیں اُبل کر تقریباً باہر آگئی تھیں۔

"میں درست کہہ رہا ہوں" ___ انتھونی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ایک بھاری رقم کی بات کی تھی تاکہ شیر سنگھ کسی بات پر ہچکچاہٹ کا سوچ بھی نہ سکے۔ اُسے کمانڈر شیر سنگھ کی لالچی فطرت کا پہلے سے ہی اندازہ تھا۔

"اوہ۔ اوہ آؤ ادھر دوسرے کمرے میں آؤ جلدی" ___ کمانڈر شیر سنگھ نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آواز دے کر باہر کھڑے ایک فوجی کو بلایا اور اسے حکم دے دیا کہ جب تک وہ نہ کہے کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔ اس کے بعد کمانڈر شیر سنگھ انتھونی کو ساتھ لے کر اندرونی کمرے میں آگیا جسے وہ ریسٹ روم کے طور پر استعمال کرتا تھا۔

"کہاں ہے رقم ___ مجھے دکھاؤ تو سہی۔ اتنی بڑی رقم تو میں نے زندگی میں پہلے کبھی دیکھی تک نہیں" ___ کمرے کا دروازہ

بند کرتے ہی کمانڈر شیر سنگھ نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"رقم دیکھنی کیا وہ تمہاری ہوگی لیکن پہلے اپنے آپ کو اس رقم کا اہل تو ثابت کرو" ___ انتھونی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بتاؤ بتاؤ جلدی بتاؤ میں نے کیا کرنا ہے" ___ کمانڈر شیر سنگھ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بے چین لہجے میں کہا۔

"کمانڈر شیر سنگھ۔ آپ کی حکومت کو ٹیٹون دھات چاہیئے۔ اور اس دھات کے حصول کے لئے ہماری فرم اولینڈو کو ہائر کیا گیا ہے" ___ انتھونی نے کہا۔ اس نے ہماری فرم والی بات اس لئے کی تھی کہ کمانڈر شیر سنگھ اسے اس فرم کے ایک ماہر کی حیثیت سے ہی جانتا تھا۔

"تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ یہ دھات اپ لینڈ کو نہ ملے اور یہ تم لے جاؤ۔ اور اس کے بدلے تم مجھے دس لاکھ ڈالر دو گے" ___ کمانڈر شیر سنگھ نے اپنے طور پر فوراً ہی ایک نتیجہ نکالتے ہوئے کہا۔

"اگر میں واقعی ایسا کہوں تو" ___ انتھونی نے اُسے آزمانے کے لئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ تم لے جاؤ ان پتھروں کو۔ مجھے ان سے کیا دلچسپی ہونی ہے۔ میری طرف سے تم پورا کالا جنگل ہی لاد کر ایکریمیا لے جاؤ۔ مجھے تو رقم چاہیئے ___ رقم۔ دس

لاکھ ڈالر میری زندگی بدل دیں گے ۔ پھر مجھے نوکری کی بھی ضرورت نہ رہے گی اور میں اپ لینڈ چھوڑ کر ایکریمیا میں باقی ساری عمر عیش سے گزار دوں گا“ ـــــ کمانڈر شیر سنگھ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا اور انتھونی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات اُبھر آئے ۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کمانڈر شیر سنگھ اس کے خلاف کسی صورت بھی نہ جا سکتا تھا۔

”نہیں ۔ کمانڈر شیر سنگھ ۔ یہ دھات تمہارے ملک کو ملے گی ۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے ۔ اس طرح تم حکومت کے سامنے بھی سرخرو رہو گے ۔ لیکن اس کے باوجود یہ رقم تمہیں مل سکتی ہے“ ـــــ انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ۔ وہ کیسے تم پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو ۔ کھل کر بات کرو“ ـــــ کمانڈر شیر سنگھ نے بے چین لہجے میں کہا۔

”کمانڈر شیر سنگھ ۔ ٹیٹون دھات کے ساتھ ہی زمین سے ایک اور دھات ملی ہے جس کا نام اسگانو ہے ۔ یہ دھات ایکریمیا کے لئے تو قیمتی ہو سکتی ہے لیکن اپ لینڈ کے لئے نہیں ۔ کیونکہ یہ دھات خلائی جہازوں میں کام آتی ہے اور ظاہر ہے تمہارا ملک خلائی دوڑ میں شریک ہی نہیں ہے اور نہ آئندہ سو سال تک ہو سکتا ہے ۔ ہم یہ دھات یہاں سے اس طرح لے جانا چاہتے ہیں کہ کسی کو علم نہ ہو سکے ۔ اگر تم اس معاملے میں تعاون کرو گے تو تمہیں اس کا معاوضہ

دس لاکھ ڈالر نقد رقم کی صورت میں مل سکتا ہے“ ـــــ انتھونی نے کہا۔

”اوہ اوہ ٹھیک ہے ۔ لے جاؤ ۔ مجھے یا میری حکومت کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی ۔ رقم دو رقم“ ـــــ کمانڈر شیر سنگھ نے بے چین لہجے میں کہا۔

”پہلے میری پوری بات سن لو ۔ ایکریمیا کے خلائی سیارے نے جب یہاں سروے کیا تو ٹیٹون دھات کے ساتھ ساتھ اسگانو کی یہاں موجودگی کا بھی علم ہو گیا تھا ۔ لیکن اس دھات کو نکالنا تو آسان ہے لیکن اسے صاف کرنا بیحد مشکل اور انتہائی مہنگا ہے ۔ چونکہ یہ دھات یہاں انتہائی کم مقدار میں تھی ۔ اس لیے حکومت نے اسے حاصل کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا ۔ تمہیں معلوم ہے کہ اولینڈو پوری دنیا میں ہر قسم کی دھاتیں نکالنے کے لئے بے حد مشہور ہے ۔ اس لئے اولینڈو کے تعلقات پوری دنیا میں ایسی تنظیموں سے بھی مسلسل رہتے ہیں جو دھاتوں کو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے حاصل کرتی ہیں ۔ یہ بین الاقوامی تنظیمیں ہوتی ہیں ۔ اور ان کے وسائل بے پناہ ہوتے ہیں ۔ چنانچہ ایسی ہی ایک تنظیم نے مجھ سے رابطہ کیا ۔ اور اس دھات کو حاصل کرنے کا پروگرام بنایا گیا ۔ اس طرح کہ کسی بھی حکومت کو اس کا علم نہ ہو سکے ۔ چنانچہ میں نے اس سے سودا کر لیا ۔ اور ہم مخصوص کیپسول لے کر یہاں آ گئے تاکہ دھات ان کیپسولوں میں

ڈال کر لے جائی جاتے۔ لیکن اب ایک اور مسئلہ سامنے آگیا ہے۔ اسی طرح کی ایک اور بین الاقوامی اور طاقت ور تنظیم بھی اسی دھات کے حصول کی خواہش مند ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ اُسے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم اس دھات کا پہلے والی تنظیم سے سودا کر چکے ہیں اور اولینڈو کے بارے میں یہ بات پوری دنیا میں مشہور ہے کہ جس سے ایک بار جو بات طے ہو جاتے اس سے کسی صورت بھی منحرف نہیں ہوتی۔ اس لئے اس دوسری تنظیم کو اچھی طرح علم ہے کہ اب اولینڈو یہ دھات انہیں نہیں دے گی۔ اس لئے انہوں نے اسے زبردستی چھیننے کا پروگرام بنا لیا ہے تاکہ ہم جیسے ہی یہاں سے دھات کے کیپسول نکالیں ویسے ہی وہ اُسے اڑا لیں۔ ان کی اس پلاننگ کا علم ہمیں بھی ہو گیا چنانچہ ہم نے ایک نیا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ ہم دو قسموں کے کیپسول ساتھ لے آئے ہیں۔ ایک میں ہم اصلی دھات بھریں گے دوسری میں جعلی۔ اصلی دھات ہم پہلے ہی یہاں سے نکال دیں گے جب کہ دوسری عام حالات میں۔ اس طرح وہ تنظیم اصلی دھات حاصل نہ کر سکے گی۔ لیکن ہو سکتا ہے انہوں نے اپنا کوئی مخبر یہاں بھی رکھا ہوا ہو۔ اس لئے اس پہلی تنظیم سے میری بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں تمہاری سفارش کی کہ تم انتہائی با اصول آدمی ہو۔ اور اس ملک میں انتہائی با اثر بھی۔ اس لئے اس دھات کو خفیہ طور پر یہاں

سے نکالنے کے لئے تمہارا تعاون حاصل کیا جائے اور اس تعاون کا باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔ عام حالات میں تو یہ معاوضہ پانچ دس ہزار ڈالر سے زیادہ نہ ہوتا لیکن چونکہ تم میرے دوست ہو اس لئے میں نے اس تنظیم سے دس لاکھ ڈالر کی بات کی۔ اس کے پاس چونکہ بے پناہ دولت ہے اس لئے وہ رضا مند ہو گئی ہے۔ اب بولو۔ کیا تم تعاون کرنے پر تیار ہو" ۔۔۔ انتھونی نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"دل و جان سے مسٹر انتھونی۔ اور میں تمہارا بیحد مشکور ہوں اور ہاں تمہاری یہ بات سن کر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ تم نے دوسری تنظیم کے کسی مخبر کی بات کی ہے۔ تو میرا خیال ہے اس دوسری تنظیم نے میرے اسسٹنٹ میجر موہن داس کو خرید لیا ہے۔ کیونکہ میں نے میجر موہن داس کو ایک بار ٹرانسمیٹر پر کسی سے کسی دھات کے بارے میں باتیں کرتے سنا تھا۔ لیکن میں نے پرواہ نہ کی اور آپ کے آنے سے قبل میجر موہن داس ایک مقامی آدمی کو یہاں لے بھی آیا تھا اور اس نے یہاں کا مکمل جائزہ بھی لیا تھا۔ اس کے بعد یہاں کسی کا بھی آنا ممنوع ہوا ہے" ۔۔۔ کمانڈر شیر سنگھ نے کہا تو انتھونی بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ اوہ میجر تو ۔۔۔۔۔۔" انتھونی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ بات کرتے کرتے رک گیا۔ کیونکہ کمانڈر

وہ یہی چاہتا تھا کہ پھر تو میجر موہن داس کا خاتمہ ضروری ہے لیکن اس لئے اس نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا کہ وہ تو ماہر بنا ہوا ہے۔ اس لئے میجر کے خاتمہ کی بات کرنے سے کہیں کمانڈر شیر سنگھ جو ایک عام سا فوجی ہے بدک نہ جائے۔

"میں سمجھ گیا ہوں تم میجر موہن داس کو یہاں سے ہٹانا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے ہو جائے گا۔ میں ابھی اُسے واپس کیمپ ہیڈ کوارٹر بھجوا دیتا ہوں۔ یہ میرے اختیار میں ہے کہ کسے یہاں رکھوں اور کسے نہ رکھوں" ـــــ کمانڈر شیر سنگھ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا اور انتھونی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"اوہ ویری گڈ اب سنو اس دھات کے پانچ سو کیپسول ہم نے خفیہ طور پر یہاں سے نکالنے ہیں۔ اس کے لئے میرے ذہن میں یہی بات آئی ہے کہ یہ کیپسول تمہاری خاص جیپ میں رکھ کر یہاں سے نکالے جائیں اور تمہاری پرائیویٹ رہائش گاہ میں چھپا دیئے جائیں۔ پھر وہاں سے ہم انہیں آگے نکال لیں گے۔ لیکن یہ اس وقت تک تمہاری رہائش گاہ پر محفوظ رکھے جائیں گے جب تک سارا کھیل مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے" ـــــ انتھونی نے کہا۔

"آگے کب نکالو گے۔ میرا مطلب ہے کب تک چھپے رہیں گے اور مجھے رقم کب ملے گی" ـــــ کمانڈر شیر سنگھ نے بے چین لہجے میں کہا۔

"تمہیں نقد رقم اس وقت ملے گی جب یہ کیپسول تمہاری رہائش گاہ سے نکالے جائیں گے۔ یہاں سے تو انہیں دو روز بعد نکالا جائے گا جب کہ آگے کا کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے اور ایک مہینہ بھی" ـــــ انتھونی نے جواب دیا۔

"لیکن ایسے نہیں ہو سکتا کہ تم یہاں سے براہ راست ان کیپسولوں کو اپ لینڈ سے باہر بھیجو اور مجھے رقم فوری دے دو۔ میں اتنا طویل عرصہ رقم کا انتظار نہیں کر سکتا" ـــــ کمانڈر شیر سنگھ کے لہجے میں بے پناہ بے چینی تھی۔

"سنو کمانڈر شیر سنگھ۔ یہ مسئلہ اس قدر آسان نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ دوسری تنظیم انتہائی باوسائل اور طاقتور ہے۔ وہ اس دھات کے حصول کے لئے اپ لینڈ کے پورے دارالحکومت کو بھی بموں سے اڑا سکتی ہے اور تم نے خود بتایا ہے کہ میجر موہن داس کو انہوں نے خرید رکھا ہے۔ اس طرح نجانے ان کے اور کتنے آدمی اس پروجیکٹ کے اندر اور باہر ہمارے اردگرد موجود ہوں گے۔ ایسے لوگ جن پر ہم شک بھی نہ کر سکیں۔ ان حالات میں ان کیپسولوں کو ملک سے باہر نکالنا آسان کام نہیں ہے۔ ایک بار انہیں خبر ہو گئی کہ یہ کیپسول کہاں ہیں تو یوں سمجھو کہ وہ لاشوں کے ڈھیر لگا دینے سے بھی باز نہ آئیں گے۔ یہ دوسری تنظیم اور ہمارے والی تنظیم میں یہی نمایاں فرق ہے کہ ہمارے والی تنظیم رقم خرچ

کرکے کام کرتی ہے۔ جب کہ دوسری تنظیم رقم کے معاملے میں بیحد کنجوس ہے۔ یہ طاقت استعمال کرتی ہے اور ان کیپسولوں کو خفیہ طور پر اس ملک سے باہر نکالنے کے لئے کسی ایسی تنظیم کا تعاون حاصل کرنا پڑے گا جو سمگلنگ میں ماہر ہو تاکہ یہ اپ لینڈ سے آرکیا لو انہیں پہنچا دے۔ اور وہاں سے آسانی سے اسے نکالا جا سکے گا"۔۔۔ انتھونی نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر دوسری تنظیم کو رقم کے معاملے میں کنجوس کہا تھا۔ کیونکہ وہ کمانڈر شیر سنگھ کی لالچی طبیعت سے بیحد ڈرتا تھا کہ کہیں وہ لالچ میں آکر میجر موہن داس کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس تک بات نہ پہنچا دے۔ کیونکہ انتھونی جانتا تھا کہ دوسری تنظیم سے اس کا مقصد پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ یہ بات کمانڈر شیر سنگھ کو بتا تو نہ سکتا تھا۔

"سنو مسٹر انتھونی۔ یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ اپ لینڈ میں سمگلنگ سب سے عروج پر پہنچا ہوا پیشہ ہے۔ اور اس پیشے میں یہاں کے سرحدی علاقوں میں رہنے والا تقریباً ہر شخص ہی کسی نہ کسی طرح ملوث ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں سمگلنگ کا کام کرنے والی انتہائی با اثر اور با وسائل تنظیمیں بھی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک تنظیم کا نام زرد سورج ہے۔ یہ سونے کی سمگلنگ کرتی ہے۔ اس کا سربراہ اپ لینڈ کا ایک بہت بڑا مجرم مشتاب ہے۔ مشتاب

اس کا اصل نام ہے۔ ورنہ عام طور پر اسے سنہری ریچھ کہا جاتا ہے۔ بے پناہ طاقتور بے پناہ ذہین آدمی ہے۔ اس کی تنظیم بہت بڑی ہے۔ اور اپ لینڈ کے تمام اعلیٰ سرحدی حکام اس کی مٹھی میں ہیں۔ بظاہر مشتاب یہاں کے ایک بڑے ہوٹل برگنزا کا مالک ہے۔ لیکن اس کا اصل دھندہ سونے کی سمگلنگ ہے۔ اس کے پاس بدمعاشوں غنڈوں کا بہت بڑا گروہ بھی ہے جسے زرد شیطان کہا جاتا ہے۔ اس زرد شیطان کے بارے میں مشہور ہے کہ اپ لینڈ میں ہونے والے تقریباً ہر بڑے جرم کے پیچھے زرد شیطان ہی موجود ہوتے ہیں۔ میں نے تمہیں یہ ساری تفصیل اسی لئے بتائی ہے کہ تمہیں اندازہ ہو جائے کہ مشتاب کتنی طاقت کا مالک ہے۔ اور یہ مشتاب میرا گہرا دوست ہے۔ یوں سمجھو کہ فوج میں وہ سارے کام میرے ذریعے سے کرواتا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں اس سے بات کر لیتا ہوں۔ یہ یقین رکھو کہ اگر اس نے ہاں کر لی تو پھر وہ خود کیا اس کا پورا گروہ بھی کٹ مرے تب بھی وہ مشن سے پیچھے نہ ہٹے گا۔ اور نہ ہی وہ لالچ میں آئے گا۔ یہی اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ اس کا معاوضہ تم اپنی تنظیم سے کہہ کر دلوا دینا۔ تمہارا کام ہو جائے گا"۔۔۔ کمانڈر شیر سنگھ نے کہا اور انتھونی کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے کیونکہ اس کا ارادہ بھی زرد شیطان سے بات کرنے کا تھا۔ زرد شیطان کا ایک رکن ایکریمیا میں

اس کا خاصا گہرا دوست تھا۔ اور اس نے بھی اسے ایسی ہی تفصیلات بتائی تھیں جیسی کہ کمانڈر شیر سنگھ بتا رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر اپنے اس دوست کو کال کر کے یہاں بلائے گا اور پھر اس کی مدد سے اس گروہ سے بات چیت کر کے ان کیپسولوں کو آر کیا تو سمگل کرائے گا۔ اور اُسے یہ معلوم تھا کہ زرد شیطان اپنے عہد کے بیحد پختہ ہوتے ہیں۔ لیکن اب کمانڈر شیر سنگھ کی دوستی براہ راست اس گروہ کے سربراہ سے تھی۔ اس طرح کام آسان ہو جائے گا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان دو روز کے اندر اس سے بات کر لو۔ پھر اس کا معاوضہ اور تمہارا معاوضہ اکٹھا ادا کر دیا جائے گا"۔۔۔ انتھونی نے کہا اور کمانڈر شیر سنگھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد انتھونی اُٹھ کر اس کے ریسٹ روم سے نکل کر دفتر سے ہوتا ہوا باہر آ گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار موجود تھے۔ اُسے یقین تھا کہ اب وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر صورت میں ڈاج دے کر بیلی کاٹ اپ لینڈ سے باہر نکال لے جانے میں کامیاب رہے گا۔

توصیف نے کار ہوٹل فائیو سٹار کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اُسے پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اُترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر نیا میک اپ تھا لیکن اس کی آنکھیں بجھی بجھی سی تھیں۔ زرعی فارم سے واپسی کے بعد واقعی عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا تھا۔ اس نے آغا اور اس سے صرف اتنا کہا تھا کہ ضرورت پڑنے پر وہ ان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرے گا۔ لیکن اس کے بعد اس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ ہوا تھا۔ اور توصیف کو اس واقعے سے اس قدر شرمندگی ہوئی تھی کہ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ پورے دارالحکومت کو کھود ڈالے اور اس ایلون تھرٹی اور باس کو گردنوں سے پکڑ کر ان کے بلوں سے باہر نکال لے

تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے اپنی اچھی کارکردگی ثابت کر سکے۔ کیونکہ عمران کی طرف سے رابطہ نہ ہونے کا یہی مطلب تھا کہ اس کی نظر میں ان دونوں کی کارکردگی صفر ہو گئی ہے۔ آغا فیلڈ کا آدمی نہ تھا۔ اس لئے اس نے تو ان لوگوں کی تلاش کے لئے اپنے آدمیوں کو شہر میں پھیلایا ہوا تھا۔ لیکن توصیف نے اپنے طور پر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود انہیں ڈھونڈے گا اور اگر وہ کامیاب نہ ہوا تو پھر وہ نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اپ لینڈ کو بھی چھوڑ دے گا۔ اسے زرعی فارم سے آنے کے بعد الیون تھرٹی اور اس کے باس کو تلاش کرتے ہوئے دو روز گزر چکے تھے۔ لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے وہ ان لوگوں کا معمولی سا کلیو بھی نہ نکال سکا تھا اس لئے اب آخری چارہ کار کے طور پر وہ ہوٹل فائیو سٹار میں رہنے والے ڈسمینڈ سے ملنے جا رہا تھا۔ ڈسمینڈ کی ایک ٹانگ لکڑی کی تھی۔ اس لئے وہ تیزی سے چل پھر نہ سکتا تھا۔ ڈسمینڈ پہلے اپ لینڈ کا ایک مشہور مجرم تھا لیکن ایک ایکسیڈنٹ میں اس کی ٹانگ فالج ہو جانے کے بعد اس نے جرائم تو چھوڑ دیئے لیکن ایک اور راہ اپنا لی۔ اس نے معلومات فروخت کرنے کا دھندہ شروع کر دیا۔ اور اس دھندے میں وہ اس قدر کامیاب سمجھا جاتا تھا کہ اس کے متعلق مشہور تھا کہ اپ لینڈ کی زمین پر چلنے والا کیڑا بھی ڈسمینڈ

کی نظروں سے اوجھل رہ کر نہ چل سکتا تھا۔ لیکن وہ انتہائی با اصول آدمی تھا۔ صرف اپنے مخصوص گاہکوں کے لئے کام کرتا تھا۔ اور ان سے چونکہ اسے اس قدر بھاری معاوضہ ملتا رہتا تھا کہ وہ انتہائی ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارتا تھا۔ اس نے معلومات حاصل کرنے کے لئے پورے اپ لینڈ میں ایک خفیہ تنظیم بنائی ہوئی تھی۔ جو اسے ہر قسم کی معلومات مہیا کرتی رہتی تھی اور اس کے مخصوص گاہک اس کا ہر طرح سے تحفظ بھی کرتے تھے۔ توصیف جانتا تھا کہ ڈسمینڈ عام حالات میں تو کسی کو کچھ نہیں بتاتا لیکن وہ توصیف سے کچھ نہ چھپائے گا۔ کیونکہ توصیف اس کا محسن تھا۔ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہونے کے بعد وہ کار میں ہی پڑا رہتا تو یقیناً ہلاک ہو جاتا۔ لیکن اتفاق سے توصیف وہاں سے گزرا۔ اور توصیف نے اسے کار سے نکال کر نہ صرف ہسپتال پہنچایا بلکہ اس کا علاج بھی کرایا۔ تب سے اس کے ڈسمینڈ کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات تھے۔ اور ڈسمینڈ اس کا بیحد احترام کرتا تھا۔ توصیف اسے انکل ڈسمینڈ کہتا تھا اور اکثر اس سے اپنے مطلب کی معلومات حاصل بھی کرتا رہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد توصیف ہوٹل کی پانچویں منزل میں ڈسمینڈ کے رہائشی کمرے پر دستک دے رہا تھا۔ ویٹر سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ڈسمینڈ نہ صرف کمرے میں موجود ہے۔ بلکہ اکیلا ہے۔

"کون ہے" ___ اندر سے ڈسمینڈ کی کرخت سی آواز سنائی دی۔

"انکل کا بھتیجا" ___ توصیف نے اصلی آواز میں کہا۔

"اوہ توصیف آجاؤ ___ آجاؤ ___ تمہیں کون روک سکتا ہے بھتیجے" ___ ڈسمینڈ کی آواز سنائی دی اور توصیف دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"ارے کون ہو تم" ___ یکلخت سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے بوڑھے ڈسمینڈ نے توصیف کو دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔ ظاہر ہے توصیف میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ اُسے شکل سے کیسے پہچان سکتا تھا۔

"اب تم واقعی بوڑھے ہو گئے ہو انکل۔ اور مصیبت یہ ہے کہ عینک لگوانی تمہیں پسند نہیں ہے" ___ توصیف نے دروازہ بند کر کے ڈسمینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ اوہ تو تم میک اپ میں ہو ___ لیکن کیوں ___ کیا چکر ہے" ___ ڈسمینڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کمال ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بینائی کے ساتھ ساتھ عقل شریف بھی جواب دے گئی ہے۔ ویسے تو دعویٰ کرتے ہو کہ ڈسمینڈ سارے چکر جانتا ہے لیکن اب مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ کیا چکر ہے" ___ توصیف نے کرسی گھسیٹ کر سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ڈسمینڈ ہنس پڑا۔

"بھتیجے تمہاری وہ اہمیت نہیں ہے کہ تمہیں میں اپنی نظروں میں رکھوں ورنہ تو میں یہ بھی بتا دیتا کہ تم نے کس دکان سے کس کمپنی کا میک اپ باکس خریدا تھا" ___ ڈسمینڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف ہنس پڑا۔

"اچھا انکل باقی باتیں بعد میں۔ پہلے مجھے وہ اپنا تیار کردہ لیمن جوس پلاؤ۔ تم ایسا کرو کہ یہ دھندہ چھوڑ کر لیمن جوس بنانے کا کارخانہ لگاؤ۔ ایمان سے پوری دنیا میں تمہارا لیمن جوس سرفہرست آئے گا اور تمہیں لوگ کنجوس کی بجائے لیمن جوس کہنا شروع کر دیں گے۔ کچھ ترقی تو ہو گی" ___ توصیف نے کہا اور ڈسمینڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ وہ اٹھا اور اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور میز پر رکھ کر اس نے دونوں گلاس بھرے اور ایک گلاس توصیف کی طرف بڑھا دیا۔ جب کہ دوسرا اس نے اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

"ہاں اب بتاؤ بھتیجے کہ تمہیں میک اپ کر کے میرے پاس آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی" ___ ڈسمینڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انکل اگر تم ایک وعدہ کرو کہ میرے متعلق بات کسی سے نہ کہو گے تو میں تمہیں ایک خاص بات بتا سکتا ہوں" ___ توصیف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وعدہ بھتیجے۔ اور تم جانتے ہو کہ ڈسمینڈ کا وعدہ کیسا ہوتا

ہے" ــــ ڈسمینڈ نے کہا۔

"تو سنو انکل۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں اپ لینڈ میں فارن ایجنٹ ہوں" ــــ توصیف نے کہا اور انکل ڈسمینڈ یکلخت قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اوہ۔ کیا خاص بات بتائی ہے تم نے ـــ اور وہ بھی ڈسمینڈ کو ـــ بہت خوب۔ میرے بھتیجے میں جانتا ہوں کہ تم اور آغا دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ہو اور یہ بھی بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا ایک گروپ جس کا سربراہ علی عمران ہے۔ آجکل یہاں موجود ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دوں کہ میں تو تمہارا انکل ہوں لیکن علی عمران میرا بھی انکل ہے۔ گو اس نے یہاں موجودگی کے دوران مجھ سے ابھی تک رابطہ نہیں کیا۔ لیکن اگر وہ رابطہ کرتا تو یقین جانو کہ اس کی مدد کر کے مجھے دلی مسرت ہوتی۔ وہ دنیا کا عظیم ترین انسان ہے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ ایکسیڈنٹ کے بعد جب میں روبصحت ہوا تو میں نے لکڑی کی ٹانگ کے باوجود دوبارہ اپنا دھندہ شروع کر دیا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں مجھے پاکیشیا جانا پڑا۔ وہاں اتفاق سے میرا ٹکراؤ اس سے ہو گیا۔ کیونکہ میں اس وقت غیر ملکی تنظیم کا نمائندہ بھی تھا۔ اور علی عمران جسے میں پرنس آف ڈھمپ کے نام سے جانتا تھا۔ خوفناک مقابلے کے بعد اس نے مجھ پر قابو پا لیا۔ حالانکہ میں نے اسے ہلاک کرنے کی اپنی طرف سے

مکمل کوششیں کی تھیں لیکن اس عظیم انسان نے جب مجھ پر قابو پایا تو اسے معلوم ہو گیا کہ میری ایک ٹانگ لکڑی کی ہے۔ تو اس نے مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ میں کسی معذور آدمی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کی اس بات نے میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ میں نے اس کے پیر پکڑ لیے۔ اور اس کے سامنے وعدہ کیا کہ اب میں کبھی جرائم میں عملی طور پر حصہ نہ لوں گا۔ اور واقعی تب سے میں نے حصہ نہیں لیا اور یہ معلومات فروخت کرنے کا دھندہ شروع کر دیا ہے۔ چونکہ مجھے ہر قسم کی معلومات حاصل کرنی ہوتی ہیں اس لیے مجھے ایسی رپورٹیں بھی ملتی رہتی ہیں جو بظاہر میرے مطلب کی نہیں ہوتیں۔ لیکن اس طرح میں حالات سے بہرحال باخبر رہتا ہوں۔ علی عمران کی ایئرپورٹ پر موجودگی کا مجھے علم ہو گیا۔ اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ وہ آرام باغ کی ایک کوٹھی میں گئے۔ یہاں تک مجھے رپورٹ ملی تو میں نے اپنے آدمیوں کو اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے سے منع کر دیا کیونکہ اس طرح عمران کے کسی کام میں مداخلت ہو سکتی تھی اور میں اس کے کام میں مداخلت نہ کرنا چاہتا تھا ویسے مجھے معلوم ہے کہ وہ کوٹھی آغا کی ہے۔ اور آغا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لیے کام کرتا ہے اور تم بھی اس کے ساتھی ہو۔ لیکن اس کے باوجود تم نے یہ بات نہیں بتائی کہ تمہیں میک اپ میں یہاں آنے کی کیوں ضرورت پڑی" ــــ ڈسمینڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور توصیف عمران کے متعلق ڈسمینڈ

جیسے آدمی سے یہ ساری باتیں سُن کر حیران رہ گیا۔ اس کے ذہن میں عمران کی عظمت کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ اور پھر توصیف نے اُسے آرام باغ والی کوٹھی سے اغوا سے لے کر زرعی فارم میں ہوش آنے اور پھر اس ایون کھتری اور باس کی تلاش کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی۔

" تو تم اب اس ایون کھتری اور اس کے باس کے بارے میں پوچھنے آئے ہو" ___ ڈسمینڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں عمران صاحب کا خیال ہے کہ یہ ایون کھتری یہاں کافی عرصے سے رہ رہا ہے۔ اس لئے مجھے خیال آیا کہ تم اس کے بارے میں لازماً جانتے ہو گے" ___ توصیف نے کہا۔

" ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کا نام ٹیلر ہے۔ وہ یہاں ایکریمین ایجنٹوں کا سربراہ ہے۔ ہوٹل الاسکا ان کی ملکیت ہے۔ ویسے وہ ورلڈ انٹرپرائزز کے نام سے امپورٹ ایکسپورٹ کا کام بھی کرتے ہیں" ___ ڈسمینڈ نے کہا اور توصیف کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔ جس کلیو کو تلاش کرنے کے لئے وہ دو روز سے بھاگ دوڑ کر رہا تھا۔ وہ ڈسمینڈ سے اُسے ایک لمحے میں حاصل ہو گیا تھا۔

" اوہ انکل ڈسمینڈ تم نے واقعی یہ بات بتا کر مجھ پہ احسان کیا ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ کس طرح میرے ہاتھوں سے بچتے ہیں" ___ توصیف نے کہا۔

" میں تمہیں ایون کھتری کا ایک خاص آدمی بتا دیتا ہوں۔ ورنہ تم یہ باتیں جاننے کے باوجود اسے تلاش نہ کر سکو گے کیونکہ وہ انتہائی خفیہ رہتا ہے۔ ڈریگن بار کا مالک جیگر جو اَپ لینڈ کا مشہور بدمعاش ہے۔ اس کا خاص آدمی ہے۔ اس سے اس کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے اس پہ ہاتھ ڈالنے سے پہلے دس بار سوچ لینا" ___ ڈسمینڈ نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو انکل۔ تم ابھی اپنے بھتیجے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ بہر حال شکریہ اب مجھے اجازت" ___ توصیف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب سے ملاقات ہو تو میرا سلام دے دینا" ___ ڈسمینڈ نے بیٹھے بیٹھے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا اور پھر وہ ڈسمینڈ سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ڈریگن بار کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ وہ ڈریگن بار کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اَپ لینڈ کے زیر زمین دنیا کے تمام بدمعاشوں کا یہ بار خاص گڑھ تھا اور اس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں ہر روز ایک آدھ لاش ضرور گرتی ہے۔ لیکن پولیس نے کبھی اس میں مداخلت نہ کی تھی شاید اس ٹیلر یا جیگر نے پولیس کو خرید رکھا ہو گا۔

تھوڑی دیر بعد توصیف کی کار ڈریگن بار کے احاطے میں

داخل ہوئی۔ اور اس نے ایک طرف کار روکی اور پھر
نیچے اتر کر وہ بار کی اصل عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ بار کا
ہال منشیات کے دھوئیں اور تیز اور سستی شراب کی بو
سے بھرا ہوا تھا۔ میزوں پر جسم فروش عورتوں کے ساتھ ساتھ
غنڈے اور بدمعاش ہر جگہ بیٹھے نظر آرہے تھے۔ ایک
طرف کاؤنٹر پہ ایک بھاری تن و توش کا آدمی کھڑا تھا۔ اس
کے جسم پہ سرخ رنگ کی چست بنیان تھی۔ جس کے درمیان
ایک عریاں عورت کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ وہ شکل سے ہی
لڑنے مرنے والا آدمی نظر آرہا تھا۔ توصیف جانتا تھا کہ یہ
اپ لینڈ کا مشہور بدمعاش میکر تھا۔ میکر اس قدر ہتھ چھٹ
آدمی تھا کہ اچھے بھلے غنڈے اس سے خم کھاتے تھے۔
توصیف ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف
بڑھ گیا۔ میکر اسے بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
ظاہر ہے توصیف میک اپ میں تھا اور میکر اسے کوئی
اجنبی سمجھ کر اس طرح دیکھ رہا تھا۔

"جیگر سے بات ہو سکتی ہے ــ ایک اہم معاملہ ہے"
توصیف نے کاؤنٹر کے قریب جا کر قدرے سخت لہجے
میں کہا۔

"کون جیگر اور تم کون ہو" ــ میکر نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"میرا نام جبار ہے۔ اور میں کاشوم سے آیا ہوں۔ کاشوم

میں میری ایسی ہی اہمیت ہے جیسے یہاں تمہارے باس
جیگر کی" ــ توصیف نے بدمعاشوں کے سے انداز میں
دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تو تم کاشوم سے آئے ہو ــ کیا باس تمہیں پہلے
سے جانتا ہے" ــ میکر نے اس بار قدرے نرم لہجے
میں کہا۔

"نہیں میں یہاں پہلی بار آیا ہوں۔ ورنہ میں زیادہ تر کاشوم
تک ہی محدود رہتا ہوں۔ لیکن اس بار کام اتنا بڑا ہے
کہ میں اکیلا نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ جیگر
سے بات کر لوں۔ لمبا دھندہ ہے۔ کروڑوں میں سمجھ لو" ــ
توصیف نے جواب دیا اور میکر نے سر ہلاتے ہوئے کاؤنٹر
کے نیچے سے انٹر کام اٹھا کر کاؤنٹر پہ رکھا اور اس کا
رسیور ہاتھ میں لے کر چند بٹن پریس کر دیئے۔ وہ شاید
اپ لینڈ کا دوسرا بڑا لیکن دور دراز کے شہر کا
نام سن کر مطمئن ہو گیا تھا۔

"باس میکر بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ ایک نوجوان
آیا ہے۔ اپنا نام جبار بتا رہا ہے۔ کاشوم کا ہے۔ اس
کا کہنا ہے کہ اس کے پاس کوئی لمبا دھندہ ہے کروڑوں
کا۔ اور وہ اس سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا ہے" ــ
میکر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ٹھیک ہے باس" ــ میکر نے دوسری طرف سے

کچھ سننے کے بعد کہا اور ریسیور رکھ کر اس نے ایک سائیڈ پر کھڑے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔ اور اسے کہا کہ توصیف کو باس کے پاس لے جائے۔ توصیف اس نوجوان کے ساتھ چلتا ہوا ایک تہہ خانے میں پہنچا۔ جہاں جوئے کی میزیں بچھی ہوئی تھیں۔ اور وہاں زور شور سے جوا ہو رہا تھا۔ ہر طرف مشین گنوں سے مسلح غنڈے موجود تھے۔ جو شاید یہاں امن قائم رکھنے کے لئے موجود تھے۔ ایک طرف چھوٹی سی راہداری تھی۔ جس کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ وہ نوجوان اس جوئے والے ہال سے توصیف کو گزار کر اس دروازے تک لے گیا۔ دروازے پر دو مسلح آدمی موجود تھے۔

"میکر نے بھیجا ہے۔ باس نے انہیں بلایا ہے"۔۔۔ آنے والے نے ان دربانوں سے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ ان میں سے ایک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور توصیف کو لے آنے والا واپس چلا گیا۔

"تمہارے پاس کوئی اسلحہ تو نہیں ہے مسٹر۔ اگر ہے تو ہمارے حوالے کر دو۔ باس اپنے دفتر میں کسی مسلح شخص کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ ورنہ ہمیں پہلے تمہاری تلاشی لینی پڑے گی"۔۔۔ اسی دربان نے توصیف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور توصیف نے مسکراتے ہوئے جیب سے ریوالور نکالا اور اس دربان کی طرف بڑھا دیا۔

"اب بیشک تلاشی لے لو"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"۔۔۔ اس دربان نے کہا۔ اور توصیف دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف بڑی سی میز کے پیچھے ایک لحیم شحیم آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ توصیف جانتا تھا کہ یہی جیگر ہے کیونکہ وہ اسے نام اور شکل سے جانتا تھا۔ یہ اور بات تھی کہ آج سے پہلے اسے کبھی اس سے کام نہ پڑا تھا۔ اس لئے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ ویسے بھی توصیف ان تھرڈ کلاس غنڈوں کی دنیا سے علیحدہ رہنے کا عادی تھا۔

"آؤ تم نے اپنا نام جبار بتایا ہے۔ اور تمہارا تعلق کاشوم سے ہے۔ بیٹھو"۔۔۔ جیگر نے توصیف کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا تھا اور اس کا لہجہ بھی ایسا ہی تھا جیسے کوئی بڑا آدمی کسی حقیر آدمی سے بات کر رہا ہو۔ توصیف کا ذہن ایک لمحے کے لئے گھوم گیا۔ لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"ہاں میرا نام جبار ہے۔ اور میرا تعلق کاشوم سے ہے"۔۔۔ توصیف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور کرسی گھسیٹ کر اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"بولو کیا دھندہ ہے۔ اور ذرا مختصر بات کرنا میرے پاس

زیادہ وقت نہیں ہوتا"۔۔۔ جیگر نے پہلے کی طرح اس بار بھی بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ توصیف سے ملاقات کر کے اس کی سات پشتوں پہ احسان کر رہا ہو۔

"مختصر بات یہ ہے مسٹر جیگر کہ مجھے ٹیلر عرف الیون تھرٹی سے ملنا ہے"۔۔۔ توصیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہو"۔۔۔ جیگر توصیف کی بات سنتے ہی اس طرح اُچھلا جیسے اس کے پیر میں بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"ایک بار پھر دوہرا دیتا ہوں ٹیلر عرف الیون تھرٹی۔ ایکریمین ایجنٹ"۔۔۔ توصیف نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا اس سے کیا تعلق ہے اور تم دراصل ہو کون۔ سنو یہ میرا دفتر ہے۔ اس لئے یہ مت سوچنا کہ تم یہاں سے میری مرضی کے بغیر باہر جا سکو گے۔ مجھے تم کوئی چھوٹے سے آدمی نظر آ رہے ہو۔ صرف معمولی سے کارکن۔ اس لئے اصل بات کھل کر بتا دو تو شاید میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں"۔۔۔ جیگر کا لہجہ یکلخت انتہائی کرخت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں کسی وحشی درندے کی طرح چمک اٹھی تھیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے اس بات کا تو اعتراف کر لیا کہ تم الیون تھرٹی کو جانتے ہو۔ بس مجھے اتنا ہی منوانا تھا۔ اب میری بات بھی سن لو گینگسٹر کے کیڑے۔ میں نے اب

تک تمہاری بہت بکواس سنی ہے۔ اس لئے اب تم اگر اپنی ہڈیاں اپنے جسم کے اندر سلامت رکھوانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ اس وقت تمہارا باپ ٹیلر ماسٹر کہاں موجود ہے"۔۔۔ توصیف کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔ وہ نجانے اب تک جیگر کا لہجہ اور اس کی باتیں کیسے برداشت کرتا چلا آ رہا تھا۔ لیکن شاید اب اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔

"کیا کہا تم نے۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم جیگر کے ساتھ زبان چلاؤ"۔۔۔ جیگر نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک بھاری ریوالور نظر آنے لگا۔ شاید اس نے میز کی کھلی دراز سے نکالا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے میز پر رکھا ہوا پیپر ویٹ گولی کی طرح اس کے ہاتھ سے ٹکرایا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر اس کے عقب میں جا گرا۔ اور وہ بے اختیار ہاتھ جھٹکتا ہی رہ گیا۔

"اب اگر تمہارے منہ سے میری مرضی کے بغیر آواز نکلی تو گولی ٹھیک پیشانی پر پڑے گی"۔۔۔ توصیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور نظر آ رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کا رُخ جیگر کی طرف تھا۔ اس کی آنکھوں میں نجانے کیا بات تھی کہ جیگر کے چہرے پر یکلخت خوف کے آثار اُبھر آئے۔

"تم اسلحہ لے کر آئے ہو اندر۔ میں اس جانسن اور راجر دونوں

کو گولیوں سے اڑا دوں گا"۔ جیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

" ان احمقوں کو میں ایک خالی ریوالور دے آیا ہوں تاکہ وہ اس کھلونے سے کھیلتے رہیں"۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ میز کی سائیڈ سے بڑھ کر جیگر کے بالکل قریب پہنچ گیا۔

" تم کیا چاہتے ہو"۔ جیگر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" فی الحال تم میز سے باہر آؤ اور جوتے خانے کی طرف چلو۔ وہاں کھلی جگہ چل کر بات ہو گی۔ تنگ کمروں میں میرا دم گھٹنے لگتا ہے"۔ توصیف نے دو قدم سائیڈ پہ پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تاکہ جیگر میز کی سائیڈ سے نکل کر دروازے کی طرف جا سکے۔

" اوہ اچھا اچھا"۔ جیگر یکلخت خوش ہو گیا اور ظاہر ہے اس نے خوش ہونا تھا کیونکہ باہر ہال میں اس کے مسلح ساتھی موجود تھے۔ وہاں وہ نہ صرف اپنا تحفظ کر سکتا تھا بلکہ توصیف کو بھی اطمینان سے گولیوں سے اڑوا سکتا تھا۔ اسی لئے وہ تیزی سے میز کی سائیڈ سے نکلا اور بند دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دل ہی دل میں شاید توصیف کو دنیا کا سب سے بڑا احمق سمجھ رہا تھا لیکن توصیف اتنا احمق نہ تھا جتنا جیگر نے سمجھ لیا تھا۔ جیسے ہی جیگر میز کی سائیڈ سے نکلا۔ توصیف نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں موجود ریوالور کو اچھال کر اسے نال سے پکڑا۔ اور دوسرے لمحے ریوالور کا بھاری دستہ

نہ صرف پوری قوت سے جیگر کی کھوپڑی کے عقبی حصے پر پڑا بلکہ توصیف نے دستہ مارتے ہی بجلی کی سی تیزی سے قدم بڑھا کر دوسرے ہاتھ میں گولا بنے رومال کو جو وہ اس دوران جیب سے نکال چکا تھا ہاتھ بڑھا کر چیخ مارنے کے لئے جیگر کے کھلتے منہ میں ٹھونس دیا۔ اور جیگر کی چیخ غوں غوں جیسی آواز میں بدل گئی۔ جیگر پہلی ضرب کھا کر شاید لاشعوری طور پر مڑنے لگا تھا۔ توصیف بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹا اور ایک بار پھر ریوالور کا بھاری دستہ جیگر کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور اس بار وہ اچھل کر اوندھے منہ دبیز قالین پر گرا۔ اور چند لمحے ہاتھ پیر مارنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے ریوالور کو ایک بار پھر اچھال کر اسے دستے سے پکڑا اور جیب میں ڈالتا ہوا وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ ذرا سا کھولا۔ باہر کھڑے دونوں افراد چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

" تمہارے باس جیگر کا کہنا ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے لمبا دھندہ ہو رہا ہے۔ سمجھے"۔ توصیف نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔ توصیف نے دروازہ بند کر کے اسے چٹخنی لگائی اور واپس مڑ آیا۔ اسے میز کے پیچھے ذرا سائیڈ میں ایک اور دروازہ نظر آ گیا تھا۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے۔ توصیف نے دروازہ کھولا اور اندر کا جائزہ لیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ

تھا۔ جس کے درمیان ایک میز اور اس کے گرد چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ شاید یہ میٹنگ روم تھا۔ توصیف سر ہلاتا ہوا مڑا۔ اور اس نے جھک کر جیگر کو اٹھایا اور ایک جھٹکے سے اُسے کاندھے پر ڈال کر وہ اس ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اندر بھی دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ توصیف نے جیگر کو قالین پر ڈالا۔ اور پھر واپس مڑ کر اس نے ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے پہلے کمرے میں موجود الماریوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور پھر ایک الماری کی دراز کھولتے ہی وہ چونک پڑا۔ اس میں ایک سُرخ رنگ کی فائل موجود تھی جس پر الیون تھرٹی نمبر لکھا ہوا تھا۔ توصیف نے جلدی سے اُسے کھولا۔ اور پھر اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار اُبھر آئے۔ کیونکہ اس میں موجود چار کاغذوں پر پچاس کے قریب نام و پتے درج تھے۔ اس کے علاوہ ایک کاغذ پر کئی کوٹھیوں کے پتے علیحدہ درج تھے۔ لیکن کاغذوں پر درج سارے نام مقامی تھے۔ اس لئے توصیف سمجھ گیا کہ یہ وہ مقامی لوگ ہیں جو یقیناً ایکریمین ایجنٹوں کی وقت پڑنے پر مدد کرتے ہوں گے۔ اس نے فائل موڑ کر اُسے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالا۔ اور الماری بند کر کے وہ مڑا ہی تھا کہ یکلخت میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور توصیف بے اختیار چونک پڑا۔ اُسے اب خیال آیا تھا کہ جیگر کے باہر والے دفتر میں فون نہ تھا صرف

انٹرکام تھا جب کہ فون یہاں میز پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ ری مخصوص فون ہے۔ اور شاید باہر کوئی بلب جل پڑتا ہوگا جس سے جیگر کو پتہ چل جاتا ہوگا کہ کال آئی ہے۔ بہرحال اس نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"جیگر سپیکنگ" ـــــ توصیف نے جیگر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری آواز کو کیا ہوا۔ جیگر" ـــــ دوسری طرف سے کسی نے چونک کر پوچھا۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مخصوص خصوصیت بھی لہجے میں موجود تھی جو عمران نے زرعی فارم میں آغا کو الیون تھرٹی کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے بتائی تھی۔ اس لئے توصیف سمجھ گیا کہ بولنے والا خود الیون تھرٹی ہی ہے۔

"باس۔ نجانے کیا بات ہے۔ گلے میں درد سا ہو رہا ہے" ـــــ توصیف نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا سنو۔ کالا جنگل پوائنٹ پر جو گروپ تعینات کرنے کے لئے تمہیں احکامات دیئے گئے تھے۔ انہیں منسوخ سمجھو۔ مشن حیرت انگیز طور پر پہلے ہی مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ یس باس مگر باس ------" توصیف نے جان بوجھ کر ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔ ویسے الیون تھرٹی کی بات

سن کر اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے تفصیل پوچھی تو ظاہر ہے ایک دیسی ماتحت ہونے کے لحاظ سے اسے کچھ نہ بتایا جائے گا۔ اس لئے اس نے ایسا انداز اختیار کر لیا کہ جیسے حیرت کی شدت سے پوچھنا بھی چاہتا ہو اور پوچھنے کی ہمت بھی نہ رکھتا ہو۔

"میں سمجھ گیا۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ تم میرے خاص آدمی ہو۔ اس لئے مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ مشن اندازے سے پہلے ہی مکمل ہو گیا ہے اور چیف آرتھر کے ساتھی انتھونی نے جو کالا جنگل پوائنٹ پر تھا۔ اس نے اپنے طور پر پوائنٹ کمانڈر شیر سنگھ کی مدد سے یہاں کے مشہور سمگلنگ گروپ سے رابطہ قائم کیا اور کمانڈر شیر سنگھ کی مدد سے وہ کیپسول پوائنٹ سے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ آج رات ہی کیپسول ان سمگلروں کی مدد سے آرکیا نو پہنچ جائیں گے۔ اور ہمارا مشن ختم ہو جائے گا اور چیف واپس چلے جائیں گے" ۔۔۔ الیون تھرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس۔ یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے باس لیکن گروپ ہائر کرنے کی کیا ضرورت تھی ہم جو موجود تھے" ۔۔۔ توصیف نے بڑی ذہانت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کام انتھونی کا ہے۔ اس نے چیف آرتھر کو بھی نہیں بتایا۔ خود ہی سب کچھ کر لیا اور اب اس نے چیف آرتھر کو کال کر کے بتایا ہے۔ اگر وہ پہلے بتا دیتا تو ظاہر ہے یہ

کام ہم خود تمہارے ذریعے کر لیتے۔ بہرحال کام ہو گیا۔ یہی کافی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ تو ٹھیک ہے باس۔ لیکن کس گروپ کے ذریعے کام ہوا ہے۔ میں سب کو جانتا ہوں ایسا نہ ہو کہ تم میرا مطلب ہے ......" توصیف واقعی انتہائی ذہانت سے بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"زرد شیطان کے چیف زرد سورج کے ذریعے ہوا ہے اور اس کا نام ہی کافی ہے۔ میں بھی جانتا ہوں کہ وہ انتہائی با اصول لوگ ہیں۔ او۔کے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توصیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر وہ فرش پر بیہوش پڑے ہوئے جیگر پر جھکا اس نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی پر رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے جیگر کی کھوپڑی بے شمار ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر قالین پر بکھر گئی۔ توصیف نے ریوالور جیب میں ڈالا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھول کر وہ بیرونی دفتر میں آیا۔ اور پھر تیزی سے جوتے فنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"ہمارا باس میٹنگ روم میں مصروف ہے۔ اسے ڈسٹرب نہ کرنا" ۔۔۔ توصیف نے باہر کھڑے مسلح افراد سے کہا اور

خود بھی ان سے اپنا ریوالور واپس لے کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوئے خانے سے نکل کر بار ہال سے ہوتا ہوا باہر گیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ مشن مکمل ہو جانے کا مطلب تھا کہ مکمل ناکامی۔ جب کہ وہ زرد شیطان اور زرد سورج کبھی کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ کیونکہ وہ زیر زمین دنیا سے الگ رہنے کا عادی تھا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اُسے لازماً زیر زمین دُنیا سے کسی نہ کسی انداز میں رابطہ رکھنا چاہیئے۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی دوبارہ ہوٹل فائیو سٹار کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ لیکن پھر اُسے اچانک ایک خیال آیا تو اس نے کار کو سائیڈ پر کیا اور پھر اُسے ایک بند گلی میں لے جا کر اس نے اُسے روک دیا۔ کار کے شیشے چڑھا کر اس نے جلدی سے سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے بنے ہوئے خانے میں سے میک اَپ باکس نکالا اور پھر اسے سیٹ پر رکھ کر اس میں سے چند ٹیوبیں نکالیں اور کار کے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے اس نے جلدی سے چہرے پر موجود میک اَپ تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا چہرہ کافی حد تک بدل چکا تھا۔ اس نے میک اپ باکس بند کیا۔ اُسے دوبارہ سیٹ کے نیچے والے خانے میں رکھا اور کوٹ اُتار کر اُسے پلٹ کر پہن لیا۔ اس طرح کوٹ کے کپڑے کا ڈیزائن بدل چکا تھا۔ اب وہ جیگر کے آدمیوں کی نظروں سے محفوظ ہو چکا تھا۔ اس نے کار بیک کی اور چند لمحوں بعد

کار دوبارہ سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ ڈسمینڈ سے فون پر بات ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے فون بوتھ کی تلاش میں نظریں دوڑانی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک پبلک فون بوتھ تلاش کر چکا تھا۔ کار اس کی سائیڈ پر روک کر وہ نیچے اترا۔ اور تیزی سے فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے کوٹ کی سکوں والی مخصوص جیب سے سکے نکالے اور فون پیس میں ڈال کر اس نے ہوٹل فائیو سٹار کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہوٹل فائیو سٹار" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ڈسمینڈ سے بات کرائیں" ـــــ توصیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ان کا فون ڈائریکٹ ہے جناب" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ نمبر کیا ہیں" ـــــ توصیف نے چونک کر پوچھا اور دوسری طرف سے اُسے نمبر بتا دیئے گئے۔ توصیف نے کریڈل دبایا۔ جیب سے دوبارہ سکے نکالے اور فون پیس میں ڈال کر اس نے وہ نمبر ڈائل کئے جو اُسے بتائے گئے تھے۔

"یس ڈسمینڈ سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے ڈسمینڈ کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا بھتیجا بول رہا ہوں انکل" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ خیریت بھتیجے کیسے فون کیا" ــــ ڈسمینڈ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ تمہارے محسن صاحب کسی زرد سورج کے قبضے میں چلے گئے ہیں۔ اور مجھے فوراً اُسے وہاں سے نکالنا ہے۔ اب بتاؤ میں کہاں جاؤں" ــــ توصیف نے کہا تو چند لمحوں تک دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ یوں لگتا تھا جیسے ڈسمینڈ کو سکتہ سا ہو گیا ہو۔

"ویری سوری بھتیجے۔ میں کچھ نہیں جانتا اور اب اس سلسلے میں مجھے فون بھی نہ کرنا" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈسمینڈ کی سرد آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توصیف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ یہ زرد سورج کوئی بہت بڑی پارٹی ہے۔ اس لئے ڈسمینڈ نے بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے میں اب اسے خود تلاش کروں گا۔ پہلے آغا سے بات کر لوں ہو سکتا ہے وہ جانتا ہو" ــــ توصیف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آغا سپیکنگ" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی آغا کی آواز سنائی دی۔

"توصیف بول رہا ہوں" ــــ توصیف نے جواب دیا۔

"اوہ کہاں ہو تم۔ میں تمہیں تلاش کر رہا ہوں۔ فوراً میرے پاس پہنچو" ــــ آغا نے تیز آواز میں کہا۔

"کیوں خیریت" ــــ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"فون پر بتانے والی بات نہیں ہے جلدی آؤ" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توصیف نے جلدی سے ریسیور رکھا۔ اور بوتھ سے نکل کر وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے آغا کے دفتر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ کیونکہ آغا نے جس انداز میں بات کی تھی اس سے ظاہر تھا کہ وہ کسی معاملے میں سخت پریشان ہے۔ کیونکہ وہ آغا کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔ ویسے عام حالات میں وہ پریشان ہونے والا تھا نہیں۔ اس لئے توصیف کار کو پوری رفتار سے دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ایک کمرے میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر نئے میک اپ تھے۔ زرعی فارم سے نکل کر عمران انہیں ساتھ لے کر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر سیدھا مین مارکیٹ پہنچا تھا۔ اور پھر اس نے وہاں پبلک فون بوتھ سے کسی کو فون کیا۔ اس کے بعد اس نے ٹیکسی کو لالہ زار کالونی چلنے کے لئے کہا۔ جب ٹیکسی لالہ زار کالونی پہنچی تو عمران نے پہلے ہی چوک پر ٹیکسی چھوڑ دی۔ اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے تھے۔ کال بیل پر جب ایک مقامی نوجوان نے باہر جھانکا تو عمران نے اُسے صرف لفظ ہنی مون کہا تو وہ نوجوان یکلخت مؤدب ہو گیا۔ اور وہ انہیں اپنے ساتھ اندر لے آیا۔ اور اس وقت وہ اس کوٹھی کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں پہنچ کر عمران

نے اس نوجوان جس کا نام باقر تھا۔ سے میک اپ باکس منگوایا اور پھر اپنا میک اپ کر کے اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو میک اپ کرنے کے لئے کہا اور خود باقر کے ساتھ کوٹھی سے باہر چلا گیا تھا۔ پھر باقر تو تقریباً دو گھنٹوں بعد واپس آیا۔ اس نے صرف یہی بتایا کہ عمران صاحب کا ان کے لئے پیغام ہے کہ وہ کوٹھی کے اندر ہی رہیں۔ باہر نہ جائیں۔ اور تب سے اب تک دو روز گزر گئے تھے لیکن نہ ہی عمران کی طرف سے کوئی اطلاع ملی تھی اور نہ عمران خود واپس آیا تھا۔ اور دو روز سے وہ دونوں کوٹھی میں بند رہ کر انتہائی بور ہو رہے تھے۔ وہ باقر ان کی مسلسل خدمت میں مصروف تھا لیکن ظاہر ہے صرف کھانا کھانے اور چائے پینے کے لئے تو وہ یہاں نہ آئے تھے۔

"میرا خیال ہے عمران ضرور کسی مشکل میں پھنس گیا ہے۔ ہمیں باہر نکلنا ہی چاہئے۔ اس طرح کب تک ہاتھ باندھے بیٹھے رہیں گے" — صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک تو یہ باقر بھی کچھ نہیں بتاتا کہ عمران کو اس نے کہاں چھوڑا۔ اور یہ ہنی مون کس تنظیم کا نام ہے۔ صرف یہی کہہ کر چپ ہو جاتا ہے کہ عمران صاحب نے کچھ بتانے سے منع کر دیا ہے" — کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب اُسے بتانا ہو گا" — صفدر نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ باہر سے قدموں کی آواز

ابھری اور اس سے پہلے کہ صفدر دروازے تک پہنچتا۔ عمران مسکراتا ہوا دروازے پر نمودار ہوا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"___ عمران نے بڑے پر خلوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ لیکن آپ دو روز تک غائب کہاں رہے"___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس کچھ نہ پوچھو صفدر۔ یوں سمجھو دو روز تک گھن چکر بننا پڑا ہے تب چکر کا سرا ہاتھ آیا ہے"___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آکر ایک خالی کرسی پر اس طرح ڈھیر ہو گیا جیسے بےحد تھک گیا ہو۔ صفدر دوبارہ اپنی پہلے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کم از کم ہمیں تو کچھ بتا دیا ہوتا۔ ہم دو روز سے یہاں بیٹھے بور ہو رہے ہیں"___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ دو روز میں ہی بور ہو گئے۔ پورا ایک ہفتہ بیٹھنا پڑتا ہے جناب تب جا کر ملاحت آتی ہے اور تمہیں تو دو مہینے بیٹھنا پڑے گا۔ ظاہر ہے شیو اتنی جلدی تو ملیح نہیں ہو سکتی"___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا مطلب۔ یہ ملاحت کہاں سے درمیان میں آ ٹپکی"___ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا جب کہ کیپٹن شکیل کے لب مسکرانے کے سے انداز میں پھیل گئے۔ وہ

چونکہ بغیر ضرورت کے بولنے کا عادی نہ تھا اس لئے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"ہمارے ہاں ایک رواج ہے کہ لڑکی کو شادی سے پہلے ابٹن وغیرہ لگا کر ایک کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے تاکہ شادی تک اس کے چہرے پر دلہنوں والی ملاحت آ جائے۔ وہ تو لڑکی ہوتی ہے۔ ایک ہفتے میں ملیح ہو جاتی ہو گی۔ تمہارے چہرے کی کھال تو شیو بنا بنا کر گینڈے کی کھال سے بھی سخت ہو چکی ہو گی۔ اس لئے تو دو روز کے باوجود ویسے کی ویسی ہی نظر آ رہی ہے"___ عمران نے جواب دیا۔ اور اس بار صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے کہ آپ بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔ لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم واپس چلے جائیں"___ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے تم واپس چلے گئے تو میں یہاں پردیس میں گواہ کہاں سے ڈھونڈوں گا۔ اسی لئے تو تمہارا کرایہ بھر کر یہاں لے آیا ہوں۔ کہتے ہیں گواہ قابل اعتبار ہونے چاہئیں کہیں بعد میں مکر جائیں کہ ہمارے سامنے تو لڑکی نے ہاں کہی ہی نہیں تھی۔ پھر-----" عمران بھلا کب اتنی آسانی سے ہاتھ آنے والا تھا اور صفدر اس بار صرف بےبسی سے ہنس کر ہی رہ گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو الیون تھرٹی اور اس کا باس تو مل

گیا ہو گا کم از کم اس سے یہ تو پوچھ لینا تھا کہ آخر وہ لوگ آرام باغ والی اس کوٹھی تک کیسے پہنچ گئے تھے" ___ کیپٹن شکیل نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ واقعی کپتانوں والا انداز ہے اصل بات اگلوانے کا" ___ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل بھی ہنس پڑا۔

"آپ کی مرضی نہ بتانا چاہیں تو نہ بتائیں" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا سنو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم جیسے درویش قصے سننے سے باز نہیں آ سکتے۔ ویسے بھی آجکل کے درویشوں کو قصے سننے کے علاوہ اور کوئی کام کرنا ہی نہیں پڑتا۔ کھانا پینا۔ سب کچھ تو مفت مل ہی جاتا ہے۔ یہ تو بیچارے پہلے زمانے کے درویش ہوتے تھے کہ دن رات خدا کے ذکر میں اس قدر محو رہتے تھے کہ انہیں کسی بات کا ہوش ہی نہ رہتا تھا" ___ عمران بات کرتے کرتے ایک بار پھر پٹڑی بدل گیا۔ لیکن جب صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے کوئی جواب نہ دیا تو آخر کار عمران دوبارہ بول پڑا۔

"میں نے نہ صرف اس ایلون تھرٹی اور اس کے باس آرتھر کا پتہ نکال لیا ہے۔ بلکہ اپنے آدمی بھی ان کے خاص گروپ میں شامل کر دیئے ہیں۔ یہاں ایک گروپ کام کرتا

ہے۔ جسے رابرٹ گروپ کہا جاتا ہے۔ اسلحے کی سمگلنگ کرتا ہے۔ اس کا باس رابرٹ میرا پرانا دوست ہے پہلے وہ پاکیشیا میں تھا وہاں شراب کا دھندہ کرتا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذریعے میری اس سے خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ جب وہاں شراب کا دھندہ ختم ہو گیا تو وہ یہاں اپ لینڈ شفٹ ہو گیا۔ یہاں اس نے اسلحے کی سمگلنگ شروع کر دی۔ اور یہاں اس کی قسمت کا ستارہ خاصا چمک اٹھا۔ وہاں تو وہ عام سا سمگلر تھا لیکن یہاں اس کا خاصا بڑا گروپ موجود ہے۔ میں نے پہلے فون بوتھ سے رابرٹ کو فون کیا تھا۔ کیونکہ میرے پاس صرف اس کا فون نمبر تھا۔ سب سے پہلے میں نے اس سے کوٹھی طلب کی۔ اس طرح ہم یہاں پہنچ گئے۔ پھر میک اپ تبدیل کر کے میں اس کے آدمی باقر کو ساتھ لے کر اس کے اڈے میں گیا۔ وہاں رابرٹ سے جب ایلون تھرٹی کی بات ہوئی تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ اسے اچھی طرح جانتا ہے۔ وہاں اس سے خاصی تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ اس طرح میں نے ایک پلاننگ تیار کی۔ چونکہ اس پلاننگ میں مسلسل کام کرنا تھا اور کافی وقت لگتا تھا۔ اس لئے میں نے باقر کو یہ پیغام دے کر واپس بھجوا دیا کہ تم لوگ باہر نہ جانا۔ اور ساتھ ہی باقر کو منع بھی کر دیا کہ وہ تمہیں اپنے یا رابرٹ کے متعلق کچھ نہ بتائے۔ کیونکہ ایلون تھرٹی اور اس کا گروپ یہاں کافی طاقتور اور باوسائل گروپ سمجھا جاتا ہے اور وہ یقینا

پورے شہر میں ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔ اور انہوں نے جس پر اسرار انداز میں اچانک آغا والی کوٹھی پر ریڈ کیا تھا۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کوٹھی کا بھی علم ہو جاتا۔ اور وہ یہاں ریڈ کر کے تم یا باقر سے رابرٹ کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے۔ باقر کے متعلق تو مجھے فکر نہ تھی کیونکہ باقر سے وہ پوچھ گچھ نہ کر سکتے تھے۔ رابرٹ کے گروپ میں یہ خاصیت ہے کہ ہر آدمی اپنے دانتوں میں سائنائیڈ کیپسول رکھتا ہے اور پکڑے جانے کی صورت میں خودکشی کر لیتا ہے۔ لیکن اگر تمہیں معلومات ہوتیں تو ہو سکتا ہے وہ کسی ڈکٹا فون کے ذریعے رابرٹ کے بارے میں معلوم کر لیتے۔ اس طرح میری ساری پلاننگ خراب ہو جاتی۔ بہر حال دو روز تک میں نے دن رات کام کیا۔ اور اب جا کر فارغ ہوا ہوں۔ ایلون تھرٹی اور اس کے باس آرتھر نے ہمیں ڈاج دینے کے لیے واقعی ایک گہری پلاننگ کی ہوئی تھی۔ آرتھر کا ساتھی انتھونی جنگل کے اندر اس جگہ کا انچارج ہے۔ جہاں سے ہیلی کاٹ نکالی جا رہی ہے۔ وہاں انہوں نے دو قسم کے کیپسول رکھے ہوتے ہیں۔ ان میں سے آدھے کیپسولوں میں وہ اصل ہیلی کاٹ ڈال کر ایک خفیہ ٹنل کے ذریعے اسے جنگل میں ہی ایک خفیہ مقام تک پہنچائیں گے۔ جہاں سے آرتھر۔ ایلون تھرٹی اور اس کے ساتھیوں کی مدد سے انہیں لے کر خفیہ طور پر ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیں گے اور وہاں سے سفیر صاحب انہیں اپنے

ذاتی ہیلی کاپٹر میں لے کر ملک سے باہر لے جائیں گے جب کہ باقی کیپسولوں میں جعلی مال بھرا جائے گا اور جب پروجیکٹ آف ہوگا تو عام طریقے سے ان کیپسولوں کو لے جایا جائے گا تاکہ ہم ان کیپسولوں کو آسانی سے حاصل کر لیں اور مطمئن ہو جائیں کہ ہم نے ہیلی کاٹ حاصل کر لی ہے جب کہ اصلی ہیلی کاٹ پہلے ہی ایکریمیا پہنچ چکی ہوگی"۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"واقعی انتہائی گہری پلاننگ ہے"۔۔۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن میں نے رابرٹ کی مدد سے یہ پلاننگ معلوم کر لی بلکہ دو روز کی محنت سے میں نے ان کا وہ خفیہ سپاٹ بھی معلوم کر لیا جہاں اصلی کیپسول پہنچانے تھے۔ اس کے بعد میں نے رابرٹ کے دو آدمی ایلون تھرٹی کے خاص آدمیوں کی جگہ ایڈجسٹ کرا دیئے ہیں۔ اس طرح جیسے ہی ایلون تھرٹی وہاں سے مال حاصل کرے گا۔ ہمیں اطلاع مل جائے گی اور پھر ہم ان کے استقبال کے لیے پہلے سے تیار ہوں گے۔ اس طرح اصلی کیپسول ایکریمین سفارت خانے پہنچنے کی بجائے سیدھے پاکیشائی سفارت خانے پہنچ جائیں گے اور وہاں سے پاکیشیا۔ لیکن ابھی اس سارے کام کو مکمل ہونے میں ایک ہفتہ باقی ہے۔ اس لیے ایک ہفتے تک ہمیں یہاں چھپ کر اپنے

چہروں کو ملیح بنانا ہوگا" ___ عمران نے کہا اور صفدر اور شکیل دونوں نے گہرے سانس لئے۔ اب وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ عمران دو روز تک کیوں غائب رہا ہے واقعی اسے بے پناہ کام کرنا پڑا ہوگا۔

" یہ سارا کام آپ نے رابرٹ کی مدد سے کیا ہے یا اور توصیف نے بھی مدد کی ہے" ___ صفدر نے پوچھا۔

" نہیں ان سے میرا کوئی رابطہ نہیں رہا۔ وہ ابھی پوری طرح ٹرینڈ نہیں ہیں جب کہ مقابلے میں انتہائی تربیت یافتہ افراد ہیں۔ بلیو سکائی کے سپر ایجنٹ۔ اس لئے فی الحال اس مشن میں انہیں میں نے آف کر دیا ہے۔ ابھی انہیں مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باقر ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ ٹرالی پر چائے کا سامان موجود تھا۔ باقر نے خاموشی سے چائے بنائی اور ایک ایک پیالی ان تینوں کے سامنے رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا خاموشی سے واپس چلا گیا۔ اور وہ تینوں چائے پینے میں مصروف ہوگئے لیکن ابھی ان کی پیالی ختم ہی ہوئی تھی کہ دور سے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ فون اس کمرے میں تھا جس میں باقر رہتا تھا۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا لیکن چند لمحوں بعد باقر فون پیس اٹھائے تار کو کھینچتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا جس میں عمران موجود تھا۔

" باس کا فون ہے جناب" ___ اس نے فون پیس میز پر

رکھ کر رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" یس" ___ عمران نے رسیور لیتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" رابرٹ بول رہا ہوں پرنس۔ نمبر تھری کی طرف سے ایک حیرت انگیز اطلاع ملی ہے" ___ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

" کیسی اطلاع" ___ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" اصلی مال پہلے ہی اڈے سے نکال لیا گیا ہے۔ نمبر تھری نے بتایا ہے کہ وہ ایلون کے پاس موجود تھا اس کا باس بھی وہیں تھا کہ ٹرانسمیٹر کال آئی۔ یہ کال اڈے سے باس کے ساتھی نے کی تھی۔ جسے باس نے اٹنڈ کیا۔ اور پھر باس کے ساتھی نے باس کو بتایا کہ حیرت انگیز طور پر مال پہلے ہی مل گیا تھا۔ اور کم مقدار میں ملا۔ صرف پانچ سو کیپسولوں کا۔ چنانچہ اس نے ایک نئی سکیم تیار کر لی۔ اور اڈے کے کمانڈر سے مل کر اس نے زرد سورج نامی ایک سمگلر گروپ سے بات کی۔ اور آج صبح کمانڈر یہ مال لے کر باس کے ساتھی سمیت اس اڈے سے نکلا اور انہوں نے مال زرد سورج کے حوالے کر دیا۔ جسے آج رات آر کیا تو نکال دیا جائے گا۔ باس کا ساتھی واپس چلا گیا اور وہ ہفتے بعد والی کارروائی ویسے ہی دوہرائی جائے گی۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ نمبر تھری نے موقعہ ملتے

ہی مجھے کال کر کے ابھی یہ اطلاع دی ہے اس لئے میں نے فون کیا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور عمران کے چہرے پر سختی کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"اوہ ویری بیڈ رابرٹ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم سے ہاتھ ہو گیا۔ یہ تو بہت تیز جا رہے ہیں۔ یہ زرد سورج کون ہے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یہاں کا سب سے طاقتور گروپ ہے۔ انتہائی طاقتور زرد سورج سربراہ ہے لیکن اس کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ اس کا گروپ البتہ زرد شیطان کے نام سے کام کرتا ہے۔ لیکن انہیں بھی زرد سورج کے بارے میں علم نہیں ہے۔ بلکہ سچ پوچھیں تو یہاں کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ اور میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے از خود زرد شیطان کے ایک خاص آدمی سے بات کی ہے۔ وہ میرا بھی خاص آدمی ہے۔ اور ایک لحاظ سے اسے زرد شیطان کا کرتا دھرتا ہی سمجھ لیں۔ زرد شیطان کو بھی اس سارے چکر کا علم نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ براہ راست زرد سورج سے بات ہوئی ہے۔ اور مال بھی اس نے براہ راست ہی وصول کیا ہے۔ اور شاید زرد شیطان سے ہٹ کر وہ اسے نکالے گا"۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"وہ کمانڈر کہاں ہے۔ اس سے پتہ چل سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نمبر تھری کے بقول وہ اس ہاکس کے ساتھی کے ساتھ دوبارہ اڈے میں پہنچ گیا ہے"۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوکے تم اب کہاں سے بول رہے ہو۔ اپنے اڈے سے ہی بول رہے ہو ناں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں کیوں"۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"میں خود معلوم کرتا ہوں۔ ضرورت پڑی تو تمہیں کال کر لوں گا"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب"۔۔۔ صفدر نے عمران کا بدلا ہوا چہرہ دیکھ کر پوچھا۔ اور عمران نے اسے رابرٹ کی اطلاع مختصر طور پر بتا دی۔ اور یہ بات سنتے ہی صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہروں پر تشویش کی پرچھائیاں لرزنے لگیں۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہوٹل نیو سٹار"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ڈسمینڈ سے بات کرائیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ ابھی دس منٹ ہوئے کمرے سے چلے گئے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"باقر یہاں ٹرانسمیٹر تو ہو گا"۔۔۔ عمران نے فون رکھ کر ایک طرف کھڑے ہوئے باقر سے پوچھا۔

"یس سر۔ لے آؤں سر"۔۔۔ باقر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں جلدی لے آؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور باقر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ان زرد شیطانوں سے اس کے باس کا پتہ نہیں چل سکتا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم دونوں سے تمہارے چیف کا پتہ چل سکتا ہے۔ رابرٹ جیسا آدمی اگر اُسے نہیں جانتا تو پھر اور کون جان سکتا ہے۔ ایک آئیڈیا تھا کہ شاید ڈسمینڈ اسے جانتا ہو۔ وہ یہاں معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے۔ لیکن وہ بھی موجود نہیں ہے اور نجانے کب واپس آئے۔ اس لئے اب میں آغا سے بات کرتا ہوں شاید وہ جانتا ہو۔ ورنہ ہمیں اس کیمپ میں گھس کر اس کمانڈر شیر سنگھ کو اغوا کرنا پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

اُسی لمحے باقر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر اس پر آغا کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو پرنس کالنگ آغا اوور" ۔۔۔ عمران نے بٹن دبا کر بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس آغا اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے آغا کی آواز سنائی دی۔

"تم لوگ کچھ کر رہے ہو یا مکمل چھٹی پر ہو اوور" ۔۔۔ عمران

نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے عمران صاحب ہم چھٹی پر کیسے جا سکتے ہیں۔ میں نے اس ایون تھرٹی اور اس کے باس آرتھر کو ٹریس کر لیا۔ اور میں انہیں گھیرنے کا پروگرام بنا رہا تھا کہ توصیف نے ایک اور اطلاع دی ہے کہ آرتھر کے ساتھ ایک اور آدمی انتھونی بھی آیا تھا۔ وہ کالا جنگل میں ماہر بنا ہوا ہے۔ اور اس انتھونی نے نیا چکر چلا دیا ہے۔ اس نے کیمپ کے کمانڈر شیر سنگھ سے مل کر ہیلی کاپٹر کے پانچ سو کیپسول بالا بالا ہی اپ لینڈ سمگل کرانے کی غرض سے یہاں کے سب سے طاقتور سمگلر زرد سورج کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ اور نہ صرف خدمات حاصل کر لی ہیں۔ بلکہ کیمپ سے یہ پانچ سو کیپسول کمانڈر شیر سنگھ نے نکال کر زرد سورج تک پہنچا دیئے ہیں۔ اور آج رات یہ پانچ سو کیپسول اپ لینڈ سے ہمسایہ ملک آرکیا تو پہنچا دیئے جائیں گے۔ زرد سورج کا صرف نام ہی آج تک سنا گیا ہے اس کو جانتا کوئی نہیں۔ توصیف نے یہاں ایک معلومات فروخت کرنے والے آدمی ڈسمینڈ سے فون پر بات کی۔ توصیف اس کا بھتیجا بنا ہوا ہے۔ اور پہلے بھی اس نے ڈسمینڈ سے ایون تھرٹی کے خاص ساتھی جیگر کا پتہ چلایا تھا۔ لیکن ڈسمینڈ نے اُسے زرد سورج کے متعلق بتانے سے صاف انکار کر دیا لیکن میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا کہ وہ اس ڈسمینڈ کو اغوا کر کے ایک خفیہ جگہ پہنچا دیں اور ابھی آپ کی کال آنے سے

چند لمحے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے آدمیوں نے ڈیسمنڈ کو ہوٹل فائیو سٹار سے باہر نکلتے ہوئے اغوا کر کے میرے ایک انتہائی خفیہ اڈے پر پہنچا دیا ہے۔ اور میں اب وہاں مزید پوچھ گچھ کے لئے جا رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی اوور"___ آغا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر مسرت اور تحسین کے آثار ابھر آئے۔

"گڈ شو آغا۔ تم نے اور توصیف نے واقعی یہ کام کر کے میرا پہلا خیال غلط ثابت کر دیا ہے۔ ورنہ میرا پہلے یہی خیال تھا کہ تم دونوں کو ابھی مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ میں نے بھی اس سارے سیٹ اپ کا کھوج نکال لیا تھا۔ میرا بھی یہی خیال تھا کہ ڈیسمنڈ لازماً اس زرد سورج کو جانتا ہوگا۔ میں نے ڈیسمنڈ کو فون کیا لیکن پتہ چلا کہ ڈیسمنڈ دس منٹ پہلے ہوٹل سے نکل کر باہر گیا ہے۔ اور میں نے اب تمہیں بھی اس لئے ہی کال کیا تھا کہ شاید تم اس زرد سورج کے بارے میں جانتے ہو۔ اوور"___ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اس تعریف کا بے حد شکریہ عمران صاحب ہمیں خود پہلے والے واقعے پر بے حد شرمندگی تھی۔ ویسے توصیف نے مجھے بتایا ہے کہ ڈیسمنڈ آپ کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور اسے آپ کی یہاں موجودگی کا بھی علم ہے۔ اس نے توصیف کے ذریعے آپ کو سلام بھی بھیجا تھا۔ اب اگر آپ اس ڈیسمنڈ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو مجھے اپنا پتہ بتا دیں۔ میں آپ

کو وہاں سے ساتھ لے لیتا ہوں۔ اوور"___ آغا کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم مجھے وہ پتہ بتا دو جہاں ڈیسمنڈ کو رکھا گیا ہے۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"___ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خیاباں کالونی کی کوٹھی نمبر چھ اے بلاک۔ آپ وہاں گیٹ پر بلیو مون کہیں گے تو آپ کو اندر پہنچا دیا جائے گا۔ اوور"___ آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ۔ اوور اینڈ آل"___ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو بھئی ہو سکتا ہے ڈیسمنڈ سے معلومات ملنے کے بعد ہمیں فوری ایکشن میں آنا پڑے"___ عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ایبون تھرٹی تم اس زرد سورج کو جانتے ہو" — طیارے میں بیٹھے ہوئے آرتھر نے اچانک ساتھ بیٹھے ایبون تھرٹی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"زرد سورج کو نہیں چیف صرف نام سنا ہوا ہے۔ چونکہ مجھے کبھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں پڑی اس لئے میں نے اس سلسلے میں کوئی انکوائری ہی نہیں کی" — ایبون تھرٹی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ انتھونی نے مقامی کمانڈر پر اعتبار کیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ دھوکہ دے جائے۔ انتھونی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مزید چکر دینے کے لئے واپس کیمپ میں چلا گیا ہے۔ اور وہ کمانڈر بھی وہاں موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ زرد سورج اب ہیلی

کاٹ کو آرکیانو پہنچانے کی تمام کارروائی خود اکیلا کرے گا۔ اب تم سوچو۔ اگر وہ ہیلی کاٹ کو سمگل کرنے کی بجائے کسی اور پارٹی مثلاً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی فروخت کر دے تو ہم اس کا کیا بگاڑ لیں گے" — آرتھر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں خود بھی اس اہم مشن کی نگرانی کرنی چاہیے کہ ہمیں پوری طرح اطمینان ہو جائے کہ واقعی ہیلی کاٹ آرکیانو پہنچ چکی ہے" — ایبون تھرٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ ضروری ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ انتھونی نے ہم سے آگے بڑھ کر کام کیا ہے۔ اب یہ مشن جیسے ہی مکمل ہو گا۔ ایکریمیا میں اس کا نام مجھ سے آگے چلا جائے گا۔ اس لئے اگر کوئی گڑبڑ واقعی ہوئی اور ہم نے اسے بروقت سنبھال لیا تو پھر انتھونی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی کریڈٹ مل جائے گا" — آرتھر نے آخرکار دل کی بات کر ہی دی۔

اسے واقعی اس اطلاع سے خاصا ذہنی صدمہ پہنچا تھا کہ انتھونی بالا بالا ہی سارا کام مکمل کر چکا ہے۔ جبکہ وہ خود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے میں خاصی زک اٹھا چکا تھا۔ زرعی فارم سے اچانک یہ سب لوگ اس طرح غائب ہو گئے تھے کہ آج تک مسلسل تلاش کے باوجود ان کا کہیں پتہ نہ چلا تھا۔

"چیف۔ زرد سورج کے متعلق میں نے آج تک جو کچھ سنا

ہے اس سے تو کسی گڑبڑ کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ بیحد با اصول بتایا جاتا ہے۔ البتہ یہ انتھونی کے آگے نکل جانے والی بات دوسری ہے" ___ ایلون مھتڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو ایلون مھتڑی۔ زرعی فارم سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس طرح نکل جانا تمہارے لئے بھی خاصی پریشانیوں کا باعث بن سکتا ہے۔ کیونکہ بہرحال یہ سارا تمہارا سیٹ اپ تھا۔ اس لئے جب اس کی رپورٹ اعلیٰ حکام کو ملے گی تو وہ تمہاری کارکردگی کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے۔ اس سے تم اچھی طرح واقف ہو۔ اور اگر میں انتھونی کے مقابلے میں ناکام رہا تو ظاہر ہے پھر تمہاری رپورٹ میں اپنے بچاؤ کے لئے لازماً سامنے لے آؤں گا۔ اس لئے ہم دونوں کی بہتری اسی میں ہے کہ کوئی گڑبڑ ہو اور ہم سنبھال لیں۔ اس طرح ہم دونوں کی کارکردگی اچھی ثابت ہوگی" ___ آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ایلون مھتڑی کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار ابھر آئے۔ اسے بھی یہ محسوس ہوگیا تھا کہ آرتھر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ واقعی درست ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس طرح قبضے میں آجانے کے بعد نکل جانا واقعی اس کے لئے بھی خاصا پریشان کن مسئلہ بن سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ ہم دونوں اس وقت ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ اس لئے ہم دونوں کو اکٹھے ہی کام کرنا چاہیے۔ اور

واقعی ہم دونوں کی کارکردگی صرف اسی صورت میں اچھی ثابت ہو سکتی ہے کہ گڑبڑ ہو اور ہم سنبھال لیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر گڑبڑ نہ بھی ہو تب بھی گڑبڑ پیدا کی جائے" ___ ایلون مھتڑی نے کہا تو آرتھر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ ایک نیا آئیڈیا میرے ذہن میں آیا ہے ویری گڈ۔ اس طرح واقعی ہم دونوں ہی ہیرو بن جائیں گے سنو۔ اگر ہم اس زرد سورج کو ٹریس کر کے اس کے قبضے سے وہ پانچ سو کیپسول اس طرح حاصل کر لیں کہ اسے بھی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کون لے گیا ہے۔ تو یقیناً انتھونی کا سارا پلان ہی نہ صرف ختم ہو جائے گا بلکہ وہ سر پیٹتا بھی رہ جائے گا۔ اور ہم یہ ظاہر کریں کہ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کیا۔ اور یہ کیپسول پاکیشیا سیکرٹ سروس زرد سورج سے حاصل کر کے لے گئی تھی لیکن عین آخری لمحات میں ہم نے ان پر ریڈ کیا اور ان سے یہ کیپسول حاصل کر کے ملک سے باہر نکال دیئے۔ تو یقین کرو میں اور تم دونوں ہی ایکریمیا کے ہیرو بن جائیں گے" ___ آرتھر نے بڑے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ چیف واقعی بہترین پلاننگ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر حرکت میں آجانا چاہیے" ___ ایلون مھتڑی نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن سب سے پہلے یہ تو معلوم ہو کہ یہ زرد سورج کون

ہے۔ اور اس نے یہ کیپسول کہاں رکھے ہیں۔ کمانڈر شیر سنگھ سے انتھونی کے ذریعے تو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس طرح انتھونی کو اس گیم کا علم ہو جائے گا" ـــــ آرتھر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف آپ فکر نہ کریں۔ میرے ہاتھ بیحد لمبے ہیں۔ میں ابھی نہ صرف زرد سورج کا پتہ چلا لیتا ہوں بلکہ یہ بھی معلوم کر لوں گا کہ کیپسول کہاں موجود ہیں۔ میں نے تو آج تک اس زرد سورج کی طرف توجہ نہ کی تھی" ـــــ ایلون تھرٹی نے کہا اور پھر میز پر رکھے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس جیکب سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ایلون تھرٹی بول رہا ہوں جیکب" ـــــ ایلون تھرٹی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ جیکب کا لہجہ بیحد مودبانہ ہو گیا۔

"مجھے یاد ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تم نے باتوں باتوں میں مجھے بتایا تھا کہ تم کسی زمانے میں زرد سورج کے خاص آدمی رہے ہو۔ پھر ایک اختلاف کی وجہ سے تم نے اس کا گروپ چھوڑ دیا" ـــــ ایلون تھرٹی نے کہا۔

"یس باس" ـــــ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم زرد شیطان گروپ میں رہے تھے یا زرد سورج گروپ میں" ـــــ ایلون تھرٹی نے ایک خیال آتے ہی پوچھا۔

"زرد سورج گروپ باس۔ زرد شیطان بھی زرد سورج کا ہی گروپ ہے۔ لیکن زرد سورج اپنے آپ کو بیحد خفیہ رکھتا ہے اور اس نے اپنا علیحدہ ایک خاص گروپ بھی بنایا ہوا ہے۔ میں اس گروپ میں تھا" ـــــ جیکب نے جواب دیا۔

"پھر تو تم جانتے ہو گے کہ یہ زرد سورج کون ہے" ـــــ ایلون تھرٹی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھی طرح باس۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا زرد سورج سے کوئی کام پڑ گیا ہے" ـــــ جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں تم فوراً میرے دفتر میں آ جاؤ۔ یہاں چیف بھی موجود ہیں" ـــــ ایلون تھرٹی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ جیکب قابل آدمی ہے۔ اور با اعتماد بھی ہے۔ ہمیں اسے اعتماد میں لینا ہو گا ورنہ گاڑی آگے نہ چل سکے گی کیونکہ اگر ہم لیٹ ہو گئے تو زرد سورج نے لازماً اپنے اصول کے مطابق مال آج رات ہی آگے پہنچا دینا ہے" ـــــ رسیور رکھ کر ایلون تھرٹی نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جس طرح مناسب سمجھو کرو" ـــــ آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کم ان" ـــــ ایلون تھرٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے اندر آتے ہی بڑے مودبانہ انداز میں ایلون تھرٹی اور آرتھر دونوں کو سلام کیا۔

"دروازہ بند کر دو جیکب اور یہاں آکر بیٹھو۔ میں نے تم سے خاص بات کرنی ہے" ـــــ ایلون تھرٹی نے کہا اور جیکب کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ جیکب کی بہر حال اتنی حیثیت نہ تھی کہ باس اس سے اس طرح خاص باتیں کرتا۔ بہر حال اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک کرسی پر مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ کہ زرد سورج کون ہے۔ اس کے متعلق پوری تفصیل بتا دو" ـــــ ایلون تھرٹی نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں بتا دوں کہ زرد سورج کا نام خفیہ رکھنے کے لئے میں نے بائبل پر باقاعدہ حلف لیا ہوا ہے۔ اس لئے بجائے آپ زرد سورج کا نام پوچھیں۔ اگر آپ مجھے کام بتا دیں تو ہو سکتا ہے کہ میں اپنے ذرائع سے وہ کام کرا دوں" ـــــ جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھا سنو" ـــــ ایلون تھرٹی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور پھر اس نے اسے تفصیل بتائی کہ پانچ سو کیپسول کس طرح زرد سورج کے پاس پہنچے ہیں اور وہ آج رات انہیں

آرکیا تو سمگل کرنا چاہتا ہے اور وہ کس طرح ان کیپسولوں کو حاصل کر کے خود اسے ملک سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔

"باس اگر آپ کو اس طرح یہ کیپسول مل جائیں کہ زرد سورج کو بھی معلوم نہ ہو سکے تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا" ـــــ جیکب نے کہا۔

"بالکل ہم بھی یہی چاہتے ہیں" ـــــ ایلون تھرٹی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو باس کام ہو جائے گا۔ میں زرد سورج کا وہ خاص اڈہ جانتا ہوں جہاں وہ اس قسم کا مال رکھتا ہے۔ اور نہ صرف جانتا ہوں بلکہ اس کے اندر جانے کے تمام خفیہ راستوں کا بھی مجھے علم ہے۔ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ یہ کیپسول کتنے وزن اور کتنے حجم کے ہوں گے" ـــــ جیکب نے کہا۔ اس بار آرتھر نے ان کیپسولوں کے متعلق مکمل تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ پانچ سو کیپسول ایک بڑی ویگن میں لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہو جائیں گے۔ لیکن پھر کیا انہیں یہاں لے آنا ہے۔ یا کہیں اور رکھنا ہے۔ یہ سوچ لیں کہ زرد سورج کو جیسے ہی ان کی گمشدگی کی اطلاع ملے گی وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ زرد سورج پورے دارالحکومت کو ہی کھود ڈالے اور وہ ایسا ہی آدمی ہے" ـــــ جیکب نے کہا۔

"ہم ان کیپسولوں کو فوری طور پر ایکریمین سفارت خانے پہنچانا

چاہتے ہیں۔ تمہارا یہ زرد سورج لاکھ لمبے ہاتھ رکھتا ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کے ہاتھ ایکریمین سفارتخانے تک نہ پہنچ سکیں گے" —— اس بار آرتھر نے کہا۔

"یس باس واقعی ایکریمین سفارت خانے والی بات درست ہے۔ اول تو اُسے معلوم ہی نہ ہوسکے گا۔ اور اگر ہم معلوم ہو بھی گیا تو اُسے وہاں ہاتھ ڈالتے ہوئے کئی بار سوچنا پڑے گا" —— جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو جیکب اگر تم یہ کام کر دو۔ تو نہ صرف تم میرے گروپ کے نمبر دو ہو گے بلکہ تمہیں تمہارا منہ مانگا انعام بھی دیا جا سکتا ہے" —— ایلون تھرلڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جیکب کا چہرہ مسرت سے چمک اُٹھا۔

"ہو جائے گا باس صرف جیکب ہی ایسا کر سکتا ہے۔ ہمیں ایک بڑی جیپ اور آٹھ افراد کاٹاشی کی پہاڑیوں میں لے جانے ہوں گے باقی کام میں کر لوں گا" —— جیکب نے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ اتنا غیر اہم کام نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو" —— ایلون تھرلڈ نے کہا۔

"باس۔ کاٹاشی پہاڑیوں کے اندر ایک خاص جگہ زیر زمین زرد سورج کا بہت بڑا اڈہ ہے۔ جو باہر سے کسی طرح بھی چیک نہیں ہو سکتا۔ اس کی نگرانی بھی بڑے خاص طریقے سے کی جاتی ہے۔ اس لئے وہاں تک کوئی اجنبی آدمی بھی نہیں پہنچ سکتا۔ کاٹاشی پہاڑیاں چونکہ آرکیالو کی سرحد پر ہیں اس لئے

آرکیالو سمگل کئے جانے والا مال اس اڈے پر ہی رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے کئی ایسے خفیہ راستے ہیں جن کی وجہ سے کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس کے اندر پہنچا جا سکتا ہے۔ یہ راستے زرد سورج اور اس کے خاص آدمیوں کو ہی معلوم ہیں۔ زرد سورج کا ایک خاص آدمی میرا گہرا دوست تھا۔ اس کی وجہ سے میں بھی کئی بار ان راستوں سے اندر گیا ہوں۔ آپ نے ان کیپسولوں کا جو حجم بتایا ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ اس اڈے کے کس حصے میں سٹور کئے گئے ہوں گے۔ وہاں تک مال پہنچانے کے لئے ایک ایسا خفیہ راستہ ہے کہ سالم ٹرک اس کے اندر جا سکتا ہے۔ ہم بڑی جیپ اور آدمی لے کر اس اڈے کے اندر جائیں گے۔ اور پھر وہاں زرد سورج کے دو تین آدمیوں کو آسانی سے ہلاک کر کے مال جیپ میں لوڈ کر کے اسی طرح باہر آجائیں گے کہ کسی کو علم نہ ہو سکے گا۔ انہیں علم اس وقت ہو گا جب آدھی رات کے بعد وہ اس مال کو سمگل کرنے کے لئے اس حصے میں آئیں گے۔ تب تک مال ایکریمین سفارتخانے پہنچ چکا ہو گا۔ ہم یہ جیپ وہاں سے سیدھی سفارتخانے لے جائیں گے" —— جیکب نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ جیکب۔ آج تم نے خوش کر دیا ہے۔ تو پھر کام شروع کیا جائے" —— ایلون تھرلڈ نے بیحد مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کاناشی پہاڑیاں دارالحکومت سے خاصے فاصلے پر ہیں۔ اس لئے ہمیں جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے کافی وقت لگ جائے گا"۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"او۔ کے چلو میں ابھی جیپ اور آدمیوں کا انتظام کرتا ہوں"۔۔۔ ایون ھتریٹی نے کہا۔

"میں بھی ساتھ جاؤں گا ایون ھتریٹی"۔۔۔ آرتھر نے کہا۔

"یس باس۔ میں تمام بندوبست کر کے آپ کو ساتھ لے لوں گا"۔۔۔ ایون ھتریٹی نے کہا اور آرتھر کے سر ہلانے پر وہ جیکب کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں کار میں سوار تھوڑی دیر بعد خیاباں کالونی میں داخل ہو گئے۔ کار رابرٹ کی تھی اور عمران نے اسے اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ خیاباں کالونی کی کوٹھی نمبر چھ جلد ہی انہوں نے تلاش کر لی اور چند لمحوں بعد کار کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے موجود تھی۔ پھاٹک پر کسی پروفیسر رستم علی کی نیم پلیٹ موجود تھی۔

"کال بیل دو صفدر"۔۔۔ عمران نے جو سٹیرنگ پر تھا سائیڈ پر بیٹھے ہوتے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور اس نے آگے بڑھ کر ستون پر موجود کال بیل کے بٹن کو دو بار پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر آ گیا وہ حیرت سے کار اور ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔

"بلیو مون" ـــــ عمران نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر میں پھاٹک کھولتا ہوں سر" ـــــ نوجوان نے بلیو مون کے الفاظ سنتے ہی بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور جلدی سے چھوٹے پھاٹک میں غائب ہو گیا اور پھر جب تک بڑا پھاٹک کھلتا صفدر دوبارہ کار میں بیٹھ چکا تھا۔ پھاٹک کھلتے ہی عمران کار اندر لے گیا۔ خاصی بڑی کوٹھی تھی جس کے برآمدے میں دو کاریں موجود تھیں۔ برآمدے میں چار مقامی آدمی کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے نیچے اترنے تک ان میں سے ایک آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

"آغا آگیا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"باس ابھی پہنچ رہے ہیں سر۔ انہوں نے فون پر ہمیں آپ کے متعلق ہدایات دے دی تھیں۔ آیئے تشریف رکھیے" ـــــ اس نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ ڈسمینڈ یہیں موجود ہے" ـــــ عمران نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوتے پوچھا۔

"یس سر نیچے تہہ خانے میں ہے" ـــــ اس نوجوان نے جواب دیا۔

"یہاں میک اپ باکس تو ہو گا وہ مجھے لا دو۔ میں میک

اپ کرنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

"آیئے سر ادھر ڈریسنگ روم میں سر" ـــــ نوجوان نے کہا اور عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو ایک کمرے میں رکنے کے لئے کہا اور خود وہ اس نوجوان کے ساتھ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈریسنگ روم خاصا بڑا تھا۔ اور اس میں جدید ترین میک اپ کا سارا سامان موجود تھا۔ لیکن عمران نے دوسرا میک اپ کرنے کی بجائے صرف اپنے چہرے پر موجود میک اپ صاف کیا اور پھر وہ اپنی اصلی شکل میں ڈریسنگ روم سے باہر آ گیا۔ وہاں آغا اور توصیف دونوں موجود تھے۔ دونوں نے عمران کو سلام کیا۔

"ویل ڈن توصیف مجھے تمہاری کارکردگی کی رپورٹ مل چکی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے توصیف سے کہا اور توصیف کا چہرہ کھل اٹھا۔

"شکریہ عمران صاحب" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ اپنی اصل شکل میں ڈسمینڈ کے سامنے جائیں گے" ـــــ آغا نے کہا۔

"ہاں میں ڈسمینڈ کی فطرت اچھی طرح سمجھتا ہوں وہ تشدد کے سامنے زبان ہرگز نہ کھولے گا اور شاید یہ زرد سورج کی خاص پارٹی ہے۔ اس لئے اس نے توصیف کو بھی کچھ

بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں اس کی زبان کھلوا لوں گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے ساتھ چلوں"۔۔۔ آغا نے کہا۔

"نہیں بس تم مجھے ڈسمینڈ تک پہنچا دو۔ وہ یقیناً بے ہوش ہو گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں"۔۔۔ آغا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے میں خود ہی اسے ہوش میں لے آؤں گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آغا عمران کو ساتھ لے کر اس کمرے سے نکل کر اس راہداری میں سے گزرتا ہوا ایک اور چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے شمالی طرف کی دیوار کی بنیاد پر ایک خاص جگہ پر پیر مارا تو جنوبی دیوار کے قریب فرش کا ایک بڑا سا ٹکڑا سرر کی تیز آواز سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہ تہہ خانے کا راستہ ہے اور ڈسمینڈ وہاں موجود ہے"۔۔۔ آغا نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں اترتا ہوا تہہ خانے کی طرف بڑھ گیا۔ تہہ خانے میں موجود ایک کرسی پر ڈسمینڈ رسیوں سے بندھا ہوا بیہوش پڑا تھا۔ اس کے سر کے ایک حصے پر بڑا سا گومڑا ابھرا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے سب سے پہلے رسیاں کھولیں اور پھر اس نے ڈسمینڈ کا ناک اور منہ بیک

وقت دونوں ہاتھوں سے بند کر لیا۔ چند لمحوں بعد ہی ڈسمینڈ کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران نے ہاتھ چھوڑے اور پھر ایک طرف موجود کرسی اٹھا کر اس نے ڈسمینڈ کے سامنے رکھی اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں ڈسمینڈ پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ڈسمینڈ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پہلے تو اس کی آنکھوں میں دھندلاہٹ سی موجود رہی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ دھندلاہٹ کی جگہ چمک نے لے لی۔

"کیا حال ہے ڈسمینڈ۔ اب واقعی تم بوڑھے ہو گئے ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ پرنس تم۔ یہ میں کہاں ہوں"۔۔۔ ڈسمینڈ نے بری طرح چونک کر کہا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ایک گھنٹہ پہلے تو شاید دوزخ میں تھے۔ لیکن اب جنت میں ہو۔ اس لئے بے فکر رہو۔ لیکن یہ جنت ابھی حور سے خالی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کیا مطلب۔ میں تو ہوٹل سے باہر نکل کر مارکیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک میرے سر پر خوفناک دھماکہ سا ہوا۔ اور اب میری آنکھ یہاں کھلی ہے"۔۔۔ ڈسمینڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اصل میں غلطی تمہارے اس بھتیجے توصیف

سے ہوئی۔ اس نے فون پر تم سے زرد سورج کے بارے میں پوچھ لیا۔ نتیجہ یہ کہ زرد سورج کو اطلاع مل گئی۔ اور تمہارے سر پر قیامت توڑ دی گئی۔ لیکن بھتیجے نے تمہیں فون کرنے کے بعد مجھے فون کر دیا اور ساری بات بتا دی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ میں خود ہی تم سے بات کر لوں۔ مجھے یقین تھا کہ تم مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ گے لیکن جب میں ہوٹل پہنچا تو پتہ چلا کہ تم ہوٹل سے باہر کہیں گئے ہو۔ لیکن ہوٹل سے باہر آتے ہی مجھے اطلاع مل گئی کہ تمہیں سر پر کوئی چیز مار کر بیہوش کر دیا گیا ہے۔ اور تمہیں کار میں ڈال کر لے جایا گیا ہے۔ بس میرا خون جوش میں آگیا۔ میں نے تمہاری برآمدگی کی کوشش شروع کر دی۔ اور ابھی آدھا گھنٹہ پہلے ایک زرعی فارم میں تمہیں اسی طرح موجود پایا۔ وہاں دو مقامی آدمی تمہاری نگرانی کر رہے تھے۔ ایک میرے ہاتھوں مارا گیا جب کہ دوسرے کو میں نے قابو کر لیا اور پھر اُسے اپنی کئی ہڈیاں تڑوانے کے بعد زبان کھولنی پڑی۔ اس کا تعلق زرد سورج سے ہے۔ اور زرد سورج نے اس اطلاع پر کہ کسی نے فون کر کے تم سے زرد سورج کے بارے میں پوچھا ہے اور تم اُسے بھتیجا کہہ رہے تھے۔ تمہیں اغوا کر کے یہاں لانے کا حکم دیا تھا۔ تاکہ یہاں تم سے مزید پوچھ گچھ کر کے تمہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ چنانچہ میں تمہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں اپنے ایک خاص اڈے پر لے آیا۔ تہہ خانے میں تمہیں اس

لیے فکر کا ہوا ہے کہ کہیں پھر زرد سورج کو تمہاری یہاں موجودگی کا علم نہ ہو جائے" ـــــ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"دیکھو پرنس۔ میں بچہ نہیں ہوں کہ تم مجھے اس طرح کی کہانی سنا کر بہلا سکو۔ میں زرد سورج کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ ساری کہانی الف سے ے کر ی تک قطعی غلط ہے۔ زرد سورج اس طرح کام ہی نہیں کرتا جس طرح تم بتا رہے ہو۔ وہ آدمیوں کو اغوا کرنے کے بعد پوچھ گچھ کرنے کا سرے سے قائل ہی نہیں ہے۔ اگر وہ مجھے سزا دینے کا فیصلہ کر لیتا تو اس کے ایک اشارے پر پورا فائیو سٹار ہوٹل ایک دھماکے سے راکھ کا ڈھیر بن چکا ہوتا۔ اس لیے جو اصل بات ہے وہ بتا دو" ـــــ ڈسمینڈ نے ایسے لہجے میں بات کی کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈسمینڈ جس یقین سے بات کر رہا ہے۔ ایسے یقین کے بعد اس کہانی پر اصرار جاری رکھنا بے سود تھا۔

"ٹھیک ہے ڈسمینڈ میں نے تو سوچا تھا کہ تمہارا بھی بھرم رہ جائے اور میرا بھی لیکن اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو پھر سن لو کہ توصیف کو تم نے جب انکار کیا تو آغا نے تمہیں اغوا کر لیا تاکہ تم سے زرد سورج کے بارے میں تفصیلات حاصل کرے۔ ہو سکتا ہے کہ زرد سورج تمہاری پارٹی ہو لیکن اس وقت زرد سورج کی تلاش پاکیشیا اور ایکریمیا کے درمیان عزت

کامسئلہ بن چکی ہے۔ زرد سورج نے ایکریمین ایجنٹوں سے کمانڈر شیر سنگھ کے ذریعے پاکیشیا کی قیمتی دھات کے پانچ سو کیپسول آج رات آرکیالو سمگل کرانے کا سودا کیا ہے اور ہم نے یہ کیپسول اس سے واپس حاصل کرنے ہیں۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ اور تم جانتے ہو ڈسمینڈ کہ جہاں ملک کی عزت اور مفاد کی بات ہو وہاں میں اپنے باپ کی گردن کاٹنے سے بھی باز نہیں آسکتا“ ___ عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو میں نے حلف لے رکھا ہے اور ویسے بھی میرا اصول ہے کہ میں اپنی گاہک پارٹیوں کے بارے میں کسی کو کچھ بتانے سے پہلے مر جانا قبول کر سکتا ہوں اور زرد سورج میری سب سے بڑی پارٹی ہے۔ اس لئے میں مر تو سکتا ہوں لیکن زرد سورج کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اور بتا بھی دوں تب بھی تم فوری طور پر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کا پھیلایا ہوا جال اس قدر وسیع ہے کہ جب تک تم اس جال کو توڑ کر اس کے پاس پہنچو گے تب تک وہ دھات آرکیالو تو کیا وہاں سے ایکریمیا بھی پہنچ چکی ہوگی۔ اور مجھے بھی ایکریمیا سے زیادہ پاکیشیا سے ہمدردی ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں تمہیں ایسی معلومات مہیا کر دوں جس سے تم وہ مال واپس حاصل کر سکو۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تم زرد سورج کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھو گے“ ___ ڈسمینڈ نے کہا تو عمران کی

آنکھیں چمک اٹھیں۔

”مجھے اس سے کیا تعلق کہ سورج یہاں خوف سے زرد پڑ گیا ہے یا سردی سے ٹھٹھر کر نیلا ہو گیا ہے۔ مجھے تو اس قیمتی دھات کے پانچ سو کیپسولوں سے مطلب ہے۔ اور بس“ ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاغذ اور پنسل لا دو میں تمہیں اس خفیہ سٹور کا محل وقوع اور نقشہ بنا کر دے دیتا ہوں جہاں یہ مال سٹور ہے۔ اس کے بعد تم جاؤ اور تمہارا مال“ ___ ڈسمینڈ نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ جس سٹور کا نقشہ تم مجھے بنا کر دو گے مال اسی سٹور میں ہے“ ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”تمہیں شاید ڈسمینڈ کے متعلق مکمل معلومات نہیں ہیں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ کمانڈر شیر سنگھ نے زرد سورج کے ساتھ کتنی رقم میں سودا کیا ہے اور خود کتنا کمیشن رکھا ہے۔ ویسے دوسری بات یہ ہے کہ آرکیالو سمگل کئے جانے والے مال کا سٹور ایک ہی ہے۔ سب مال خفیہ طور پر اس سٹور تک پہنچا دیا جاتا ہے اور پھر وہاں سے سمگل کر دیا جاتا ہے۔ یہ سٹور کاٹاشی پہاڑیوں کے درمیان زیر زمین بنا ہوا ہے۔ اور اس کی نگرانی اور حفاظت کے لئے انتہائی سخت انتظامات ہیں لیکن میں تمہیں ایک ایسا راستہ بتا سکتا ہوں جس کا علم اس دنیا میں زرد سورج کے علاوہ صرف

مجھے ہے۔ اور مجھے بھی بس ایک اتفاق سے اس کا علم ہو گیا تھا۔ اور اس بات کا علم زرد سورج کو بھی نہیں ہے ورنہ وہ مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑتا" ــــ ڈسمینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے میں کاغذ دیتا ہوں" ــــ عمران نے کہا اور اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت اس کی نظر دروازے کے قریب ایک الماری پر پڑ گئی۔ اس نے مڑ کر الماری کے پٹ کھولے۔ اس کے اندر مختلف فائلیں موجود تھیں۔ عمران نے ایک فائل کھول کر اس میں موجود کاغذ باہر نکالا۔ یہ کاغذ فل سکیپ کا تھا لیکن اس پر تحریر آدھے سے قدرے کم پر موجود تھی۔ باقی صفحہ خالی تھا۔ عمران نے خالی حصہ پھاڑا۔ اور لا کر ڈسمینڈ کے ہاتھ میں دے دیا۔ ڈسمینڈ کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ایک بال پوائنٹ قلم موجود تھا۔ اس نے وہ قلم نکالا اور پھر اس نے اس خالی کاغذ پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ عمران غور سے اس نقشے کو دیکھ رہا تھا۔ نقشہ تیار ہو جانے کے بعد ڈسمینڈ نے تفصیل سے اس کے متعلق بتایا۔ خاص طور پر اس خفیہ راستے کے متعلق۔ اور عمران نے سر ہلا دیا اور اب اچھی طرح ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اگر بیلی کاٹ کیپسول اس اڈے میں ہوتے تو پھر وہ لازماً انہیں وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

"بہت بہت شکریہ ڈسمینڈ" ــــ عمران نے نقشہ لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں پرنس۔ تمہاری مدد کر کے مجھے خوشی ہوئی ہے" ــــ ڈسمینڈ نے قلم واپس اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی انگلی کا مڑا ہوا ہک ڈسمینڈ کی کنپٹی پر خاصی قوت سے پڑا۔ اور ڈسمینڈ چیخ مار کر کرسی سمیت پہلو کے بل دوسری طرف فرش پر جا گرا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے سکڑا اور پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"سوری ڈسمینڈ میں تمہیں اوپر لے جا کر آغا کے ساتھی اور اس کا یہ اڈہ نہ دکھانا چاہتا تھا اس لئے مجبوری تھی" ــــ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کاٹاشی پہاڑیوں کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ سارا سلسلہ انتہائی ویران اور خشک تھا۔ وہاں درخت تو ایک طرف ایک جھاڑی تک کہیں نظر نہ آتی تھی۔ سیاہ اور گہرے سرخ رنگ کے ہیبتناک پہاڑ ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور اس ویران پہاڑی سلسلے کے اندر ایک ٹیڑھے میڑھے راستے پر بند باڈی کی دو بڑی سی جیپیں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ آگے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جیکب تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر آرتھر بیٹھا ہوا تھا۔ عقب میں ایلون تھرٹی اور اس کے ساتھ آٹھ قوی ہیکل افراد موجود تھے۔ جب کہ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر اکیلا ڈرائیور تھا۔ باقی جیپ خالی تھی۔ جیکب واقعی بڑے ماہرانہ انداز میں جیپ چلاتا ہوا ٹیڑھے میڑھے اور انتہائی خطرناک

راستے پر بڑے اطمینان سے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے جیپ چلانے کا انداز ایسا تھا کہ جیسے یہ تمام راستے اسے حفظ ہوں۔ اور وہ آنکھیں بند کر کے بھی ان راستوں پر جیپ چلا سکتا ہو۔ انہیں ان پہاڑیوں میں داخل ہوتے ایک گھنٹے سے کچھ زیادہ ہی وقت گزر چکا تھا۔

"ابھی کتنا سفر اور باقی ہے جیکب" ــــ ایلون تھرٹی نے جو پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا جیکب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ بعد ہم انٹری سپاٹ پر پہنچ جائیں گے" ــــ جیکب نے جواب دیا اور ایلون تھرٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور واقعی ایک موڑ مڑتے ہی ایک اونچی چٹان کے نیچے لے جا کر جیکب نے جیپ روکی اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اترا۔ اور تیزی سے چٹان کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ چٹان کی سائیڈ سے ہو کر ایلون تھرٹی کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ لیکن تقریباً پانچ منٹ بعد وہ دیو ہیکل چٹان ایک تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ اس طرح کھل کر ایک طرف کو ہٹ گئی جیسے کوئی دروازہ کھلتا ہے۔ اور اندر ایک بہت چوڑا انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا راستہ صاف دکھائی دے رہا تھا اور ایلون تھرٹی اس راستے کو دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑ رہا تھا۔ کیونکہ اس قدر چوڑا اور بڑا راستہ ظاہر ہے کوئی عام تنظیم نہیں بنا سکتی تھی۔ اب اسے صحیح معنوں میں احساس ہو رہا تھا کہ زرد سورج کس قدر طاقتور۔ باوسائل اور منظم گروپ ہے۔

راستہ بتدریج گہرائی کی طرف جا رہا تھا۔ سرنگ بالکل سیدھی تھی۔ اس نے کہیں سے بھی موڑ نہ کاٹا تھا۔ کافی گہرائی میں جا کر ایک بار پھر راستہ پہلے جیسی بڑی چٹان سے بند نظر آ رہا تھا۔ جیکب نے جیپ اس اندرونی چٹان سے کافی پہلے روک دی۔

"باس۔ اس چٹان کے ہٹتے ہی ہم اڈے کے اندر ہوں گے۔ اور اس حصے میں زرد سورج کے انتہائی تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے مسلح افراد بھی موجود ہوں گے۔ لیکن ان کی تعداد کم ہو گی۔ لیکن وہ چونکہ اڈے کے اندر ہوں گے۔ اس لئے اگر ہم اس طرح سیدھے اندر گئے تو وہ آسانی سے ہمیں بھون ڈالیں گے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ ہم میں سے چند افراد چٹان کی سائیڈ میں چھپ جائیں اور باقی افراد جیپ میں رہیں۔ چٹان ہٹتے ہی وہ لوگ پتہ کرنے کے لئے باہر آئیں گے تو انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ جیکب نے کہا۔

"لیکن نجانے یہاں کتنے افراد موجود ہوں۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی تو ہو سکتا ہے کہ ہم بری طرح پھنس جائیں"۔۔۔ آرتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس مجھے معلوم ہے۔ سٹور کے ہر سیکشن میں چار سے زیادہ افراد نہیں ہوتے۔ اور سٹور کا ہر حصہ دوسرے سے قطعی علیحدہ ہوتا ہے۔ مخصوص دیواروں سے انہیں علیحدہ کیا

گیا ہے"۔۔۔ جیکب نے جواب دیا اور آرتھر نے سر ہلا دیا۔ پھر آرتھر، الیون تھرٹی اور دو آدمی مشین گنیں اٹھائے چٹان کی سائیڈ میں رک گئے۔ جیپوں کے ہیڈ لیمپ بجھا دیئے گئے۔ اس طرح اس پورے راستے میں گھپ اندھیرا سا چھا گیا۔ چند لمحوں تک تو انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ سب مکمل طور پر اندھے ہو گئے ہوں لیکن پھر آہستہ آہستہ ان کی نظریں اندھیرے سے مانوس ہو گئیں۔ اب انہیں سائے سے نظر آنے لگ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد گڑگڑاہٹ کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی چٹان ایک طرف ہٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی چٹان کے ہٹنے سے جو خلا پیدا ہوا۔ اس میں سے روشنی ادھر آنے لگی۔ جیپیں چونکہ چٹان سے کافی ہٹ کر کھڑی تھیں۔ اس لئے جیپوں تک یہ ہلکی سی روشنی نہ پہنچ رہی تھی۔ لیکن خلا اور اس کا ارد گرد کا علاقہ خاصا روشن ہو گیا تھا۔

"یہ راستہ کیسے کھل گیا امر سنگھ۔ یہ آواز تو راستہ کھلنے کی ہے"۔۔۔ دور سے ایک تیز آواز ابھری۔

"ہاں آؤ دیکھتے ہیں"۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی اور دو قوی ہیکل آدمی جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اس خلا سے باہر نکل آئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے الیون تھرٹی کے کئی ساتھی ان پر بیک وقت جھپٹے اور چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں فرش پر اوندھے منہ پڑے کراہ رہے تھے۔ اور ان کے جسموں پر بیک وقت دو دو آدمی چڑھے ہوئے تھے۔

"گردنیں توڑ دو"۔۔۔ جیکب نے تیز آواز میں کہا۔ اور پھر ماحول تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ ان دونوں کے جسم بری طرح پھڑکے اور پھر ساکت ہو گئے۔

"اور آدمی نہ ہوں"۔۔۔ ایلون تھرٹی نے کہا۔

"نہیں باس دو ہی ہوں گے ورنہ دوسرے اب تک پہنچ چکے ہوتے۔ آئیے"۔۔۔ جیکب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب تیزی سے جیپوں کی طرف لپک گئے۔ ان دونوں آدمیوں کی لاشیں ان کے ساتھیوں نے پہلے ہی گھسیٹ کر ایک طرف کر دی تھیں۔ چند لمحوں بعد جیپیں اس دوسرے خلا سے گزر کر آگے بڑھیں تو یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر ایک میز اور چند کرسیاں پڑی تھیں۔ میز پر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور اس چھوٹے کمرے کی سائیڈ دیوار پر ایک بڑا سا سوئچ بورڈ بھی نصب تھا۔ جس کے درمیان دو سرخ رنگ کے بلب جل رہے تھے۔ لیکن یہ کمرہ خالی تھا۔ میز پر تاش کے پتے بھی کھلے ہوئے پڑے تھے اور شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس بھی موجود تھے جو آدھے شراب سے بھرے ہوئے تھے۔

"واقعی یہی دو افراد تھے جو شراب پینے اور تاش کھیلنے میں مصروف تھے"۔۔۔ ایلون تھرٹی نے کمرے میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ہال کمرہ تو خالی ہے۔ وہ کیپسول کہاں ہیں"۔۔۔ آرتھر نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔ حالانکہ وہ باس تھا۔ لیکن اس وقت اسے اپنی پوزیشن کسی عام سے کارکن جیسی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ عملی طور پر اس ساری کارروائی کا سربراہ جیکب بنا ہوا تھا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے باس"۔۔۔ جیکب نے مطمئن لہجے میں کہا اور تیزی سے اس سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بورڈ پر جلتے ہوئے سرخ رنگ کے بلب کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ ہلکی سی گونج ہال میں پیدا ہوئی اور جلتا ہوا بلب بجھ گیا۔ بٹن دبتے ہی ہال کمرے کی جنوبی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں پر کھسک گئی اور درمیان میں کافی بڑا خلا ہو گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا کمرہ تھا۔ اور جس کے اندر لکڑی کی بے پناہ پیٹیاں پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ پیٹیوں کے اوپر مارکر سے مشین گنیں لکھا ہوا تھا۔ یہ الفاظ ہر پیٹی پر درج تھے۔ پیٹیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر دیوار کے ساتھ چنی ہوئی تھیں۔ باقی کمرہ خالی پڑا تھا۔

"یہ تو اسلحے کی پیٹیاں ہیں"۔۔۔ آرتھر۔ ایلون تھرٹی اور جیکب تینوں نے بٹن والے کمرے سے نکل کر باقاعدہ اس کمرے کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

"دوسرے کمرے میں ہوں گے۔ دو ہی کمرے انچ ہیں۔

باقی خالی ہیں ورنہ ان کے بلب بھی جل رہے ہوتے" ——
جیکب نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دوبارہ اس بٹن والے کمرے میں داخل ہو گیا جب کہ الیون تھرڈ اور آرتھر دونوں باقی ساتھیوں کے ساتھ وہیں ہال میں ہی رک گئے۔ جیکب نے پہلے والے بٹن کو دوبارہ پریس کیا تو نہ صرف جنوبی دیوار کا خلا برابر ہو گیا بلکہ بجھا ہوا بلب بھی دوبارہ جل اٹھا۔ جیکب نے اب دوسرے جلتے ہوئے بلب کے نیچے موجود بٹن پریس کیا۔ بلب بجھ گیا اور اس بار ہال کمرے کی مشرقی دیوار میں خلا پیدا ہوا۔ جیکب کمرے سے باہر آ گیا۔ الیون تھرڈ اور آرتھر اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اندر جا چکے تھے۔ اور اب حیرت سے آنکھیں پھاڑے کھڑے تھے۔ اس کمرے میں چھت تک لکڑی کی چھوٹی چھوٹی پیٹیاں بھری ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک پیٹی جو سائیڈ میں پڑی تھی کھلی ہوئی تھی۔ اور اس کے اندر خالص سونے کی سلاخیں ترتیب سے رکھی گئی تھیں۔

" اوہ اس قدر سونا۔ یہ ساری پیٹیاں سونے کی سلاخوں سے بھری ہوئی ہیں" —— آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" زرد سورج سونے کا ہی سمگلر ہے باس اور پوری دنیا میں سونے کی سمگلنگ کرنے والی بڑی بڑی تنظیموں سے اس کے رابطے ہیں" —— جیکب نے کہا۔

" لیکن وہ کیپسول وہ کہاں ہیں" —— الیون تھرڈ نے کہا۔

" اوہ باس میں سمجھ گیا۔ زرد سورج اسلحے کی سمگلنگ نہیں کرتا اور اگر یہ پیٹیاں اس کی اپنی تنظیم کی ہوتیں تو انہیں اسلحے کے مخصوص سٹور میں رکھا جاتا۔ یہاں تو صرف وہی سامان رکھا جاتا ہے جسے سمگل کیا جانا مقصود ہو۔ اور چونکہ کیپسولوں کو آج رات سمگل کیا جانا ہے اس لئے لازماً انہیں پیٹیوں میں پیک کر دیا گیا اور ان پر مشین گنوں کے الفاظ درج کر دیئے گئے۔ ان پیٹیوں میں لازماً کیپسول ہوں گے" —— جیکب نے تیز تیز لہجے میں کہا اور آرتھر اور الیون تھرڈ دونوں نے سر ہلا دیئے۔ جیکب ایک بار پھر تیزی سے دوڑتا ہوا بٹن والے کمرے میں گیا۔ چونکہ بورڈ کا سلسلہ ایسا تھا کہ جب تک ایک حصہ بند نہ ہو دوسرا کھل نہ سکتا تھا۔ اس لئے پہلے اس نے سونے کی پیٹیوں والا حصہ بند کیا اور پھر پہلے والا کھول دیا۔ اس کے بعد جب جیکب اس حصے میں پہنچا تو آرتھر اور الیون تھرڈ ایک پیٹی کی سائیڈ کی لکڑی کی پٹی کو زور لگا کر قدرے اکھاڑ چکے تھے اور دوسرے لمحے ان کے حلق سے مسرت بھری کلکاریاں نکلنے لگیں کیونکہ پیٹی میں سرخ رنگ کے دس کیپسول موجود تھے۔

" اوہ جلدی کرو یہ پیٹیاں جیپ میں لادو جلدی کرو" —— آرتھر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا جو باہر ہال میں تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان پچاس پیٹیوں کو پچھلی جیپ کے اندر

لوڈ کر دیا گیا۔ ان کے اوپر ترپال ڈال دی گئی۔ اور اس کے بعد واپسی کا سفر ہوا۔ ہال کمرہ چونکہ خاصا بڑا تھا اس لیے وہاں انہیں جیپیں موڑنے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ لیکن اس بار جیکب کیپسولوں والی جیپ کے سٹیئرنگ پر تھا اور اس کے ساتھ صرف صرف آرتھر اور الیون تھرٹی موجود تھے۔ جب کہ دوسری جیپ میں ان کے باقی ساتھی تھے۔ چند لمحوں بعد دونوں جیپیں واپس اس چوڑے سرنگ نما راستے میں پہنچ گئیں۔ جیکب نے جیپ روکی اور نیچے اتر کر وہ دوڑتا ہوا واپس اس خلا کی طرف گیا۔ جب پیٹیاں لوڈ ہو گئی تھیں تو جیکب نے بٹن والے کمرے میں جا کر اس حصے کو دوبارہ بند کر دیا تھا۔ اب وہ دوبارہ اس چٹان کو برابر کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اگر فوری طور پر چیکنگ بھی ہو جائے تو وہ نہیں الجھ جائیں۔ اور ان کے پیچھے نہ آئیں۔ چٹان برابر کر کے وہ دوبارہ جیپ میں آیا۔ اور پھر دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں اس سرنگ نما راستے سے نکل کر دوبارہ بیرونی چٹانوں میں پہنچ گئیں۔ یہاں بھی جیکب نے جیپ روکی اور پھر جا کر یہ بیرونی راستہ بھی بند کر دیا۔ اس کے بعد دونوں جیپیں تیزی سے واپس شہر کی طرف بڑھنے لگیں۔ الیون تھرٹی اور آرتھر دونوں کے چہروں پر کامیابی کی بے پناہ چمک تھی۔

"کمال کر دیا جیکب تم نے۔ کسی کو پتہ بھی نہیں چلا اور ہم کیپسول نکال لائے۔ واقعی کمال کر دیا۔ تمہیں اس کا اس قدر

بڑا انعام ملے گا کہ تمہارے تصور میں بھی نہ ہو گا"۔۔۔ آرتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ باب یہ تو میرا فرض تھا"۔۔۔ جیکب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا ہم نے سیدھا سفارت خانے جانا ہے"۔۔۔ جیکب نے کافی دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"نہیں پہلے میں سفیر سے بات کر لوں۔ صرف اُسے ہی ہمارے متعلق بریف کیا گیا ہے۔ اس لئے فی الحال ہیڈ کوارٹر چلو"۔۔۔ آرتھر نے کہا اور جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پہاڑیوں سے نکل کر جب وہ شہر کو جانے والی مین روڈ پر مڑے ہی تھے کہ ایک نوجوان اور خوبصورت عورت نے جلدی سے آگے بڑھ کر انہیں رُکنے کا اشارہ کیا۔

جیکب نے بے اختیار جیپ روک دی۔ آرتھر دوسری کھڑکی کے قریب موجود تھا۔

"کیا بات ہے میڈم"۔۔۔ آرتھر نے ادھر ادھر تشویش بھرے انداز میں نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میری کار خراب ہو گئی ہے۔ اور سڑک بالکل اکیلی ہے۔ آپ مجھے شہر تک لفٹ دے دیں"۔۔۔ لڑکی نے قریب آکر انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ٹیلر تم عقبی جیپ پر چلے جاؤ انہیں میں یہاں بٹھا لیتا ہوں"

آرتھر نے مڑ کر ٹیلر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بڑے لوفرانہ انداز میں آنکھ مار دی۔ ایون تھرٹی سمجھ گیا کہ آرتھر کی نیت لڑکی پہ خراب ہو گئی ہے۔ اُسے معلوم تھا کہ آرتھر انتہائی عیاش طبع آدمی ہے اور لڑکی گو مقامی تھی لیکن انتہائی خوبصورت تھی۔

"ٹھیک ہے سر" ـــــ ایون تھرٹی نے جواب دیا۔ آرتھر نیچے اتر کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد درمیان میں بیٹھا ہوا ایون تھرٹی اُترا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا عقبی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے مس" ـــــ آرتھر نے سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شہلا میرا نام شہلا ہے" ـــــ لڑکی نے تشکرانہ لہجے میں کہا اور جلدی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ آرتھر بھی اس کے ساتھ کھڑکی کی طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی جیکب نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"بس آپ مجھے شہر کے پہلے پٹرول پمپ پر ہی اتار دیں" ـــــ شہلا نے کہا۔

"جیسے آپ کہیں" ـــــ آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بازو شہلا کی طرف اوپر کر کے عقبی سیٹ پہ اس طرح پھیلا دیا جیسے اس کا بازو تھک گیا ہو۔ اس نے مخصوص انداز میں پچھلے ہاتھ سے جیکب

کے کندھے کو ہلا کر [illegible] کیا اور جیکب نے [illegible] ہلایا۔ دوسرے لمحے اس نے تیزی سے [illegible] جیپ کو اچانک پوری قوت سے بریک لگائے تو شہلا چیختی ہوئی اچھل کر آگے کی طرف گری۔ اس نے بڑی مشکل سے [illegible] ونڈسکرین پہ رکھ کر اپنے آپ کو ٹکرانے سے بچایا مگر اسی لمحے آرتھر کا بازو بجلی کی تیزی سے گھوم کر اس کے جسم کی طرف آیا اور پھر اسی تیزی سے سیدھی ہوتی ہوئی شہلا کے سر کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس کی انگلی کا ہک پوری قوت سے شہلا کی کنپٹی پر پڑی اور شہلا ایک بار پھر چیختی ہوئی جیکب پر گری۔ لیکن پھر جھٹکے سے سیدھی ہونے ہی لگی تھی کہ آرتھر نے دوسری ضرب لگائی اور اس بار شہلا کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں اور وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ جیکب نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔

"خاصی سخت جان لڑکی ہے۔ ورنہ عام لڑکی کے لئے تو ایک ہی ضرب کافی ہوتی" ـــــ آرتھر نے کہا۔ جیکب نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بس خاموشی سے جیپ آگے بڑھاتا گیا۔

"میں اسے پیٹیوں کے ساتھ لٹا دیتا ہوں۔ تم جیپ چلاتے رہو" ـــــ آرتھر نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر سیٹ پھلانگتا ہوا عقبی طرف گیا اور بیہوش شہلا کو کھینچ کر اس نے اُسے عقبی حصے میں پیٹیوں کے ساتھ لٹا دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اپنی سیٹ پہ آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جیپیں شہر میں داخل ہو کر ہیڈ کوارٹر کی طرف تیزی سے بڑھتی گئیں۔ آرتھر کے چہرے پر تو پہلے ہی اطمینان موجود تھا لیکن جیکب کے چہرے پر اطمینان اس وقت نمودار ہوا جب جیپ ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہو گئی۔ اُسے ہر لمحہ خطرہ تھا کہ اگر زرد سورج کو کسی طرح پہلے ہی اطلاع مل گئی تو پھر وہ کسی صورت نہ بچ سکیں گے۔ وہ زرد سورج کی طاقت سے واقف تھا۔ لیکن ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جانے کے بعد ظاہر ہے ہر قسم کا خطرہ ختم ہو گیا تھا۔

کیپسول ہیڈ کوارٹر کے تہہ خانے میں محفوظ کر دیئے گئے۔ آرتھر کے کہنے پر شہلا کو اس کے لئے مخصوص بیڈ روم پر پہنچا دیا گیا لیکن آرتھر الیون تھرٹی کے ساتھ اس کے دفتر میں آ گیا تاکہ سفیر سے بات کرے۔

"باس میری ایک تجویز ہے"۔۔۔ یکلخت الیون تھرٹی نے کہا تو ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا آرتھر چونک پڑا۔

"کیسی تجویز"۔۔۔ اس نے مڑ کر الیون تھرٹی سے پوچھا۔

"باس کیپسولوں کو فوراً سفارت خانے نہ پہنچایا جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔ الیون تھرٹی نے کہا۔

"کیوں کیا بات ہے کھل کر بتاؤ"۔۔۔ آرتھر نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پوری طرح الیون تھرٹی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"باس انتھونی کو لازماً آج کسی بھی وقت یہ اطلاع مل جائے گی کہ زرد سورج کے سٹور سے کیپسول پر اسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں۔ اور اگر ہم نے فوراً کیپسول سفارت خانے پہنچا دیئے تو پھر باس انتھونی کو یہ شک ہو سکتا ہے کہ یہ سارا کھیل ہم نے کھیلا ہے۔ اس لئے ہماری پوزیشن بجائے اچھی ہونے کے مزید خراب ہو جائے گی۔ کیپسول یہاں ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ اس لئے انہیں ایک دو روز یہیں رہنے دیں۔ باس انتھونی ظاہر ہے یہ اطلاع ملنے کے بعد بری طرح سٹپٹا جائے گا اور ہمیں اطلاع دے گا۔ پھر ہم یہی ظاہر کریں گے کہ ہم انہیں حاصل کرنے کے لئے حرکت میں آ گئے ہیں۔ اس کے بعد ہم انہیں جب سفارت خانے پہنچائیں گے تو یہی سمجھا جائے گا کہ ہم نے انتہائی جدوجہد کر کے ناکام ہوتے ہوئے مشن کو دوبارہ کامیاب کر دیا ہے"۔۔۔ الیون تھرٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور آرتھر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"تمہاری تجویز ٹھیک ہے لیکن کہیں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس درست راستے پر نہ چل پڑے۔ مجھے سب سے زیادہ اسی سے خطرہ ہے"۔۔۔ آرتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ابھی یہ سوچ کر مطمئن ہو گی کہ مشن تو ایک ہفتے بعد مکمل ہونا ہے۔ دوسرا پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارا ہیڈ کوارٹر کسی طرح بھی ٹریس نہیں کر سکتی۔ اور ہم نے اب حرکت میں آنا ہی نہیں"۔۔۔ الیون تھرٹی نے کہا۔

"او۔کے ٹھیک ہے۔ اچھی تجویز ہے۔ بہرحال تم اب ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے پوری طرح ہوشیار رہنا"—— آرتھر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"—— ایون تھرنڈ نے بھی احتراماً کرسی سے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اب بیڈ روم جا رہا ہوں اس لئے مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے"—— آرتھر نے لوفرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور ایون تھرنڈ نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ آرتھر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دو بڑی کاریں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کی حدود سے نکل کر اس سڑک پر آگے بڑھ رہی تھیں جہاں سے ایک سائیڈ روڈ کاٹاشی کی پہاڑیوں کے اندر کی طرف جاتی تھی۔ اپ لینڈ کا دارالحکومت آرکیالو کی تقریباً سرحد پر ہی تھا۔ درمیان میں صرف وہی کاٹاشی پہاڑیوں والا طویل اور بظاہر ناقابل عبور سلسلہ موجود تھا۔ لیکن کاٹاشی پہاڑیوں کی طرف جانے والا راستہ شہر سے کافی فاصلے پر تھا۔ آگے والی کار میں سٹیئرنگ پر آغا خود تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ توصیف تھا۔ پچھلی سیٹوں پر آغا کے تین مسلح ساتھی تھے۔ جب کہ پچھلی کار میں عمران۔ صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ ان کاروں سے کافی پیچھے ایک بند باڈی کی بڑی سی جیپ تھی جس میں انہوں نے یہ کیپسول لوڈ کرنے تھے۔ جیپ کو کافی فاصلے پر رکھا گیا تھا تاکہ

اس پر کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ چونکہ آغا اور توصیف دونوں ان کاناشی پہاڑیوں سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے ان کی کار آگے تھی۔ ڈسمینڈ نے جو خفیہ راستہ بتایا تھا وہ درحقیقت اس قدر محفوظ تھا کہ بظاہر انہیں کسی رکاوٹ کے پیش آنے کا کوئی خدشہ نہ تھا۔ لیکن پھر بھی وہ سب بیحد محتاط تھے۔ رات اب ڈھلنے والی تھی لیکن ابھی اس قدر نہ تھی کہ انہیں ہیڈ لیمپ جلانے پڑتے۔

آغا اور توصیف دونوں اپنے اپنے خیالوں میں مستغرق تھے کہ آغا نے کار کی رفتار بائی روڈ نزدیک آنے کی وجہ سے آہستہ کی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سائیڈ روڈ پہ کار کو موڑتا اچانک توصیف چیخ پڑا۔

"اوہ اوہ شہلا کی کار کھڑی ہے۔ یہ یہاں کیوں کھڑی ہے" —— توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گھومنے پھرنے آئی ہوگی" —— آغا نے کار موڑتے ہوئے کہا۔

"آغا۔ رک جاؤ ایک منٹ میرا دل کہہ رہا ہے کہ شہلا کو کوئی حادثہ پیش آگیا ہے" —— توصیف نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔ چونکہ آغا شہلا کے بارے میں توصیف کے جذبات سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اس نے کار سائیڈ پر کر کے روک دی۔ توصیف تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر اترا ہی تھا کہ عقبی کار کی کھڑکی سے سر نکال کر عمران نے

کار رکنے اور اس کے اترنے کی وجہ پوچھی۔

"شہلا کی کار کھڑی ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ کوئی گڑبڑ ہے" —— توصیف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بے تحاشا دوڑتا ہوا موڑ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ شہلا کی کار کے قریب پہنچ گیا۔ کار خالی تھی۔ اس نے ادھر ادھر تیزی سے نظریں دوڑائیں لیکن ہر طرف ویرانی تھی۔ شہلا کہیں نظر نہ آرہی تھی۔ اسی لمحے عمران بھی اس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا ہوا" —— عمران نے توصیف کے چہرے پر موجود وحشت اور پریشانی دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ شہلا کی کار کھڑی ہے۔ اس ویرانے میں اور وہ خود موجود نہیں ہے" —— توصیف نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"اس میں اس قدر گھبرانے کی کیا بات ہے۔ کار خراب ہو گئی ہوگی اور شہلا کسی سے لفٹ لے کر شہر چلی گئی ہوگی" —— عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ شہلا کسی شدید خطرے میں گھر گئی ہے" —— توصیف نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"او۔ کے پھر تم یہیں رک کر شہلا کو تلاش کرو۔ ہم جا رہے ہیں واپسی میں تمہیں لے لیں گے" —— عمران نے اس کی پریشانی دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم تم مگر عمران صاحب مشن" —— توصیف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اس نے سمجھا تھا کہ عمران یہ بات ناراض ہو کر کہہ رہا ہے۔

"میں طنزیہ نہیں کہہ رہا۔ ایک آدمی کے کم ہو جانے سے مشن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ویسے بھی تمہاری حالت اب ایسی ہے کہ تم اطمینان سے مشن پر کام بھی نہ کر سکو گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ کوئی گڑبڑ ہو۔ اس لئے تم یہیں رکو اور اسے تلاش کرو" —— عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آغا کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ توصیف پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتا وہیں کھڑا رہا۔ اس کا ذہن گو اس بات پر سخت پریشان ہو رہا تھا کہ اس نے مشن پر ساتھ نہ جا کر زیادتی کی ہے۔ لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کا دل اس بے طرح دھڑک رہا تھا کہ جیسے ابھی آئندہ کسی لمحے اس پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ اور پھر جب دونوں کاریں تیزی سے آگے بڑھ گئیں اور پیچھے آنے والی جیپ بھی آگے بڑھ گئی تو توصیف نے کار کا دروازہ کھولا اور سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک ماسٹر کی نکالی اور اسے اگنیشن میں ڈال کر کار سٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔ چند لمحوں تک تو انجن خالی گھرر گھرر کرتا رہا۔ لیکن پھر ایک جھٹکے سے سٹارٹ ہو گیا۔ اور انجن سٹارٹ ہوتے ہی توصیف کا دل بری طرح دھڑک اٹھا۔ کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ کار

تو خراب نہ تھی۔ پھر شہلا کیوں اسے چھوڑ کر چلی گئی۔ کار درست ملنے پر اسے یقین ہو گیا کہ شہلا از خود کہیں نہیں گئی بلکہ اسے زبردستی اغوا کیا گیا ہے۔ لیکن کون اسے اغوا کر سکتا ہے اور کیوں۔ ان سوالوں کے جواب اس کے پاس نہ تھے۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک اٹھا۔ اس نے کچھ دور پیچھے سڑک کے کنارے ایک خیمہ لگا ہوا دیکھا۔ جس کے ساتھ چند کرسیاں بھی موجود تھیں اور ان پر دو آدمی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک گیس لیمپ جل رہا تھا۔ توصیف تیزی سے دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب جا کر اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ گیس کمپنی کے آدمی تھے۔ سڑک کے کنارے گیس پائپ کے جوڑ کو درست کرنے کے لئے یہاں خیمہ لگائے ہوئے تھے۔

"تم نے اس کار کی مالک لڑکی کو دیکھا ہے" —— توصیف نے قریب جا کر ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ ان کی کار خراب ہو گئی تھی۔ وہ ہمارے پاس آئیں تھیں کہ شاید ہم میں سے کوئی کار ٹھیک کر دے۔ لیکن ہمیں کچھ معلوم نہ تھا۔ البتہ ہم نے جا کر کار کو دھکے ضرور دیئے۔ لیکن کار ٹھیک نہ ہوئی تو انہوں نے ہمیں واپس بھیج دیا۔ پھر دو بڑی بڑی بند باڈی کی جیپیں کاماشی پہاڑیوں کی طرف سے اس سڑک پر آئیں تو ان محترمہ نے انہیں رکوایا اور پھر آگے والی جیپ میں سے ایک آدمی اتر کر پچھلی جیپ میں بیٹھ گیا۔

اور وہ محترمہ پہلے والی جیپ پر بیٹھ گئیں اور جیپیں شہر کی طرف چلی گئیں" ۔۔۔ اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر کار تو درست ہے۔ میں نے اسے سٹارٹ کیا ہے" ۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"درست ہے۔ مگر اس وقت تو سٹارٹ ہی نہ ہو رہی تھی" ۔۔۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیپوں میں کون آدمی تھے" ۔۔۔ توصیف نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"ہمیں تو معلوم نہیں جناب۔ ویسے فوجی لگتے تھے" ۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا تو توصیف بے اختیار چونک پڑا۔

"فوجی۔ مگر فوجی بند باڈی کی جیپوں میں کاٹاشی پہاڑیوں میں کیا کرنے گئے تھے" ۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب یہ تو ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ویسے وہ یونیفارم میں تو نہ تھے۔ لیکن ان کے قد و قامت اور چال ڈھال سے کہہ رہا ہوں کہ وہ فوجی لگتے تھے" ۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔ توصیف کو کم از کم اتنا تو اطمینان ہو گیا تھا کہ شہلا اپنی مرضی سے جیپ میں سوار ہو کر گئی ہے۔ اُسے اغوا نہ کیا گیا ہے۔ لیکن نجانے کیا بات تھی کہ اس کے دل میں ابھی تک ایک نامعلوم سے خطرے کی دھڑک باقی تھی۔

"جیپیں بھی فوجی تھیں" ۔۔۔ توصیف نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں جناب عام سی جیپیں تھیں۔ البتہ بند باڈی کی اور بڑی تھیں" ۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"جگجیت۔ میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ پچھلی جیپ کی سائیڈ کھڑکی سے مجھے مشین گن کی نال نظر آئی تھی۔ لیکن تم مان ہی نہیں رہے۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ مجھے نظر آئی تھی۔ اور اسی لئے میں نے تمہیں کہا تھا کہ مس صاحبہ کو ان لوگوں کے ساتھ نہ جانا چاہیئے تھا۔ صاحب مس صاحبہ آپ کی عزیز تھیں" ۔۔۔ دوسرا آدمی جو اب تک خاموش تھا۔ یکلخت بول پڑا۔

"ہاں میری منگیتر ہے۔ کیا واقعی تم نے مشین گن دیکھی تھی" ۔۔۔ توصیف اس دوسرے آدمی کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"ہاں جناب جب جیپ موڑ سے گھومی تھی تو میں نے ایک گن کی نال دیکھی تھی۔ میں فوج میں ملازم رہا ہوں جناب اس لئے ایسے اسلحے کو اچھی طرح پہچانتا ہوں" ۔۔۔ دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"میں کچھ کہہ نہیں سکتا جناب۔ رام داس بھی اس وقت ادھر دیکھ رہا تھا میں تو روشنی کے لئے گیس لیمپ میں تیل ڈال رہا تھا" ۔۔۔ پہلے آدمی نے کہا۔

"اچھا ان جیپوں کے نمبر یا کوئی نشانی تاکہ میں چیک کر سکوں" ——— توصیف نے کہا۔

"جی نمبر تو اتنی دور سے ہمیں نظر نہ آسکتے تھے۔ البتہ جناب پچھلی جیپ کی ایک نشانی مجھے یاد ہے۔ اگر واقعی یہ کوئی نشانی ہے۔ جیپ کے عقب میں لگے ہوئے ٹائر کے اوپر جو کور چڑھا ہوا تھا اس پر ببر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی اور شیر کے منہ والا حصہ پھٹا ہوا تھا" ——— اس سابقہ فوجی نے کہا اور توصیف کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"شکریہ دوست پھر ملاقات ہوگی" ——— توصیف نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔ مشین گن کی نال والی بات سامنے آنے سے پہلے وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ جذباتی ہو کر مشن چھوڑ دیا۔ لیکن اب مشین گن والی بات سامنے آتے ہی اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ بے چینی اور جذباتیت یقیناً قدرت کی طرف سے اس کے دل میں پیدا کی گئی ہے۔ ورنہ وہ عام حالات میں آج سے پہلے کبھی اتنا جذباتی نہ ہوا تھا۔ کاٹاشی پہاڑیوں کی طرف سے بڑی بند جیپوں کے آنے اور مسلح افراد کی موجودگی سے اس نے یہی نتیجہ نکالا تھا کہ یہ جیپیں یقیناً زرد سورج کے سمگلر افراد کی ہوں گی۔ اور وہ جانتا تھا کہ ایسے بدمعاش لوگ لازماً شہلا پر بری نظر ڈالیں گے۔ اس لئے اب وہ ان جیپوں تک ہر صورت میں پہنچنا چاہتا تھا۔ تاکہ پوری طرح شہلا

کی طرف سے اسے تسلی ہو جاتے۔ کار چونکہ پہلے بھی سٹارٹ ہو چکی تھی۔ اس لئے اس بار وہ فوراً ہی سٹارٹ ہو گئی۔ اور توصیف نے کار تیزی سے شہر کی طرف دوڑانی شروع کر دی۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو اچانک اسے ایک خیال آگیا اور وہ اب اپنے آپ پر غصہ کھانے لگا کہ اس نے ان آدمیوں سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ شہلا کو جیپ پر بیٹھ کر گئے ہوئے کتنی دیر ہو گئی ہے۔ لیکن ظاہر ہے اب اتنا لمبا سفر کر لینے کے بعد صرف یہ پوچھنے کے لئے جانا بیکار تھا۔ توصیف کو معلوم تھا کہ آغا کے خاص آدمی شہر میں مختلف خاص جگہوں پر تعینات ہیں۔ اور ان کی خاص نشانی بھی اسے معلوم تھی کہ وہ سب لوگ اپنے دائیں کان میں سرخ رنگ کا چھوٹا سا رنگ پہنتے ہیں۔ یہاں اب لینڈ میں ایسے رنگ پہننے کا فیشن سا تھا۔ اس لئے یہ بات عجیب یا منفرد نہ لگتی تھی۔ لیکن آغا نے سرخ رنگ کو اپنی نشانی بنایا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی اسے ایک پٹرول پمپ نظر آیا اس نے کار اس پٹرول پمپ کی طرف موڑ دی۔ کیونکہ کار کی ٹنکی آدھی سے زیادہ خالی تھی اور توصیف کی یہ شروع سے عادت تھی کہ وہ ٹنکی آدھی خالی ہوتے ہی اسے ہر صورت میں دوبارہ بھرواتا تھا۔ اس طرح اسے ایک ذہنی اطمینان سا رہتا تھا کہ کسی وقت اچانک کسی مصروفیت کی وجہ پٹرول کا مسئلہ نہ بن جائے اس نے کار پٹرول پمپ کے سامنے روکی۔ جہاں ایک نوجوان

لڑکا پٹرول بھرنے میں مصروف تھا۔ توصیف سے پہلے دو گاڑیاں موجود تھیں اس لئے توصیف کار سے نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا اور پھر جیسے ہی لڑکا پٹرول بھر کر سیدھا ہوا توصیف چونک پڑا۔ کیونکہ لڑکے کے کان میں سُرخ رنگ صاف نظر آ رہا تھا۔

دوسری گاڑی میں پٹرول بھر لینے کے بعد جب لڑکا توصیف کی طرف متوجہ ہوا تو توصیف نے اسے ٹنکی فل کرنے کے لئے کہا۔ چونکہ توصیف کے بعد کوئی دوسری گاڑی پٹرول بھروانے کے لئے موجود نہ تھی۔ اس لئے توصیف اطمینان سے کھڑا رہا۔ ٹنکی فل کروانے کے بعد اس نے اُسے رقم دی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بعد میں اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔

"مس شہلا آپ کی کیا لگتی ہیں جناب"۔۔۔ لڑکے نے رقم لیتے ہوئے کہا تو توصیف بری طرح چونک پڑا۔

"کیا مطلب"۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ گاڑی مس شہلا کی ہے وہ اکثر یہیں سے پٹرول لیتی ہیں جناب"۔۔۔ لڑکے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ ویسے آغا کے آدمی کو واقعی اس قدر ہوشیار ہونا چاہیئے۔ میرا نام توصیف ہے"۔۔۔ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار چونکنے کی باری لڑکے کی تھی۔

"آپ۔ مگر آپ کی شکل"۔۔۔ لڑکے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ توصیف نے مختصر سا جواب دیا تو لڑکا سر ہلانے لگا۔

"سنو یہاں سے کافی دور پیچھے مجھے یہ گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی ملی ہے۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ شہلا ایسی جیپ میں بیٹھ کر گئی ہے جس میں مسلح افراد موجود تھے۔ یہ دو بڑی اور بند باڈی کی جیپیں تھیں۔ جن میں سے ایک جیپ کے عقبی ٹائر پہ کور چڑھا ہوا تھا۔ اس کور پہ ببر شیر کی تصویر تھی اور اس کا منہ والا حصہ پھٹا ہوا تھا۔ کیا تم نے انہیں دیکھا ہے"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن سڑک سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے تقریباً پون گھنٹہ قبل دونوں جیپیں گزری ہیں لیکن جناب مس شہلا اگر ان میں ہوتیں تو وہ لازماً یہاں اتر جاتیں۔ یہاں تو ورک شاپ بھی ہے۔ اور فون بھی۔ انہیں آگے جانے کی کیا ضرورت تھی"۔۔۔ لڑکے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور توصیف کی آنکھوں میں مزید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"پون گھنٹہ پہلے۔ اوہ پھر تو انہیں ڈھونڈھنا مشکل ہو جائے گا"۔۔۔ توصیف نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کوئی مشکل نہیں جناب۔ آیئے میرے ساتھ"۔۔۔ لڑکے نے کہا تو توصیف چونک پڑا۔

"کہاں۔ کیسے تلاش کرو گے"۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ آیئے تو سہی" ـــ لڑکے نے کہا اور توصیف کو ساتھ لیتے ہوئے ایک چھوٹے کمرے میں آ گیا۔ یہاں فون موجود تھا۔ لڑکے نے فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیفے گرین" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"صالح سے بات کرائیں۔ میں اسلم بول رہا ہوں۔ اس کا دوست" ـــ لڑکے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد فون پر ایک اور آواز ابھری۔

"یس۔ صالح بول رہا ہوں" ـــ بولنے والے کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"اسلم بول رہا ہوں۔ اے ایکس ایون۔ توصیف صاحب میرے پاس موجود ہیں۔ مس شہلا کی کار کاٹاشی پہاڑیوں کی طرف جانے والی سڑک پر خراب ہو گئی تھی اور مس شہلا دو بند باڈی اور بڑی جیپوں میں سے ایک پر بیٹھ کر گئی ہیں۔ توصیف صاحب ان جیپوں کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے۔ دونوں لینڈ کروزر جیپیں ہیں۔ ان میں سے ایک کا نمبر آر۔ ٹی۔ وائی تھری تھاؤزنڈ ہے۔ فوری طور پر تلاش کریں اور مجھے بتائیں تاکہ توصیف صاحب کو اطمینان ہو سکے۔ میں ایون تھرٹی پوائنٹ

پر موجود ہوں" ـــ اسلم نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اسلم نے ریسیور رکھ دیا۔

"توصیف صاحب۔ ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ہمارے گروپ کے آدمی مخصوص جگہوں پر ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ آپ کار ایک سائیڈ پر کر لیں اور یہاں بیٹھ جائیں" ـــ لڑکے نے کہا اور توصیف سر ہلاتا ہوا باہر نکل آیا۔ آغا کے اس سیٹ اپ کا اسے علم تو تھا لیکن کبھی اسے تفصیل میں جانے کا موقع نہ ملا تھا اور نہ اسے کبھی اس کی ضرورت پیش آئی تھی۔ ویسے اب وہ سوچ رہا تھا کہ وہ آغا سے اس کی پوری تفصیل ضرور معلوم کرے گا۔

کار ایک طرف پارک کر کے وہ واپس اس کمرے میں آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ اسلم پمپ پر آنے والی گاڑیوں میں پٹرول بھرنے میں مصروف تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور توصیف نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ توصیف نے کہا۔

"یہاں پمپ بوائے اسلم ہو گا اس سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست صالح بول رہا ہوں" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"وہ پٹرول بھرنے میں مصروف ہے۔ میں توصیف بول

رہا ہوں"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"اوہ اچھا توصیف صاحب ان جیپوں کے متعلق رپورٹ مل گئی ہے۔ دونوں جیپیں ارشاد کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھانوے میں جاتی دیکھی گئی ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس قدر جلدی رپورٹ کیسے مل گئی"۔۔۔ توصیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب میں نے خصوصی کال تمام پوائنٹس پر کر دی تھی۔ ارشاد کالونی میں چائے کے ایک ہوٹل میں ہمارا آدمی موجود ہے۔ اس نے ابھی رپورٹ دی ہے کہ وہ کالونی کے ایک رہائشی کوٹھی سے ہوٹل کی رقم لے کر واپس آ رہا تھا کہ اس نے ان دونوں جیپوں کو کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا"۔۔۔ صالح نے جواب دیا۔

"او کے تھینک یو"۔۔۔ توصیف نے کہا اور ریسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر دوسرے لمحے وہ پھر بیٹھ گیا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ وہ شہلا کی رہائش گاہ پر فون کر کے پوچھ لے۔ کہیں وہ گھر پہنچ چکی ہو اور وہ خواہ مخواہ ان جیپ والوں کے پیچھے بھاگتا رہے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی"۔۔۔ دوسری طرف سے شہلا کی ملازمہ کی آواز سنائی دی۔

"توصیف بول رہا ہوں شہلا موجود ہے"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"نہیں صاحب۔ وہ تو کافی دیر سے کار لے کر گئی ہوئی ہیں۔ ابھی تک واپس نہیں آئیں"۔۔۔ ملازمہ نے جواب دیا اور توصیف نے اچھا کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے اسلم بھی فارغ ہو کر اندر آگیا۔

"کال آئی ہے صالح کی"۔۔۔ اسلم نے پوچھا۔

"ہاں معلوم ہو گیا ہے۔ ارشاد کالونی کی ایک کوٹھی میں گئی ہیں۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ بیحد شکریہ میں آغا سے تمہارے تعاون کی تعریف کروں گا"۔۔۔ توصیف نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"جی شکریہ۔ یہ تو ہمارا فرض ہے"۔۔۔ اسلم نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف اس سے مصافحہ کر کے تیزی سے کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شہلا کی کار میں بیٹھا انتہائی تیز رفتاری سے ارشاد کالونی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ارشاد کالونی جانے کے لئے اس نے ایک شارٹ کٹ استعمال کیا تھا۔ اس لئے پچیس تیس منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد اس کی کار کالونی میں داخل ہو رہی تھی۔ حالانکہ ارشاد کالونی شہر کی دوسری سمت پر تھی۔ اور اگر وہ عام راستے سے جاتا تو اسے لازماً ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگ ہی جاتا۔

کوٹھی نمبر اٹھانوے مین روڈ پر ہی تھی۔ خاصی بڑی اور جدید انداز کی کوٹھی تھی۔ اس کا سیاہ رنگ کا بڑا سا پھاٹک بند

تھا۔ توصیف نے کار آگے جا کر موڑی اور پھر اُسے ایک سائیڈ پر لگا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی سائیڈ پر جانے والی گلی میں داخل ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اُسے خیال آیا تھا کہ وہ پھاٹک کھلوا کر اندر جاتے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اس سابقہ فوجی کی بات اس کے ذہن میں آ گئی تھی کہ اس نے مشین گن دیکھی ہے۔ اور مشین گن کی نال ظاہر ہے کسی عام آدمی کے پاس نہیں ہو سکتی۔ لازماً یہ لوگ سمگلر یا جرائم پیشہ ہوں گے۔ عقبی طرف بھی ایک گلی تھی اور گلی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ توصیف نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے دوڑ کر جمپ لگایا اور اچھل کر دیوار کی منڈیر پر دونوں ہاتھ رکھے اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر چڑھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم دیوار پر رہا دوسرے لمحے وہ نیچے کود گیا۔ لیکن جیسے ہی اس کے پیروں نے زمین پکڑی۔ اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی وجہ سے نیچے زمین پر گرا ہی تھا کہ اُسے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا طاقتور کرنٹ گزر رہا ہو۔ اور پھر ذہن پر تاریک پردہ کھنچتا چلا گیا۔

آرتھر جب اپنے بیڈ روم میں پہنچا تو مقامی لڑکی جس نے اپنا نام شہلا بتایا تھا۔ اس کے بیڈ پر اسی طرح بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ آرتھر مسکراتے ہوئے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ لباس وغیرہ تبدیل کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد لباس تبدیل کر کے وہ ڈریسنگ روم سے باہر آ گیا۔ اور پھر بیڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ شہلا حالانکہ بیہوش پڑی ہوئی تھی لیکن اس کے چہرے پر حوروں جیسی خصوصیت تھی۔

"ایسی ایسی خوبصورت لڑکیاں مشرق میں ہی نظر آتی ہیں"۔۔۔ آرتھر نے دل ہی دل میں کہا اور پھر اس نے لڑکی کو زور زور سے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اسے اس وقت تک جھنجھوڑتا رہا جب تک اُسے ہوش نہ آ گیا۔ لڑکی کے ہوش میں آتے ہی آرتھر اطمینان سے مڑا۔ اور ایک طرف موجود الماری کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اور اس میں سے شراب کی ایک بڑی بوتل اور دو گلاس نکال کر جب وہ دوبارہ واپس مڑا تو اس نے لڑکی کو بیڈ پر بیٹھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پایا۔

"کمرہ پسند آیا شہلا۔ فکر نہ کرو میں بھی تمہیں پسند آؤں گا اور تم بھی تمہاری پسند کی دوں گا" ـــــ آرتھر نے بڑے لوفرانہ انداز میں کہا اور بیڈ کی سائیڈ پر موجود بوتل اور گلاس رکھنے لگا۔

"کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو" ـــــ لڑکی نے متوحش لہجے میں کہا۔

"میرا نام آرتھر ہے اور سچی بات یہ ہے کہ تم مجھے پسند آ گئی ہو۔ ورنہ تو شاید میں تمہیں لفٹ ہی نہ دیتا" ـــــ آرتھر نے کرسی پر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو تم مجھے بیہوش کر کے یہاں لے آئے ہو۔ اور تم مجھے پسند آؤ گے۔ ٹھیک ہے واقعی تم مجھے پسند آ رہے ہو" ـــــ شہلا نے یکلخت ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور بیڈ سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظریں دروازے کی طرف تھیں۔

"اگر تمہارا خیال ہے کہ تم یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاؤ گی تو ایسا سوچنا بند کر دو۔ ویسے یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے اور مخصوص میکنزم سے کھلتا ہے۔ البتہ تم تعاون کرو تو کل صبح میں تمہیں خود جہاں تم کہو چھوڑ آؤں گا" ـــــ آرتھر

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا اس دروازے سے باہر دوسرے آدمی بھی موجود ہیں" ـــــ شہلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آدمی۔ محترمہ شہلا یہ پوری کوٹھی مسلح افراد سے بھری ہوئی ہے۔ اور آدمی بھی ایسے جو آدمی کو مکھی کی طرح مسل دیتے ہیں" ـــــ آرتھر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم کوئی مجرم ہو۔ شکل و صورت سے تو ایسے نہیں لگتے" ـــــ شہلا نے حیران ہو کر کہا۔ ویسے اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ہرگز موجود نہیں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ایسے ماحول کی عادی ہو۔

"مجرم۔ ارے نہیں مس شہلا مجرم تو انتہائی گھٹیا لوگ ہوتے ہیں۔ میں تو سرکاری آدمی ہوں۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ دوسرے ملک میں جا کر ہمیں کام مجرموں جیسے کرنے پڑتے ہیں۔ آؤ بیٹھو مجھے خوشی ہے کہ تم نے عام مقامی لڑکیوں کی طرح رونا پیٹنا یا چیخنا چلانا شروع نہیں کر دیا۔ آؤ تمہیں شراب پلاؤں۔ یہ خصوصی شراب ہے۔ اس کا نشہ سر پر چڑھ کر بولتا ہے" ـــــ آرتھر نے شراب کی بوتل کھول کر اپنا گلاس بھرتے ہوئے کہا اور شہلا سر ہلاتی ہوئی بڑے اطمینان سے بستر کی طرف بڑھ گئی۔

"کون سی شراب ہے" ـــــ شہلا نے قریب جا کر کہا۔ اور آرتھر کے ہاتھ سے بوتل لے کر اُسے دیکھنے لگی۔

"یہ وہسکی ہے" ___ آرتھر نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اچھا واہ۔ بوتل بھی اچھی ہے۔ خاصی مضبوط لگتی ہے" ___ شہلا نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مضبوط بوتل واقعی پوری قوت سے کرسی پر بیٹھے آرتھر کے سر پہ پڑی اور آرتھر کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اس نے تڑپ کر اٹھنا ہی چاہا تھا کہ شہلا کا بازو ایک بار پھر پہلے سے بھی زیادہ رفتار سے گھوما اور اس بار بوتل کی ضرب اس قدر زوردار تھی کہ بوتل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے گر گئی اور بوتل میں موجود شراب آرتھر کے جسم پر بہنے لگی۔ جب کہ آرتھر کے سر پہ ایک بڑا سا گومڑ ابھر آیا اور وہ وہیں کرسی پر ہی ڈھلک گیا تھا۔

"واقعی بڑی مضبوط بوتل ہے" ___ شہلا نے بڑے زہرخند لہجے میں کہا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اس الماری کی طرف بڑھ گئی جس میں سے آرتھر نے شراب نکالی تھی۔ اس نے الماری کھولی۔ اس کے اوپر والے دو خانوں میں واقعی شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں لیکن نچلے خانے میں چھوٹا اسلحہ اور رسیوں کا ایک بنڈل موجود تھا۔ شہلا نے رسی کا بنڈل اٹھایا اور اسے لا کر اس نے بیڈ پر رکھا اور پھر آرتھر کو بازو سے پکڑ کر اس نے گھسیٹ کر فرش پر بچھے قالین پہ ڈالا۔ اور پھر اس کے دونوں بازو عقب میں کر کے

اس نے انہیں رسیوں سے باندھ دیا اور پھر پیر باندھنے شروع کر دیئے۔ وہ بڑے اطمینان سے یہ سب کچھ کر رہی تھی۔ ہاتھ اور پیر باندھنے کے بعد وہ دوبارہ الماری کی طرف مڑی۔ اس نے الماری میں موجود ایک مشین پسٹل اور ایک تیز دھار خنجر اٹھایا اور واپس آ کر وہ اطمینان سے قالین پر اس طرح چوکڑی مار کر بیٹھ گئی جیسے کوئی جادوئی عمل کرنے کے لئے تیاری کر رہی ہو۔ مشین پسٹل کو اس نے نال سے پکڑا اور اس کا دستہ زور سے آرتھر کے جبڑے پر دے مارا۔ دو تین بھرپور ضربیں لگتے ہی آرتھر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اس کی ناک اور منہ سے خون کے قطرے رس آئے تھے۔ جبڑا زخمی ہو گیا تھا۔ لیکن شہلا نے بڑے اطمینان سے مشین پسٹل ساتھ رکھا۔ اور تیز دھار خنجر ہاتھ میں لے لیا۔ اسی لمحے آرتھر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس نے لاشعوری طور پہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہونے اور دونوں گھٹنے اکٹھے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ کر بیٹھنے میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔

"تو تمہارا نام آرتھر ہے اور تم غیر ملکی ایجنٹ ہو۔ شکل و صورت سے ایکریمی لگتے ہو۔ اس لئے ظاہر ہے ایکریمین ایجنٹ ہو گے" ___ شہلا نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تت تت تم کون ہو۔ میں تو تمہیں عام سی مقامی لڑکی

سمجھا تھا" ۔۔۔ آرتھر نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں عام سی لڑکی ہی ہوں گھبراؤ نہیں۔ لیکن اپ لینڈ میرا ملک ہے۔ میرا وطن ہے۔ اس لئے میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی غیر ملکی ایجنٹ میرے ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے" ۔۔۔ شہلا نے اُسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا اطمینان اور تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم عام لڑکی نہیں ہو۔ تم یقیناً اپ لینڈ سیکرٹ سروس کی رکن ہو گی۔ لیکن سنو میں حلف سے کہتا ہوں کہ ہمارے مشن کا اپ لینڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم تو اپ لینڈ حکومت کی طرف سے اس کی انتہائی قیمتی دھات ٹیٹون کو پاکیشیائی ایجنٹوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ سُنو۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے تم سے زیادتی کی کوشش کی" ۔۔۔ آرتھر نے جلدی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری بات مان ہی نہیں سکتی۔ اپ لینڈ اور پاکیشیا کے درمیان بہترین دوستانہ تعلقات ہیں۔ اس لئے تم جو کچھ کہہ رہے ہو سراسر جھوٹ ہے اور مجھے فطری طور پر جھوٹ سے بے پناہ نفرت ہے۔ اس لئے میں تمہیں صرف ایک منٹ دے سکتی ہوں کہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ ایک منٹ گزرنے کے بعد یہ خنجر حرکت میں آ جائے گا۔ گو میں نے کبھی کسی انسان کو تکلیف پہنچانے کے بارے میں سوچا

تک نہیں لیکن غیر ملکی ایجنٹوں کو سرے سے انسان نہیں سمجھتی" ۔۔۔ شہلا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں مس شہلا" ۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ہولناک چیخ نکل گئی۔ کیونکہ شہلا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوری قوت سے تیز دھار خنجر اس کے بازو میں اتار دیا تھا۔ آرتھر کا جسم بری طرح تڑپنے لگا۔ شہلا نے جلدی سے خنجر کھینچا اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹ گئی۔

"ارے ارے تڑپ کر میرے کپڑے خراب کرنا چاہتے ہو احمق آدمی۔ اچھے غیر ملکی ایجنٹ ہو۔ میں نے تو سُنا تھا کہ غیر ملکی ایجنٹ بڑے بہادر ہوتے ہیں۔ ان کی ہڈیاں بھی توڑ دو تو سسکی بھی نہیں لیتے" ۔۔۔ شہلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور خنجر ایک طرف رکھ کر اس نے کرسی اٹھائی اور اسے فرش پر تڑپتے ہوئے آرتھر کے قریب رکھ کر اس پر بیٹھ گئی۔ خنجر اس نے ایک بار پھر اٹھا لیا تھا۔

"اب ٹھیک ہے۔ اب تم جتنا چاہو تڑپ سکتے ہو" ۔۔۔ شہلا نے خنجر پر لگے ہوئے خون کی اڑے اطمینان سے آرتھر کے لباس سے صاف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ آرتھر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کے بازو سے تیزی سے خون بہہ کر قالین میں جذب ہو رہا تھا۔

لیکن شہلا ان سب باتوں سے بے نیاز لباس سے خنجر صاف کرنے میں مصروف تھی۔

"ہاں تو غیر ملکی ایجنٹ صاحب تم سچ بول رہے تھے"۔۔۔ شہلا نے خنجر صاف کر کے اُسے اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے میں نے سچ کہا ہے"۔۔۔ آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوتے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ اس بار شہلا نے پوری قوت سے خنجر اس کی ران میں گھونپ دیا تھا۔

"سچ بولو گے تو خنجر رکے گا ورنہ مجھے تو مزہ آرہا ہے"۔۔۔ شہلا نے کہا۔

"تت تت تم پاگل ہو۔ تم پاگل ہو"۔۔۔ آرتھر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"پاگل ہوتی تو پہلا وار تمہاری گردن پر ہوتا۔ لیکن یہ سن لو کہ اب تم نے سچ نہ بولا تو اس بار آنکھ میں خنجر مار دوں گی"۔۔۔ شہلا نے بڑی ادا سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت تت تم مان ہی نہیں رہی ہو۔ اب میں تمہیں کیا بتاؤں میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔ آرتھر نے پھڑکتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور اس کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپا اور پھر یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ شہلا نے واقعی اس کی دائیں آنکھ میں خنجر گھونپ دیا تھا۔

"سچ سچ یہ غیر ملکی ایجنٹ ہو ہی نہیں سکتا۔ بھلا غیر ملکی ایجنٹ اتنی جلدی کیسے بیہوش ہو سکتے ہیں۔ ہونہہ بزدل آدمی خواہ مخواہ مجھ پر رعب ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو ایجنٹ کہہ رہا تھا"۔۔۔ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خنجر کھینچ کر اسے دوبارہ آرتھر کے جسم پر موجود شب خوابی کے لباس سے صاف کرنے لگی۔

ابھی اس نے خنجر صاف کیا ہی تھا کہ یکلخت میز پر پڑے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ شہلا گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑی۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ شہلا منہ بناتی ہوئی اٹھی۔ اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ شہلا نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"کون بول رہا ہے۔ باس کہاں ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت تھی۔

"میں شہلا بول رہی ہوں اور جسے تم باس کہہ رہے ہو وہ مزے سے بیڈ پر گہری نیند سو رہا ہے"۔۔۔ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے مگر انہیں ضروری پیغام دینا ہے بس شہلا آپ باس آرتھر کو جگا کر کہہ دیں کہ راجر کا فون آیا ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ توصیف بڑے پراسرار انداز میں عقبی طرف سے ہیڈ کوارٹر میں کودا ہے۔ مگر الیکٹرک شاک کی وجہ سے بیہوش ہو کر پکڑا گیا۔ وہ اس وقت بلیو روم

میں ہے۔ باس کو کہیں فوراً وہاں پہنچ جائیں۔ باس ایون تھرٹی وہاں موجود ہیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا" ـــــ شہلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"اس بات سے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعی ایکریمی ایجنٹ ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر رہا ہے۔ مگر پاکیشیا تو اپ لینڈ کا دوست ملک ہے۔ پھر اس کے ایجنٹ یہاں کیا کر رہے ہیں" ـــــ شہلا نے کہا اور پھر وہ قالین پر بیہوش پڑے آرتھر کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک طرف پڑا ہوا مشین پسٹل اٹھایا اور اسے نال سے پکڑ کر اس نے آرتھر کے دوسرے جبڑے پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد آرتھر چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"سوری آرتھر اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی ایجنٹ ہو اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی سچ بول رہے تھے" ـــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تھینک گاڈ۔ تم جیسی سرد مہر اور بے رحم عورت کو کسی طرح یقین تو آیا۔ تم مگر کیسے یقین آیا" ـــــ آرتھر نے بری طرح کراہتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنی اکلوتی آنکھ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھ تکلیف کی شدت سے گہری سرخ ہو رہی تھی۔ چہرہ اسی طرح سیاہ پڑا ہوا تھا۔ اور جسم کانپ

رہا تھا۔

"ابھی تمہارے کسی راجر کا فون آیا ہے کہ کوئی پاکیشیائی ایجنٹ توصیف ہیڈ کوارٹر میں عقبی طرف سے کودا ہے مگر الیکٹرک شاک کی وجہ سے بیہوش ہو کر پکڑا گیا اور اس وقت کسی بلیو روم میں ہے۔ اور تمہارے لئے پیغام ہے کہ تم وہاں پہنچ جاؤ۔ کوئی باس ایون تھرٹی بھی وہاں موجود ہے۔ بس اس بات سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم واقعی ایکریمین ایجنٹ ہو" ـــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گیا ہے اور وہ یہاں تک پہنچ بھی گئے ہیں۔ اوہ ویری بیڈ۔ پلیز مس شہلا مجھے کھول دو۔ یہ بات ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہے کہ دشمن ایجنٹ یہاں تک پہنچ گئے ہیں" ـــــ آرتھر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ جانیں اور تم جانو۔ میں نے تو صرف اس لئے تم پر خنجر کے وار کئے تھے کہ تم اپ لینڈ کے خلاف کام کر رہے ہو۔ لیکن اب میں اتنی احمق بھی نہیں ہوں کہ تمہیں کھول دوں اور تم مجھے گولی مار دو۔ اس لئے میرے خیال میں اب بہتر کام یہی ہے کہ میں تمہیں گولی مار دوں اور پھر اطمینان سے یہاں سے نکل جاؤں" ـــــ شہلا نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کو اس نے دستے سے پکڑا۔ اور اس کی نال کو آرتھر

کے سینے پر رکھ دیا۔

"رُک جاؤ رُک جاؤ فار گاڈ سیک رُک جاؤ۔ تم انتہائی سرد مہر اور بے رحم عورت ہو۔ مجھے اب تم سے خوف آنے لگا ہے۔ سنو میں تمہیں یہاں سے صحیح سلامت نکالنے کی گارنٹی دیتا ہوں۔ پلیز رُک جاؤ"۔۔۔ آرتھر نے انتہائی وحشت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے پہلے مجھے بتاؤ"۔۔۔ شہلا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ہاتھ آزاد کر دو۔ میں ہیڈ کوارٹر کے انچارج راجر کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ تمہیں باہر نکال دے"۔۔۔ آرتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے میں ٹریگر دبا ہی دوں۔ خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ غیر ملکی ایجنٹ صاحب اتنا تو میں بھی جانتی ہوں کہ تمہارے آدمی جب اندر آئیں گے اور تمہیں اس حالت میں دیکھیں گے تو مجھے اس جگہ سے باہر نکالنے کی بجائے زندگی سے ہی باہر نکال دیں گے"۔۔۔ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں انہیں کہہ دوں گا کہ وہ تمہیں دروازے کے باہر سے لے لیں۔ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ تم باہر سے دروازہ بند کر دینا۔ میں کہہ دوں گا کہ میں ضروری کام کر رہا ہوں مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اس طرح وہ تمہیں لے کر باہر چلے

جائیں گے"۔۔۔ آرتھر نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ کام تو تم ہاتھ کھولے بغیر بھی کر سکتے ہو۔ میں نے تمہاری زبان تو بند نہیں کر رکھی۔ میں رسیور تمہارے منہ سے لگا دیتی ہوں اور جس نمبر کا تم کہو گے وہی پریس کر دوں گی"۔۔۔ شہلا نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جلدی کرو میرے زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ مجھے چکر آ رہے ہیں۔ کہیں میں طبی امداد ملنے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں"۔۔۔ آرتھر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا تو شہلا میز کی طرف بڑھی۔ اس نے انٹرکام اٹھا کر اسے آرتھر کے قریب قالین پر رکھا اور پھر رسیور اس کے منہ سے لگا دیا۔

"ایک نمبر دباؤ"۔۔۔ آرتھر نے بے چین لہجے میں کہا۔ اور شہلا نے ایک نمبر دبا دیا۔

"یس راجر سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"راجر۔ میں آرتھر بول رہا ہوں۔ تمہارا پیغام مجھے مل گیا ہے۔ لیکن میں ایک انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں۔ اس لئے آدھے گھنٹے تک بلیو روم میں نہیں جا سکتا۔ مس شہلا میرے بیڈ روم سے باہر آ رہی ہیں۔ تم اسے زیرو پوائنٹ سے باہر پہنچا دو۔ اور سنو دس منٹ تک مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے"۔۔۔ آرتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور شہلا نے مسکراتے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"شکریہ آرتھر۔ اب کمرہ کھولنے والا سسٹم بھی بتادو" ——— شہلا نے کہا۔

"سوئچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دو" ——— آرتھر نے کہا اور شہلا نے سر ہلا دیا۔

"اچھا خدا حافظ۔ تعاون کا بہت شکریہ" ——— شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مشین پسٹل جیب میں ڈال کر وہ دروازے کی طرف مڑ گئی۔ اس نے بڑے اطمینان سے سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئی دروازے کا ہینڈل جب اس نے گھمایا تو واقعی بھاری دروازہ کھل گیا اور شہلا اطمینان سے باہر آگئی۔ اس نے دروازہ اپنے عقب میں بند کر دیا۔ اسی لمحے سائیڈ سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا نمودار ہوا۔

"مس شہلا آئیے میرے ساتھ میں آپ کو باہر پہنچا آؤں" ——— اس نوجوان نے شہلا کو دیکھتے ہی کہا اور شہلا نے سر ہلا دیا۔ اور پھر واقعی مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک راہداری میں پہنچ گئے جو بند تھی۔ لیکن اس آدمی نے جس کا نام یقیناً راجر تھا۔ سائیڈ کی دیوار پر ایک جگہ زور سے ہاتھ مارا تو راہداری کو بند کرنے والی دیوار درمیان سے کھل گئی۔

"جائیے مس شہلا۔ یہاں سے آپ ایک گلی میں پہنچ جائیں گی۔

وہاں سے آسانی سے سڑک پر پہنچ سکتی ہیں" ——— راجر نے کہا۔

"شکریہ" ——— شہلا نے کہا اور دیوار میں پیدا ہونے والے خلا سے گزر کر وہ دوسری طرف گئی تو واقعی ایک تنگ سی گلی میں تھی۔ اس کے عقب میں دیوار برابر ہو گئی تھی شہلا تیز تیز قدم اٹھاتی گلی کراس کر کے ایک سڑک پر پہنچ گئی۔ رات کے وقت سڑک سنسان پڑی تھی۔ لیکن شہلا اس سڑک کو دیکھتے ہی پہچان گئی کہ یہ ارشاد کالونی ہے۔ یہاں اس کی ایک گہری سہیلی رہتی تھی اس لئے وہ ہزاروں بار اس کالونی میں آجا چکی تھی۔ سڑک پر چلتی ہوئی وہ کالونی کے چوک پر پہنچ گئی۔ جہاں ٹیکسی موجود تھی۔ ٹیکسی پر بیٹھتے ہی اس نے اسے اپنے گھر کا پتہ بتا دیا۔ اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اب شہلا سوچ رہی تھی کہ اب جب وہ توصیف کو اس سارے واقعے کی تفصیل سنائے گی تو توصیف بےحد حیران ہوگا۔ اور ظاہر ہے اسے یقین نہ آئے گا کیونکہ وہ اسے ہمیشہ بزدل کہا کرتا ہے۔ لیکن شہلا اسی لئے مشین پسٹل جیب میں ڈال آئی تھی تاکہ اسے دکھا کر وہ توصیف کو قائل کر سکتی ہے۔ اسے یہ سوچ کر بےحد لطف آرہا تھا کہ وہ جب اسے بتائے گی کہ پاکیشیائی ایجنٹ کا نام بھی توصیف تھا تو توصیف اس اتفاق پر کتنا حیران ہوگا۔

توصیف کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو لوہے کی ایک کرسی پر جکڑا ہوا پایا۔ لوہے کے راڈز سے اس کے جسم کو کرسی میں اس بری طرح جکڑ دیا گیا تھا کہ اس کے لیے جسم کو ہلانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ لیکن اس کی ٹانگیں آزاد تھیں۔ کمرہ خاصا بڑا تھا لیکن توصیف کمرے میں موجود دو تین مشینوں کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ مشینیں تشدد کے کام آتی ہیں۔ ویسے بھی دیواروں پر ہنٹر اور مختلف سائزوں کے خنجر مشین گنیں اور دوسرا اسلحہ جگہ جگہ لٹکا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ خاصے ایڈوانس ٹائپ کے مجرم ہیں۔ یہ عام سمگلر نہیں ہو سکتے۔ ویسے ہو سکتا ہے زرد سورج کے آدمی ہوں"۔۔۔ توصیف نے کہا اور پھر اس نے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اسے ان راڈز

والی کرسیوں کی تکنیک کے بارے میں بخوبی علم تھا۔ لیکن چونکہ اس کا اوپر والا جسم حرکت نہ کر سکتا تھا اس لیے اس نے لاکھ کوشش کی مگر اس کی ٹانگ مڑ کر کرسی کے نیچے اس کے عقبی پائے تک نہ پہنچ سکی۔ کرسی کے پائے فرش میں گڑے ہوئے تھے۔ ابھی توصیف کوشش میں مصروف تھا کہ کمرے کے کونے میں موجود دروازہ کھلا اور دو غیر ملکی اندر داخل ہوئے۔ وہ ایکریمی تھے۔ اور ایکریمین کو دیکھ کر توصیف بری طرح چونک پڑا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایکریمین ایجنٹوں کے نرغے میں آ گیا ہے۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ انہوں نے شہلا کو اغوا کیا ہے۔ شہلا کا تو ان ٹائپ کی سرگرمیوں سے کبھی دور کا بھی واسطہ نہ پڑا تھا۔

"مسٹر توصیف تمہیں ہیڈ کوارٹر کا کیسے علم ہوا ہے"۔۔۔ ایک لمبے تڑنگے آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"توصیف، کون توصیف"۔۔۔ توصیف نے چونک کر کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ تو میک اپ میں ہے۔

"تمہارا میک اپ صاف ہو چکا ہے مسٹر توصیف۔ اس لیے حیرت ظاہر کر کے اپنی انرجی ضائع نہ کرو۔ میرے سوال کا جواب دو"۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔ اور اسی لمحے توصیف کے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا۔ اب اس کے ذہن میں وہ مخصوص لہجہ ابھر آیا تھا جس کی نشاندہی عمران نے کی تھی اور اس بولنے والے کی آواز ویسے ہی تھی۔

"تو تم الیون تھرٹی ہو"۔۔۔ توصیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس بار وہ غیر ملکی چونک پڑا۔

"تم مجھے پہچانتے ہو۔ کیسے"۔۔۔ غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل اُسی طرح جس طرح تم مجھے پہچانتے ہو۔ لیکن ایک بات بتاؤ تم شہلا کو یہاں کیوں لے آئے ہو"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"شہلا۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ تم شہلا کو جانتے ہو"۔۔۔ الیون تھرٹی کے چہرے پر شدید ترین حیرت تھی۔

"تم میری بات کا جواب دو"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم شہلا کو کیسے جانتے ہو"۔۔۔ الیون تھرٹی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ میری منگیتر ہے۔ اور میں اس کے پیچھے یہاں آیا تھا"۔۔۔ توصیف نے جواب دیا تو الیون تھرٹی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔۔۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ تمہیں ہمارے ہیڈ کوارٹر کا کیسے علم ہو گیا اور اگر ہو بھی گیا تھا تو تم احمق بھی نہیں ہو۔ کہ اکیلے ہی اندر چلے آتے۔ بہرحال اب یہ بات تو واضح ہو گئی"۔۔۔ الیون تھرٹی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ تم شہلا کو کیوں

لے آئے تھے"۔۔۔ توصیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہاری منگیتر بیحد خوبصورت لڑکی ہے اور ہمارے باس کو ایسی لڑکیاں بیحد پسند ہیں اس لئے جب تمہاری منگیتر نے لفٹ مانگی تو باس نے اسے لفٹ دے دی۔ اور ساتھ ہی بیہوش بھی کر دیا۔ اب وہ باس کے بیڈ روم میں ہے"۔۔۔ الیون تھرٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔ توصیف کے ذہن میں الیون تھرٹی کی بات سُن کر دھماکے سے ہونے لگے۔

"ارے ارے اس قدر گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ تمہاری منگیتر کو کچھ نہیں ہو گا۔ صبح اُسے صحیح سلامت اس کے گھر پہنچا دیا جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ اب تم زندہ تو یہاں سے باہر جا ہی نہیں سکتے اس لئے اب تمہارا یہ رشتہ بھی سمجھو قائم نہیں رہا"۔۔۔ الیون تھرٹی نے شیطانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا"۔۔۔ توصیف نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے جسم کو تیزی سے حرکت دینے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے کہ لوہے کے راڈز نے اسے بُری طرح جکڑ رکھا تھا۔ لیکن شہلا کے متعلق سنتے ہی اس کے جسم میں آگ سی بھڑک اُٹھی تھی۔

"تم خواہ مخواہ پاگل ہو رہے ہو۔ تمہاری جدوجہد فضول ہے"۔۔۔ الیون تھرٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن توصیف

واقعی پاگل سا ہو رہا تھا۔ وہ مسلسل جدوجہد کرنے میں مصروف تھا۔

"ٹونی جا کر راجہ سے معلوم کرو کہ اس نے پیغام بھی دیا ہے باس کو یا نہیں۔ ابھی تک باس آیا کیوں نہیں" ——— ایلون تھرڈ نے مڑ کر اپنے ساتھی سے کہا۔ اور اس کا ساتھی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

توصیف مسلسل جدوجہد کرنے کے باوجود جب اپنے آپ کو ان آہنی راڈز سے نہ چھڑا سکا تو اس نے حرکت بند کر دی اور آنکھیں بند کر کے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔

"تم مشرقی لوگ واقعی عورتوں کے معاملے میں بیحد احمق واقع ہوتے ہو۔ اگر تمہاری منگیتر نے ایک رات باس کے ساتھ گزار بھی لی۔ تو ایسی کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ باس آدم خور تو نہیں ہے کہ تمہاری منگیتر کو کھا جائے گا۔ وہ تو انتہائی مہذب آدمی ہے" ——— ایلون تھرڈ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم ——— تمہیں سب کو اس کا ہولناک نتیجہ بھگتنا ہو گا۔ میں تمہارا ایسا عبرتناک حشر کروں گا کہ موت بھی تمہارے عبرتناک حشر سے پناہ مانگے گی" ——— توصیف نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ایلون تھرڈ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

اسی لمحے ٹونی اندر داخل ہوا۔

"باس۔ راجہ نے بتایا ہے کہ اس نے باس کو بیڈروم میں

کال کی تو وہاں سے اس مقامی عورت نے کال ریسیو کی۔ اس نے بتایا کہ باس بیڈ پر گہری نیند سو رہا ہے۔ میں نے اسے پیغام دے دیا کہ باس کو جگا کر پیغام دے دے۔ لیکن پھر باس کی کال آئی کہ وہ انتہائی اہم کام میں مصروف ہے۔ اس لئے دس منٹ سے پہلے بلیو روم میں نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس نے راجہ کو کہا کہ وہ مقامی لڑکی شہلا کو بیڈروم سے باہر بھیج رہا ہے۔ اسے فوراً کوٹھی سے باہر بھیج دیا جائے۔ چنانچہ وہ جب باس کے بیڈروم کے دروازے پر پہنچا تو لڑکی باہر موجود تھی۔ وہ اسے تھری نمبر گیٹ سے باہر پہنچا آیا ہے" ——— ٹونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"باس اور کام۔ کیا مطلب۔ اس وقت بیڈروم میں کون سا کام پیش آگیا۔ میرے ساتھ چلو میں خود جا کر معلوم کرتا ہوں" ——— ایلون تھرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ توصیف کا ذہن مسلسل خوفناک بگولوں کی زد میں تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایکریمین کس قدر عیاش لوگ ہوتے ہیں۔ اور شہلا ایک معصوم اور سادہ سی لڑکی تھی۔ اس لئے اس کے دل میں واقعی نہ بجھنے والی ایک آگ سی بھڑک رہی تھی۔ ایلون تھرڈ اور ٹونی کے باہر جاتے ہی اس نے ایک بار پھر پوری قوت سے آزاد ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ اس بار اس نے اپنے اوپر والے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کرنے کی بجائے اپنے دونوں پیر

زمین پر سختی سے جماتے اور اپنے جسم کو پیچھے کی طرف زور زور سے جھٹکے دینے لگا۔ اس طرح وہ کرسی کے پایوں کو فرش سے اکھاڑنا چاہتا تھا۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور دل میں بھڑکتی ہوئی آگ نے نجانے اس کے جسم میں کس قدر طاقت بھر دی تھی کہ صرف چار جھٹکوں کے بعد ہی چڑچڑاہٹ کی آواز گونجی۔ اور وہ دوسرے لمحے وہ کرسی سمیت عقب میں فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ کرسی کے پائے ٹوٹ چکے تھے۔ نیچے گرتے ہی اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اوپر اٹھائیں اور پھر انہیں اپنے سر کی طرف لے جا کر زور سے جسم کو جھٹکا دیا تو کرسی ایک جھٹکے سے عقبی طرف کو کھسکی اور پھر شاید اس جھٹکے سے وہ تار کھنچ گیا جس کی وجہ سے راڈز نے اس کے جسم کو بے بس کیا ہوا تھا۔ کیونکہ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز ابھری اور اس کے جسم کے گرد موجود راڈز دوبارہ کرسی کے بازوؤں میں غائب ہو گئے۔ اور توصیف قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ حیرت سے فرش پر پڑی کرسی کو دیکھنے لگا۔ اسے شاید خود یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قدر مضبوط کرسی کیسے ٹوٹ گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اسے شہلا کا خیال آیا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک دیوار کی طرف لپکا۔ اور اس نے ایک مشین گن اتاری۔ اس کے اندر میگزین بھی موجود تھا۔ وہ مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف لپکا ہی تھا کہ دوسری طرف سے اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ

بجلی کی سی تیزی سے کھلے دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ چونکہ وہ راڈز کی وجہ سے بے بس تھا اس لئے الیون تھرٹی اور لوٹی نے شاید دروازہ بند کرنے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔ اس کی کرسی چونکہ ایک سائیڈ پر تھی۔ اس لئے دروازہ کھلا ہونے کے باوجود باہر سے وہ کرسی نظر نہ آ سکتی تھی۔ دوسرے لمحے دو آدمی تیزی سے دروازے سے گزر کر اندر آئے۔

اے یہ کیا" —— ان دونوں کے حلق سے نکلا مگر اسی لمحے توصیف نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور گولیوں کی بوچھاڑ ان دونوں کی پشت کو چھلنی کر گئی۔ توصیف غصے اور انتقام کی شدت سے اس قدر دیوانہ ہو رہا تھا کہ اس نے یہ سوچنے کی بھی تکلیف نہ گوارا کی تھی کہ فائرنگ کی آواز باہر جا سکتی ہے اس وقت تو اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ یہاں موجود ہر شخص کو گولیوں سے اڑا دے۔ اس لئے اس نے بلا جھجک فائر کھول دیا تھا۔ ان دونوں کے نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے مڑا۔ اور کھلے دروازے سے باہر نکل آیا۔ یہ ایک بند راہداری تھی جو ایک طرف سے بند تھی جب کہ دوسری طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اوپر ایک دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ توصیف تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا۔ اس نے کسی قسم کی کوئی احتیاط نہ کی تھی۔ اس وقت اس کی جو ذہنی حالت ہو رہی تھی۔ اس حالت میں اس سے ا

کی توقع بھی نہ رکھی جا سکتی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ مگر دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ تھا جو خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کا دوسری طرف کا دروازہ بھیڑا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔

"مگر۔ مگر باس شہلا تو ایک عام سی لڑکی تھی۔ اگر وہ ایجنٹ ہوتی تو لازماً توصیف کے ساتھ ساتھ ہمیں اس کا بھی علم ہوتا"۔۔۔۔ ایلون تھرلی کی مدھم سی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ تو توصیف کے قدم رک گئے۔ اس کی نظریں اوپر دیوار میں موجود ایک کھلے روشندان پر جم گئیں۔ آوازیں اس روشندان سے آ رہی تھیں۔

"وہ انتہائی سرد مہر اور سفاک لڑکی تھی ایلون تھرلی۔ اس نے جس سرد انداز میں مجھ پر خنجروں کے وار کئے ہیں۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی لڑکی چاہے وہ ایجنٹ ہی کیوں نہ ہو اس قدر سرد مہری اور سفاکی کا مظاہرہ کر سکتی ہے۔ وہ یقیناً انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ تھی۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اس قدر اطمینان کا مظاہرہ کیا کہ میں سمجھا کہ وہ مجھ سے مکمل تعاون پر تیار ہے۔ لیکن پھر اس نے شراب کی بوتل میرے سر پر مار کر مجھے بیہوش کر دیا۔ اس کے بعد جب اس نے پوچھ گچھ شروع کی تو مجھے اندازہ ہوا کہ مجھ سے بھیانک غلطی ہو چکی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ میں اس کے خوفناک اور انتہائی سنگدلانہ تشدد کے سامنے اسے بتا دیتا کہ ہم نے زرد سورج کے اڈے سے ہیلی کاٹ کے کیپسول نکال کر یہاں رکھ چھوڑے ہیں کہ اس

نے میری آنکھ میں خنجر گھونپ دیا۔ اور میں بیہوش ہو گیا۔ اس بیہوشی کے دوران راجر کی کال آئی اور اس سے وہ سمجھ گئی کہ ہمارا جھگڑا واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں سے ہے۔ اور پھر اس نے نکل جانے کا فیصلہ کیا اور میری پوزیشن ایسی تھی کہ اس کے کسی ارادے میں مزاحم نہ ہو سکتا تھا۔ ورنہ اس سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ واقعی میرا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیتی۔ لیکن اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے تلاش کر کے اس کی ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا۔ اس کے جسم کو جی بھر کر روندوں گا۔ اگر آج وہ میرے ہاتھوں بچ کر نکل گئی ہے تو کیا ہوا۔ کب تک بچے گی"۔۔۔۔ ایک دوسری آواز سنائی دیتی رہی۔ اور توصیف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں لاوے کی طرح بھڑکتی ہوئی آگ پر کسی نے پانی ڈال دیا ہو۔ شہلا نہ صرف اپنی عزت محفوظ رکھنے میں کامیاب رہی تھی بلکہ وہ اس آدمی پر جو یقیناً آرتھر ہو گا خوفناک تشدد بھی کیا اور پھر نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئی۔

"مگر باس راجر نے جب اسے کال کیا تو اسے توصیف کا نام بھی بتایا تھا اور توصیف اس کا منگیتر ہے۔ اس کا نام سن کر تو اسے مزید حرکت میں آ جانا چاہئے تھا جب کہ اس کے برعکس وہ خاموشی سے نکل گئی جیسے اسے توصیف کی پرواہ ہی نہ ہو"۔۔۔۔ ایلون تھرلی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اوہ واقعی یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی۔ ہو

سکتا ہے کہ اُسے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ توصیف ایجنٹ ہے۔ اور ویسے بھی توصیف پاکیشیا کا فارن ایجنٹ ہے۔ بذات خود پاکیشیائی نہیں ہے۔ لیکن ایلون تھرڈی اب ہمیں فوراً ہی نہ صرف یہاں سے نکل جانا چاہیے بلکہ کیپسول بھی یہاں سے شفٹ کر دینے چاہئیں" ——— آرتھر نے کہا۔

"یہ لوٹی اور ٹاجی ابھی واپس نہیں آئے توصیف کو ہلاک کر کے۔ میں دیکھتا ہوں۔ اور ویسے آپ ابھی زخمی ہیں۔ اس لئے صبح شفٹ ہوں گے" ——— ایلون تھرڈی کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ توصیف تیزی سے دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ سیڑھیوں کا دروازہ اسی کمرے میں ہے۔ اس لئے ایلون تھرڈی لازماً اس کمرے میں آئے گا۔ اور واقعی چند لمحوں بعد اُسے دور سے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ اور توصیف کے اعصاب تن گئے۔ شہلا کی طرف سے اطمینان ہو جانے کے بعد اس کے ذہن پر چھائی ہوئی انتقام کی سرخی غائب ہو گئی تھی اور اب اسے اپنا مشن یاد آ گیا تھا۔ اور یہ بات سُن کر تو اس کے دل میں بے اختیار پھلجھڑیاں سی پھوٹنے لگی تھیں کہ یہ لوگ ان سے پہلے ہی زرد سورج کے اڈے سے کیپسول لے آئے تھے۔ اس لئے اگر توصیف شہلا کے سلسلہ میں جذباتی ہو کر اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر یہاں نہ آتا تو یقیناً کسی کو بھی ان کیپسولوں کی یہاں موجودگی کا علم نہ ہوتا۔ اسی لمحے قدموں کی تیز آواز دروازے تک پہنچ گئی۔ دروازہ ایک

جھٹکے سے کھلا اور پھر ایلون تھرڈی کمرے میں آ کر تیزی سے سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی ادھر اُدھر نہ دیکھا تھا لیکن توصیف پہلے ہی اس کے استقبال کے لئے تیار تھا۔ اس لئے جیسے ہی وہ دروازے سے گزر کر آگے بڑھا۔ توصیف نے جو مشین گن کو نال سے پکڑے ہوئے تھا یکلخت بازو گھما کر مشین گن کا بھاری دستہ ایلون تھرڈی کے سر پر مارا۔ اور ایلون تھرڈی چیختا ہوا اُچھل کر منہ کے بل نیچے فرش پر گرا ہی تھا کہ توصیف کا بازو ایک بار پھر حرکت آیا اور نیچے گر کر اٹھنے کے لئے مڑتے ہوتے ایلون تھرڈی کے سر پر ایک اور زوردار ضرب پڑی۔ اور اس بار ایلون تھرڈی کا جسم ایک زوردار جھٹکا لے کر ساکت ہو گیا۔ توصیف نے مشین گن جلدی سے کاندھے سے لٹکائی۔ اور جھک کر اس نے ایلون تھرڈی کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈالیا۔ اس نے سُن لیا تھا کہ آرتھر زخمی ہے۔ اور ظاہر ہے اُسے زخمی شہلا نے کیا ہوگا۔ دروازے کی دوسری طرف راہداری تھی جو سیدھی چلی گئی تھی۔ توصیف بیہوش ایلون تھرڈی کو کاندھے پر لادے اس راہداری میں چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ راہداری آگے جا کر دو طرف کو نکل جاتی تھی۔ ایک طرف دروازوں کے کمرے تھے اور راہداری آگے جا کر بند ہو جاتی تھی جب کہ دوسری طرف ایک فولادی دروازہ تھا جو بند تھا۔ ایک کمرے کے کھلے دروازے سے روشنی باہر آ رہی تھی۔ اور اس کے

محل وقوع کو دیکھ کر توصیف سمجھ گیا کہ اس کمرے کی عقبی دیوار اس کمرے سے ملحق ہو گی جہاں توصیف نے ایلون تھرٹی اور آرتھر کے درمیان ہونے والی باتیں سنی تھیں اور ظاہر ہے آرتھر اس کمرے میں ہو گا۔ راہداری کے دوسری طرف بند دروازے کو دیکھ کر توصیف سمجھ گیا کہ یہ حصہ باقی ہیڈ کوارٹر سے علیحدہ ہو گا۔ اسی لئے یہاں عام کارکن نہ آتے ہوں گے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔ سامنے ہی بیڈ پر ایک غیر ملکی پڑا ہوا تھا۔ اس کی ایک آنکھ، بازو اور ران پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جیسے ہی توصیف اندر داخل ہوا۔ غیر ملکی حیرت کی شدت سے اچھل کر بیٹھ گیا۔ مگر اسی لمحے توصیف نے ایلون تھرٹی کو فرش پر پٹخا اور کاندھے سے مشین گن اتار کر اس نے آرتھر کے سینے پر لگا دی۔

"تم نے معصوم شہلا پر بری نظر ڈالی تھی۔ عیاش آدمی۔ اب اپنے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ" ——— توصیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ آرتھر نے بجلی کی سی تیزی سے نال پکڑ کر اسے ہٹانا چاہا مگر اسی لمحے توصیف نے ٹریگر دبا دیا اور آرتھر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ بیڈ پر گر پڑا۔ گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔ توصیف نے مشین گن کے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور پھر مشین گن کو ایک طرف رکھ کر اس نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن وہاں اسے کوئی رسی نظر نہ آ رہی تھی۔ توصیف کی نظر دروازے پر لٹکے پردے پر پڑی تو اس نے آگے بڑھ

کر ایک جھٹکے سے اس پردے کو کھینچ کر راڈ سے علیحدہ کیا اور پھر اسے پٹیوں کی صورت میں پھاڑنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی مضبوط رسیاں بنا چکا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایلون تھرٹی کے بازو عقب پر کر کے اس کی دونوں کلائیاں ایک رسی سے بخوبی مضبوطی سے باندھ دیں۔ اور پھر دوسری رسی سے اس نے اس کے پیر باندھے اور اسے اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد وہ واپس مڑا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل کر راہداری میں آ گیا۔ اسے فکر تھی کہ کوئی اچانک نہ آ جائے۔ اس لئے وہ دروازے کو اندر سے بند کرنا چاہتا تھا دروازے کو لاک کر کے اس نے باقاعدہ چٹخنی چڑھائی۔ اور اطمینان سے ٹہلتا ہوا وہ واپس اس کمرے میں آ گیا۔ اب اسے اطمینان تھا کہ فوری طور پر ڈسٹربینس نہ ہو سکے گی۔ ایلون تھرٹی اسی طرح کرسی پر بیہوش پڑا تھا۔ توصیف نے آگے بڑھ کر اس کے جبڑوں پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ اور دوسرے یا تیسرے تھپڑ سے ہی ایلون تھرٹی کی آنکھیں جھٹکے سے کھل گئیں۔

"تم ادھر دیکھو۔ اپنے باس کا انجام۔ اس نے شہلا پر بری نظر ڈالنے کی گستاخی کی تھی۔ اس لئے میں نے اسے چھلنی کر دیا ہے اور چونکہ تم بھی اس کے اغوا میں شامل تھے۔ اس لئے اب تمہارا حشر اس سے بھی عبرت ناک ہو گا" ——— توصیف نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت تت تم۔ تم کرسی سے آزاد کیسے ہو گئے۔ وہ ٹوٹی اور

جیکب"۔۔۔ ایون تھرٹی نے کسمساتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھے خبر ہی ایسی سنائی تھی ایون تھرٹی کہ لوہے کی کرسی میرے جوش کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہ رکھتی تھی۔ ہم مشرقی لوگ واقعی اس معاملے میں ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی سے زیادہ غیرت عزیز ہوتی ہے"۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تم یہاں سے نکل نہیں سکتے۔ یہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہاں قدم قدم پر موت کے جال بچھے ہوتے ہیں"۔۔۔ ایون تھرٹی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری روح کو یہاں سے نکلنے کے لئے کسی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے گا ایون تھرٹی۔ تم مجھے بتاؤ کہ ہیلی کاٹ کیپسول کہاں موجود ہیں اور بس باقی کام میں خود کر لوں گا"۔۔۔ توصیف نے مشین گن اٹھا کر اس کی نال ایون تھرٹی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"کیپسول کون سے کیپسول"۔۔۔ ایون تھرٹی نے چونک کر کہا۔

"اچھا تو اب یہ بات بھی تمہیں یاد کرانی پڑے گی"۔۔۔ توصیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے مشین گن کی نال اس کی ایک آنکھ میں گھسیڑ دی۔ ایون تھرٹی کے حلق سے ہولناک چیخ نکلی اور

کرسی پر بری طرح پھڑکنے لگا۔ توصیف ایک قدم پیچھے ہٹا۔

"بولو کہاں ہیں کیپسول"۔۔۔ توصیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی گولیاں ایون تھرٹی کی پنڈلی کی ہڈی توڑتے ہوئے گزر گئیں۔ ایون تھرٹی چیختا ہوا بیہوش ہو گیا۔ مگر توصیف نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اس کے چہرے پر زوردار تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی ایون تھرٹی چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔

"بولو۔ بولو۔ ورنہ"۔۔۔ توصیف نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی پیچھے ہٹ کر اس نے مشین گن سیدھی کی اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار گولیوں نے ایون تھرٹی کی دوسری پنڈلی کی ہڈی جگہ جگہ سے توڑ دی۔

"بولو"۔۔۔ توصیف واقعی اس وقت پاگل نظر آ رہا تھا۔ ایون تھرٹی ایک بار پھر بیہوش ہو گیا اور توصیف نے ایک بار پھر اس کے جبڑوں پر زوردار مکوں کی بارش کر دی۔

"بولو ورنہ بازو کی ہڈی توڑ دوں گا۔ تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ بولو"۔۔۔ توصیف نے اسی طرح ہذیانی انداز میں کہا۔

"بب بب بتاتا ہوں۔ وہ اس کمرے کے نیچے بڑے تہہ خانے میں ہیں۔ سوئچ بورڈ کے نیچے چھوٹا بٹن دباؤ"۔۔۔ ایون تھرٹی نے نیم بیہوشی کے عالم میں چیختے ہوئے ایسے کہا جیسے اس کی زبان اس کے شعور کی بجائے لاشعور کے تحت

ہو۔

"کتنے کیپسول ہیں بتاؤ ورنہ" ___ توصیف نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"پپ پپ پانچ سو۔ پچاس پیٹیوں میں بند ہیں" ___ ایلون تھرنٹ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر وہ بیہوش ہو گیا۔ توصیف نے ایک طویل سانس لیا۔ اب مسئلہ تھا اس کے خود یہاں سے نکلنے کا بھی اور ان کیپسولز کو بھی نکالنے کا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اکیلا پچاس پیٹیاں یہاں سے نہ نکال سکتا تھا۔ ابھی وہ کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک طرف پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور توصیف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ___ توصیف نے ایلون تھرنٹ جیسی آواز بنانے کی پوری کوشش کی۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ کیمپ سے باس انتھونی کی ٹرانسمیٹر کال آئی ہے۔ آپ تشریف لائیں تاکہ کال سن سکیں" ___ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سن لوں گا۔ فی الحال تم ادھر میرے پاس آؤ جلدی" ___ توصیف نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کو کرسی پر بیہوش پڑے ایلون تھرنٹ کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے

ساتھ ہی ایلون تھرنٹ کی کھوپڑی اڑ گئی۔ توصیف تیزی سے مڑا اور کمرے سے نکل کر اس دروازے کی طرف بڑھتا گیا جسے اس نے اندر سے لاک کیا تھا۔ لیکن ابھی وہ کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ یکلخت چھت سے نیلے رنگ کی روشنی کی لہر اس کے جسم پر پڑی اور توصیف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے یکلخت تاریک پردہ سا تان دیا ہو۔ اس کے ذہن میں آخری احساس لہرا کر نیچے فرش پر گرنے کا تھا۔

عمران ایک بڑے سے کمرے میں کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پیشانی پر گہری سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔ اور چہرے پر پتھریلی سنجیدگی طاری تھی۔ سامنے کیپٹن شکیل اور صفدر بھی خاموش بیٹھے ہوتے تھے۔

"عمران صاحب آخر یہ ہوا کیسے۔ وہاں سے یہ کیپسول کون نکال کر لے گیا ہو گا" ـــــ صفدر نے اچانک بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہی بات سوچ سوچ کر تو میرا دماغ پھٹنے کے قریب ہو گیا ہے۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایکریمین ایجنٹوں نے کیپسول کیمپ سے نکال کر زرد سورج کے حوالے کئے۔ اس نے انہیں کاٹافی پہاڑیوں میں سٹور کر دیا تاکہ رات کے پچھلے پہر انہیں ہمسایہ ملک آرکیا لو سمگل کیا جاسکے۔ ہم نے وہاں جا کر خفیہ

راستے سے اس اڈے پر قبضہ کر لیا۔ لیکن کیپسول وہاں سے پہلے ہی غائب ہو چکے تھے۔ جس طرح ان کے دو آدمی بیرونی راستے پر مرے ہوتے پڑے ملے تھے اور جیپوں کے ٹائروں کے نشانات تھے۔ ان سے یہ بات تو واقعی سامنے آتی ہے کہ اس خفیہ راستے سے جیپوں کے ذریعے کوئی گروپ اس قدر خفیہ طور پر اندر آیا کہ اڈے پر موجود باقی افراد کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ اور وہ لوگ کیپسول نکال کر لے گئے۔ اس سیکشن میں ان دونوں افراد کو انہوں نے ہلاک کر دیا۔ یہاں تک تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ کون لوگ تھے۔ یہاں ایکریمین ایجنٹوں کے مقابلے میں صرف ہمارا گروپ کام کر رہا ہے۔ پھر یہ تیسرا گروپ کہاں سے آگیا اور وہ پہلے وہاں کیسے پہنچ گئے۔ اور اب یہ ہیلی کاٹ کے کیپسول کہاں ہیں" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر یا کیپٹن شکیل کوئی بات کرتے دروازہ کھلا اور آغا تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب میں نے کیپسولوں کا کھوج نکال لیا ہے" ـــ آغا کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

"اوہ کیسے کہاں ہیں وہ" ـــــ عمران نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔

"وہ ارشاد کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھانوے میں ہیں۔ توصیف بھی وہیں ہے۔ لیکن اسے پکڑ لیا گیا ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں

رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو راجر کالنگ اوور" ——— راجر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے راجر تم سے ابھی تک کال نہیں ہوئی اوور" ——— دوسری طرف سے باس انتھونی کی تیز آواز سنائی دی۔

"باس۔ یہاں تو سارا معاملہ ہی الٹ گیا ہے۔ ہم نے ایک پاکیشیائی ایجنٹ توصیف کو پکڑا تھا اور اب میں نے چیک کیا ہے کہ اس پاکیشیائی ایجنٹ توصیف نے باس آرتھر اور باس الیون تھرٹی دونوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس نے مجھ سے بھی باس الیون تھرٹی بن کر فون پر بات کرنے کی کوشش کی مگر میں اس کی آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ یہ باس الیون تھرٹی کی آواز نہیں ہے۔ جس پر میں نے ولیو چیکنگ مشین آن کی تو پتہ چلا کہ پاکیشیائی ایجنٹ توصیف باس الیون تھرٹی کے خاص کمرے میں ہے۔ اور اس نے مشین گن سے فائرنگ کر کے زخمی باس آرتھر اور باس الیون تھرٹی دونوں کو ہلاک کر دیا ہے اور ظاہر ہے وہاں موجود باس الیون تھرٹی کے دو خاص محافظ بھی ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ اس پر میں نے سپیشل ریز فائر کر کے اس پاکیشیائی ایجنٹ توصیف کو مفلوج اور بیہوش کر دیا ہے۔ ابھی میں اٹھ کر اس کا خاتمہ کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کی کال دوبارہ آ گئی۔ اوور" ——— راجر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ آرتھر مارا گیا ——— یہ تو بہت برا ہوا ———

ادھر ہیلی کاٹ کیپسول غائب ہو چکے ہیں۔ ادھر آرتھر ختم ہو گیا ہے۔ اب مجھے خود ہی کیمپ سے نکل کر میدان میں آنا ہو گا۔ اوور" ——— انتھونی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سر ہیلی کاٹ کیپسول غائب ہو گئے ہیں ——— کیا مطلب اوور" ——— راجر نے چونک کر کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک سی ابھر آئی۔

"ہاں میں آرتھر کو یہی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ لیکن اب آرتھر اور الیون تھرٹی دونوں ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب مجھے ہیڈ کوارٹر بات کرنی ہو گی۔ اوور" ——— انتھونی نے جواب دیا۔

"باس۔ اب آپ سے کیا چھپانا۔ باس الیون تھرٹی تو صرف ہیڈ تھے۔ ورنہ یہاں کا سارا کام شروع سے ہی میرے ذمہ ہے۔ اور باس الیون تھرٹی کی ہلاکت کے بعد میں ہیڈ کوارٹر کی ہدایات کے بعد باس بن گیا ہوں۔ آپ مجھے تفصیل بتائیں پھر آپ دیکھیں کہ میں کس طرح کام کرتا ہوں۔ میں آپ کی توقع سے بھی پہلے کام مکمل کر سکتا ہوں۔ یہاں کی پوری تنظیم میرے کنٹرول میں ہے اور ویسے بھی یہاں کی زیر زمین دنیا سے بھی میرے گہرے روابط موجود ہیں۔ اوور" ——— راجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ تمہیں ہی اب تفصیل بتانی ہو گی۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ آرتھر اور میں اپنے ساتھیوں سمیت یہاں کیوں آئے تھے۔ اوور" ——— انتھونی نے ایک طویل سانس لیتے

ہوئے کہا۔
"یس سر۔ ایک قیمتی دھات ہیلی کاٹ کے حصول کا مشن ہے۔ جس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ گو پہلی پلاننگ کے تحت اصل مشن ایک ہفتے بعد تکمیل پذیر ہونا تھا۔ لیکن پھر آپ نے کیمپ کمانڈر شیر سنگھ کے ساتھ مل کر ہیلی کاٹ کے پانچ سو کیپسول آر کیانو سمگل کرانے کے لئے یہاں کے مشہور سمگلر زرد سورج کی خدمات حاصل کر لیں اور ہیلی کاٹ کے یہ پانچ سو کیپسول زرد سورج آج رات آر کیانو سمگل کر دے گا۔ اوور"۔۔۔ راجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ تمہیں اس ساری تفصیل کے علم ہونے کا مطلب ہے کہ تم واقعی عملی سربراہ تھے۔ بہرحال اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم ایلون تھرٹی کی جگہ لے سکتے ہو۔ لیکن اس سارے مشن میں ایک حیرت انگیز تبدیلی آئی ہے جس کی اطلاع مجھے ابھی ملی ہے اور یہی اطلاع میں آرتھر یا ایلون تھرٹی کو دینا چاہتا تھا۔ زرد سورج کی طرف سے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس کے اڈے پر پراسرار لوگوں نے اچانک ریڈ کیا۔ اور اڈے پر موجود دس مسلح افراد کو ہلاک کر کے وہ ہیلی کاٹ کے سارے کیپسول جو پیٹیوں میں بند تھے نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور اب زرد سورج گروپ ان کیپسولوں کو تلاش کر رہا ہے اوور"۔۔۔ انتھونی نے قدرے مایوس لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ یہ تو واقعی بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ اب یہ کیپسول تو

فوری طور پر برآمد کرنے ہوں گے۔ ورنہ تو ہمارا مشن ناکام ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ شرارت زرد سورج کی ہے۔ اوور"۔۔۔ راجر نے کہا۔

"زرد سورج کے بارے میں تو یہی رپورٹ ہے کہ وہ بے اصولی کسی صورت میں نہیں کرتا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ کیپسول پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کے قبضے میں چلے گئے ہیں۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو کور کرنا آرتھر اور ایلون تھرٹی کی ڈیوٹی تھی لیکن تم لوگوں کی کارکردگی کا یہ حال ہے کہ آرتھر اور ایلون تھرٹی دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اور یہ ساری کارروائی عین تمہاری ناک کے نیچے پاکیشیائی ایجنٹ نے کی ہے۔ اس طرح یہ مشن صرف تم لوگوں کی خراب کارکردگی کی وجہ سے فیل ہوا ہے۔ اوور"۔۔۔ انتھونی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور راجر سمجھ گیا کہ انتھونی ناکامی کا سارا بوجھ اپنے سر سے اتار کر ان پر ڈالنا چاہتا ہے۔

"آپ باس ہیں۔ اس لئے آپ جو سوچیں وہ کہہ سکتے ہیں لیکن سر یہ بھی تو سوچیں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے زرد سورج کے اڈے سے کیپسول لے جاتے تو ان کا پہلا کام ان کیپسولوں کو یہاں سے باہر نکالنا تھا۔ وہ اپنا ایک ایجنٹ یہاں ہمارے پاس کیوں بھیجتے۔ بہرحال اگر آپ حکم دیں تو میں حرکت میں آ جاؤں ورنہ دوسری صورت یہی ہے کہ آپ بھی ہیڈ کوارٹر کو اطلاع نہ دیں اور میں بھی یہ ساری صورت حال ہیڈ کوارٹر

علاوہ کوئی نہ زندہ بچے گا۔ کیونکہ میرے اور آپ کے علاوہ تو باقی سب اس مشن پر باس ایلیون تھرلی کے ساتھ گئے تھے"۔۔۔ پامر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہیڈ کوارٹر کے پاس آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔ اور آ جائیں گے۔ تم فوراً ان سب کو اکٹھا کر کے آٹومیٹک مشین گنوں سے ان کا خاتمہ کر دو اور پھر باس انتھونی کو تم خود گیٹ سے لے کر میرے پاس آ جانا۔ اس کے بعد میں باس کو لے کر ڈارک روم میں جاؤں گا جب کہ تم آپریشن روم سنبھال لینا"۔۔۔ راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے باس پھر تو مجھے فوری ایکشن میں آنا ہو گا۔ باس کے آنے میں تو آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا ہے"۔۔۔ پامر نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر جانے لگا۔

"سنو ان کا خاتمہ کر کے مجھے اطلاع دینا۔ میں منتظر رہوں گا"۔۔۔ راجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"۔۔۔ پامر نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ راجر اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اب اس کے ذہن میں ایک نیا خطرہ منڈلانے لگا تھا۔ پامر کسی بھی وقت اصل راز لیک آؤٹ کر سکتا تھا۔ کیونکہ راجر جانتا تھا کہ پامر عادی شراب نوش ہے۔ اور عادی شراب نوش کو عام طور پر نشہ نہیں ہوتا لیکن کسی بھی وقت نشہ چڑھ بھی سکتا ہے۔ اور نشے کے دوران اگر کوئی ایسی بات اس کے منہ سے نکل گئی تو پھر اس

کی موت یقینی تھی۔ چنانچہ وہ ٹہلتا رہا اور اس بارے میں سوچتا رہا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ راجر نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"پامر بول رہا ہوں باس۔ میرے علاوہ ہیڈ کوارٹر میں موجود سب افراد کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب ان کی لاشوں کا کیا کرنا ہے"۔۔۔ پامر نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ اب ہم محفوظ ہو گئے ہیں۔ ارے ہاں پامر میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا ہے۔ ابھی باس انتھونی کے آنے میں دس پندرہ منٹ بقایا ہیں۔ اس معاملے پر بات ہو سکتی ہے۔ تم میرے پاس آ جاؤ فوراً"۔۔۔ راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ پامر نے کہا اور راجر نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھا اور تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے سے ایک مشین پسٹل نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر ہاتھ سے جیب کے اندر پکڑ لیا۔ وہ اب پامر کو بھی راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پامر اندر داخل ہوا۔ اس بار اس نے دستک دینے کا تکلف بھی نہ کیا تھا۔ ظاہر ہے اب وہ راجر کا راز دار بن چکا تھا۔ اب اسے کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ اور اور اس کی اس حرکت نے راجر کے فیصلے کو مزید حتمی بنا دیا۔

"تم دستک دیئے بغیر آتے ہو" ــــ راجر نے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے چھوڑو باس اب ان تکلفات کی کیا ضرورت ہے۔ اب تم اور میں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں" ــــ پامر نے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے" ــــ راجر نے کہا اور دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور پھر اس سے پہلے کہ پامر کچھ سمجھتا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی پامر چیختا ہوا پشت کے بل پیچھے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ مشین پسٹل کی گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گیا۔

"تمہیں کشتی سے اتارنا ضروری ہو گیا تھا پامر۔ ورنہ تجھے کبھی نہ کبھی اس کشتی سے اترنا پڑتا" ــــ راجر نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل کو واپس الماری میں رکھا اور پامر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس کی لاش اٹھا کر دوسری لاشوں کے ساتھ لے جا کر رکھنا چاہتا تھا۔ تاکہ باس انتھونی اس کی لاش کو یہاں نہ دیکھ سکے۔ اب چونکہ وہ ہیڈ کوارٹر میں اکیلا زندہ بچا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے۔ اب باس انتھونی کو گیٹ سے لینے کے لئے اسے خود ہی جانا پڑتا۔ لیکن وہ اب مطمئن ہو گیا تھا۔ کہ اب اس کا راز کسی صورت بھی افشا نہ ہو سکے گا۔

توصیف کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اور لاشعوری طور پر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کا ذہن ماؤف سا رہا۔ لیکن پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس کے ذہن میں آرتھر اور ایلون تھرٹ کے قتل کے بعد راہداری میں جانے اور پھر چھت سے نیلے رنگ کی ریز اس پر پڑنے اور ذہن کے تاریک ہو جانے کا سارا واقعہ کسی فلم کی طرح اس کے ذہن پر ابھر آیا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیسے کسی کے پیروں تلے بم پھٹتا ہے اور وہ اچھلتا ہے اس طرح توصیف بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی ایک دیوار کے ساتھ کوئی مشین موجود تھی۔ لیکن مشین پر سرخ رنگ کا کور تھا۔ کمرے کی تمام دیواروں پر سیاہ رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا لیکن سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ اس بڑے کمرے میں عمران۔ آنخا۔ عمران کے دونوں ساتھی

صفدر، اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ آٹھ ایسے افراد بھی موجود تھے جن کا تعلق آغا کے گروپ سے تھا۔ آغا۔ عمران اور اس کے ساتھی گو میک اپ میں تھے لیکن وہ انہیں دیکھتے ہی اس لئے پہچان گیا تھا کہ وہ اسی میک اپ میں تھے جس میک اپ میں وہ کاٹاشی پہاڑوں میں گئے تھے۔ اور توصیف شہلا کی وجہ سے ان سے علیحدہ ہوا تھا۔ جب کہ ان کے علاوہ باقی افراد اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔ اس ڈارک روم نما کمرے کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ چاروں طرف دیواریں ہی تھیں۔ توصیف نے آگے بڑھ کر عمران کو جھنجھوڑنا شروع کیا لیکن باوجود کوشش کے جب عمران ہوش میں نہ آیا تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں تھے کہ آخر اُسے تو خود بخود ہوش آ گیا تھا لیکن عمران کو باوجود جھنجھوڑنے کے ہوش نہ آیا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب اس کا آئندہ اقدام کیا ہو۔ کہ اچانک دائیں طرف کی دیوار سے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور توصیف بجلی کی سی تیزی سے نیچے فرش پر لیٹ گیا۔ وہ فوری طور پر آنے والوں کو یہی تاثر دینا چاہتا تھا کہ وہ بھی باقی ساتھیوں کی طرح بیہوش ہے۔ کیونکہ اس کے پاس اسلحہ نہ تھا اور ظاہر ہے آنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوگی اور وہ مسلح بھی ہوں گے۔ ابھی وہ نیچے لیٹا ہی تھا کہ دیوار درمیان سے کھلی اور پھر دو ایکریمین اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"ہونہہ تو یہ ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان" ———

آگے آنے والے لمبے تڑنگے غیر ملکی نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس باس انتھونی۔ یہ عمران ہے جس کی اتنی تعریفیں کی جا رہی تھیں لیکن آپ نے دیکھا کہ میں نے کس طرح ایک گھنٹے میں تیز ترین اور انتہائی کامیاب آپریشن کر کے نہ صرف سیل کاٹ کیپسول حاصل کر لئے بلکہ ان سب کو بھی اغوا کر کے یہاں لے آیا ہوں۔ اس طرح میں نے بیک وقت دو کارنامے سرانجام دیئے ہیں" ___ مشین گن بردار نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی عمران کی طرف ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔ توصیف نیم باز آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ بھی رہا تھا اور ظاہر ہے ان کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن رہا تھا۔ ویسے اُسے دل ہی دل میں یہ اطمینان بھی تھا کہ آنے والے دو افراد ہیں اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ اچانک ان پر حملہ کر کے ان دونوں کو کور کر سکتا ہے۔

"لیکن رجر تم نے بتایا ہے کہ تمہارے بھی بہت سے افراد ہلاک ہو گئے ہیں اس مشن میں۔ یہ کیسے ہوا" ——— انتھونی نے کہا۔

"باس۔ ان کے اڈے کو ٹریس کر کے جب وہاں ریڈ کیا تو زبردست جنگ ہوئی۔ میرے گروپ کے بارہ آدمی ہلاک ہو گئے۔ لیکن آخر کار ہم کامیاب رہے۔ کیپسول ایک ویگن میں لدے ہوئے تھے۔ ہم نے بڑی مشکل سے انہیں بیہوش کیا اور پھر میرے آدمیوں نے ان کو۔ کیپسولوں کو اور ہمارے ساتھیوں

کی لاشوں کو یہاں پہنچا دیا اور خود وہ دوسرے سنٹر میں چلے گئے" ___ راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کس سے بیہوش کیا ہے انہیں۔ انہیں باندھا نہیں گیا کہیں یہ اچانک ہوش میں نہ آ جائیں" ___ انتھونی نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں باس۔ یہ سب سپیشل ریز سے بیہوش کئے گئے ہیں۔ سپیشل ریز سے بیہوش ہونے والا ویسے بھی دو گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اس کے باوجود یہاں لا کر میں نے انہیں طویل بیہوشی کے انجکشن بھی لگا دیئے ہیں۔ آپ مطمئن رہیں یہ اب ہوش میں نہیں آ سکتے۔ اور مجھے صرف آپ کا انتظار تھا۔ تاکہ میں آپ کو دکھا سکوں کہ میں انہیں کس طرح زندہ اٹھا لایا ہوں اب آپ نے دیکھ لیا۔ اب میں انہیں گولیوں سے اڑا دیتا ہوں تاکہ آپ ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دیتے وقت یہ بتا سکیں کہ راجر نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے" ___ راجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ اس عمران کو پہلے باندھ دو اور پھر اسے کوئی اینٹی انجکشن لگا کر ہوش میں لاؤ تاکہ میں اس سے پوچھ گچھ تو کر سکوں کہ اسے زرد سورج کے اڈے میں کیپسولوں کی موجودگی کا کیسے علم ہوا۔ اور پھر اس نے کس طرح وہاں سے کیپسول حاصل کر لئے" ___ انتھونی نے کہا۔

"اوہ نہیں باس یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ یہ ایک لمحے

میں سچویشن بدل سکتے ہیں۔ اور اس وقت ہیڈ کوارٹر میں ہم دونوں ہی زندہ افراد موجود ہیں۔ اور پھر کیپسول بھی یہیں موجود ہیں۔ اس لئے آپ یہ پوچھ گچھ رہنے دیں۔ میں انہیں گولیوں سے اڑا دیتا ہوں" ___ راجر نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کسی طرح بھی انہیں ہوش میں لانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

"ارے اس قدر خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ جب یہ بندھا ہوا ہوگا تو ہمارا کیا بگاڑ لے گا اور پھر تم اور میں دونوں تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں کوئی عام آدمی تو نہیں ہیں پھر تمہارے پاس مشین گن ہے اور میرے پاس مشین پسٹل" ___ انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔ میں انہیں گولی مار رہا ہوں" ___ راجر نے سپاٹ لہجے میں انکار کرتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ سمجھے۔ اور تمہاری اس ہچکچاہٹ سے میرا شک یقین میں بدلتا جا رہا ہے۔ مجھے تمہاری بتائی ہوئی ساری کہانی مشکوک لگ رہی ہے۔ اس میں بے پناہ جھول ہیں۔ اس لئے میں اس سلسلہ میں پوری تسلی کرنا چاہتا ہوں" ___ انتھونی نے غراتے ہوئے اور انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل بھی نکال لیا۔

"کیا۔ کیا مطلب باس۔ کیسے بھول۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں" ـــــ راجر نے چونک کر پوچھا۔

"ایک گھنٹے کے اندر تمہارا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مع کیپسولوں کے اغوا کر لینا۔ تمہارے دس بارہ آدمیوں کا مارا جانا۔ لیکن ان میں سے کسی کے نہ مارے جانا۔ اور پھر تمہارا چند منٹ کے اندر ان کا اڈہ ٹریس کر لینا۔ یہ سب مشکوک مسئلہ ہے۔ جو سیکرٹ سروس کے افراد زرد سورج کے اڈے پر اس طرح ریڈ کر کے کیپسول حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ تمہارے انتظار میں تو نہ بیٹھے تھے کہ تم آؤ اور انہیں اغوا کر کے لے جاؤ۔ پھر تم کہتے ہو۔ زبردست جنگ ہوئی۔ تمہارے آدمی مارے گئے لیکن ان میں سے تو ایک بھی زخمی نہیں ہے۔ اس لئے میں ان سے پوری انکوائری کروں گا" ـــــ انتھونی نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ واقعی آپ کے ذہن میں یہ سارے خیالات آ سکتے تھے۔ میں نے کارنامہ ہی ایسا انجام دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔ آپ اچھی طرح انکوائری کر لیں" ـــــ راجر نے یکلخت ڈھیلا پڑتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب تم پر شک کرنا نہیں ہے راجر۔ بس میں تو اپنی ذہنی خلش دور کرنا چاہتا ہوں" ـــــ انتھونی نے بھی نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی آپ کی ساری خلش دور کرا دیتا ہوں ایک لمحے

میں" ـــــ راجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور انتھونی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے وہ کمرہ گونج اٹھا۔ انتھونی اچھل کر نیچے گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل فرش پر گر کر لڑھکتا ہوا ٹھیک توصیف کے ہاتھ کے پاس آ پڑا۔

"ہونہہ انکوائری کرنے چلا تھا احمق۔ اگر میں اپنی ترقی کے لئے پامر اور ہیڈ کوارٹر میں موجود سب افراد کو قتل کر سکتا ہوں تو تمہیں انکوائری کرنے دوں گا" ـــــ راجر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ لیکن اسی لمحے کمرہ مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ سے گونجا اور اس کے ساتھ ہی راجر کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی اور وہ بے اختیار اپنے ہاتھ جھٹک رہا تھا۔

"دونوں ہاتھ اٹھا لو راجر ورنہ ـــــ" توصیف نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا جس میں سے دھوئیں کی لکیر اب بھی نکل رہی تھی۔

"تت تت تمہیں ہوش کیسے آ گیا۔ اور اس احمق پامر کے آدمیوں نے تمہیں طویل بیہوشی کا انجکشن نہ لگایا ہو گا اوہ کاش اس وقت میں چیک کر لیتا۔ سپیشل ریز کا اثر ختم ہو گیا ہو گا۔ بہرحال سنو۔ میرے ساتھ معاہدہ کر لو۔ کیپسول تم لے جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی لے جاؤ اور میری جان بخش دو۔ اس طرح تمہارا مشن کامیاب ہو جائے گا۔ اور میری زندگی بچ

جائے گی ورنہ اس ہیڈ کوارٹر میں جگہ جگہ موت کے پھندے لگے ہوئے ہیں۔ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے گا" ــــ راجر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اس نے واقعی حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے تو اپنے ساتھیوں کی زندگی اور کیپسول چاہئیں۔ لیکن میں تم پر اس وقت تک اعتبار نہیں کر سکتا جب تک تمہاری تلاشی نہ لے لوں۔ اس لئے تم مڑ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ مڑ جاؤ ورنہ ــــ" توصیف نے غراتے ہوئے کہا۔

"بے شک تلاشی لے لو۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں ہی ہم سب کا فائدہ ہے" ــــ راجر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح راجر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے گھوما اور اس سے پہلے کہ توصیف کو اس تبدیلی کے سمجھنے کا موقع ملتا۔ راجر اس کے جسم سے توپ کے گولے کی طرح ٹکرایا اور اسے لیتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ مشین پسٹل توصیف کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی راجر نے واقعی انتہائی مہارت سے اس کی ناک پر بھی زوردار ٹکر جما دی یہ ٹکر اس قدر زوردار تھی کہ توصیف کے ذہن پر ستارے تو ایک طرف پوری کہکشاں رقص کرنے لگی اور پھر ذہن پر تاریکی نے جھپٹا مارا۔

"ہونہہ تم سے معاہدہ۔ ایک ہی ٹکر میں بیہوش ہو گئے بزدل۔ ابھی میں تم سب کو گولیوں سے بھونتا ہوں" ــــ راجر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑ گیا جدھر مشین گن پڑی تھی لیکن اس کا یہی فقرہ توصیف کو سنبھالنے کے لئے اکسیر ثابت ہوا۔ بزدل کا لفظ اس کے ڈوبتے ہوئے ذہن میں دھماکہ کر گیا۔ اور پھر راجر جیسے ہی مشین گن اٹھا کر پلٹنے لگا۔ توصیف جو اٹھ کر بیٹھ چکا تھا کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اس سے جا ٹکرایا اور اس بار وہ اسے ساتھ لئے نیچے جا گرا۔ مشین گن ایک بار پھر راجر کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ راجر نے نیچے گرتے ہی اسے اپنے پیروں کی مدد سے اچھالنے کی کوشش کی لیکن توصیف کے ذہن میں تو بزدل کا لفظ کسی پھانس کی طرح اٹک گیا تھا اس کا جسم سمٹ کر یکلخت فضا میں بلند ہوا۔ اور دوسرے لمحے اس کے جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے راجر کی ناف پر پڑے اور راجر کے حلق سے کریہہ چیخ نکلی۔ توصیف ایک بار پھر اچھلا اور گرا۔ اور پھر تو جیسے اس کے جسم میں کسی نے مشین فٹ کر دی ہو۔ تیسری بار جب اس نے دونوں گھٹنے ناف پر مارے تو راجر کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا اور اس بار توصیف اوپر اچھلنے کی بجائے تیزی سے پلٹ کر سائیڈ پر گرا۔ اور پھر اچھل کر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے بجلی کی تیزی سے قریب پڑی مشین گن اٹھا

کہ راجر کے سینے سے لگا دی۔

"مجھے بزدل کہہ رہے تھے۔ مجھے" ـــــ توصیف نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اس کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے ہی لگی تھی کہ یکلخت اس کے جسم نے جھرجھری سی لی۔ اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ اس کے ساتھیوں کو طویل بیہوشی کے انجکشن لگائے گئے ہیں اس لئے جب تک اس کا توڑ نہ ہو گا وہ ہوش میں نہ آسکیں گے اور یہ راجر مر گیا تو اس کے لئے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لے آنا مسئلہ بن جائے گا اس لئے اس نے اپنے دل میں امڈنے والے بے پناہ غصے کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا اور ٹریگر دبانے کی بجائے پیچھے ہٹ کر زور سے سانس لینے لگا۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ راجر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کی لکیریں سی بہہ کر باہر آ گئی تھیں لیکن اس کی مقدار بے حد کم تھی۔ بہرحال وہ مرا نہ تھا صرف بیہوش ہوا تھا۔ کیونکہ اس کا سانس چل رہا تھا۔ توصیف نے جلدی سے اپنی بیلٹ کھولی اور پھر اس بیلٹ کی مدد سے اس نے راجر کو اٹھا کر اس کے دونوں بازو عقب میں کر کے اچھی طرح باندھ دیئے۔ پھر وہ آغا کے ایک آدمی کی طرف بڑھا اس نے اس کی بیلٹ کھولی اور پھر اس کی مدد سے راجر کے دونوں ٹخنے بھی باندھ کر

اس نے سیدھا کیا۔ اور پھر مشین گن کاندھے سے لٹکا کر اس نے دونوں ہاتھ اس کی بغلوں میں ڈالے اور اسے گھسیٹتا ہوا ایک دیوار کی طرف آ گیا۔ اس نے اسے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا۔ بیہوش ہونے کی وجہ سے چونکہ راجر کا جسم سائیڈ پر لڑھک رہا تھا اس لئے اس نے جھک کر ایک ہاتھ اس کے بائیں کندھے پر رکھ کر اسے سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے راجر کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چار زوردار تھپڑوں کے بعد راجر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور توصیف سیدھا ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد راجر نے اپنے آپ کو سنبھال لینا تھا۔ راجر کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی اور چہرہ تکلیف کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"تم نے مجھے بزدل کہا تھا راجر اور تمہیں شاید علم نہ ہو کہ بزدل کو میں ماں کی گالی سے بھی بڑی گالی سمجھتا ہوں، اس لئے تمہارے اس لفظ نے مجھے ہوش دلا دیا" ـــــ توصیف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں بے بس ہو چکا ہوں ـــــ مار دو مجھے ـــــ لیکن یاد رکھو تم یا تمہارے ساتھی کسی صورت بھی زندہ ہیڈ کوارٹر سے باہر نہ جا سکیں گے۔ جیسے ہی تم اس کمرے سے باہر نکلے تمہاری روح تمہارے جسم سے پرواز کر جائے گی" ـــــ

راجر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"مجھے خواہ مخواہ کی قتل و غارت کا کوئی شوق نہیں ہے راجر۔ میں اب بھی تمہارے ساتھ معاہدہ کرنے کو تیار ہوں مجھے صرف وہ کیپسول چاہئیں اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی۔ بولو کیا چاہتے ہو۔ یا میں مشین گن کا ٹریگر دبا دوں۔ تم تو اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاؤ گے۔ بعد میں ہمارے ساتھ جو ہوتا رہے گا ہوتا رہے"۔۔۔ توصیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"تم تم میں تیار ہوں۔ میرے ہاتھ کھول دو میں ضمانت دیتا ہوں کہ اب کوئی غلط حرکت نہ کروں گا"۔۔۔ راجر نے جلدی سے کہا۔ اس کی آنکھوں میں امید کی چمک ابھر آئی تھی۔

"سوری راجر اب میں فوری طور سے تم پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ میں اکیلا ہوں۔ اس لئے اگر تم واقعی اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو تمہیں میرے کم از کم ایک ساتھی کو ہوش میں لانے کی ترکیب بتانی پڑے گی۔ بولو تیار ہو یا۔۔۔۔" توصیف نے کہا۔

"انہیں طویل بیہوشی کے انجکشن لگے ہوئے ہیں۔ یہ اب اس وقت تک ہوش میں نہیں آ سکتے جب تک اس کا انٹی انجکشن نہ لگایا جائے۔ اور انٹی انجکشن یہاں موجود نہیں ہیں اور جہاں موجود ہیں وہاں تک تم پہنچ نہیں سکتے۔ جب تک میں

تمہیں ساتھ نہ لے جاؤں۔ اور ان سائنسی حفاظتی انتظامات کو ختم کرنے کے لیے مجھے جگہ جگہ بٹن دبانے پڑیں گے۔ اس لئے تم میرے ہاتھ پیر کھول دو"۔۔۔ راجر نے کہا۔

"تم بکواس زیادہ کرتے ہو۔ سنو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ بتا دو کہ وہ انجکشن کہاں ہیں ورنہ۔۔۔۔۔" توصیف نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کرنی شروع کر دی۔

"رک جاؤ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ ایک ڈبہ یہاں بھی موجود ہے۔ وہ سامنے والی الماری کھولو۔ اس کے نچلے خانے کی سائیڈ پر ایک جگہ ابھری ہو گی۔ اسے دباؤ گے تو خفیہ خانہ کھل جائے گا۔ وہاں انٹی انجکشن کا ڈبہ موجود ہے۔ یہ یاد رکھنا کہ تمہارے ساتھی ہوش میں بھی آ جائیں تب بھی میری مدد کے بغیر تم زندہ یہاں سے نہیں نکل سکتے"۔۔۔ راجر نے تیز تیز لہجے میں کہا شاید توصیف کے چہرے پر چھا جانے والی سفاکی سے وہ خوفزدہ ہو گیا تھا۔ توصیف تیزی سے الماری کی طرف مڑا۔ اس نے الماری کھولی۔ اور پھر سائیڈ پر ہو کر اس نے اس کے نچلے خانے کی سائیڈ پر ہاتھ پھیرا۔ ایک جگہ واقعی ابھری ہوئی تھی۔ اس نے اسے دبایا تو واقعی ایک خانہ کھل گیا۔
اس میں ایک ڈبہ موجود تھا۔ توصیف نے وہ ڈبہ اٹھایا اور اسے کھولا تو اس میں سرنج اور انجکشن محلول کی آٹھ بوتلیں

"توصیف صاحب اوہ میرا نام ہاشم ہے" ۔۔۔ اس آدمی نے چونک کر جواب دیا۔ اور توصیف کو مکمل یقین ہو گیا کہ انجکشن واقعی درست ہیں۔ اسے خواہ مخواہ وہم ہو رہا تھا۔ چنانچہ وہ سرنج اٹھائے اطمینان بھرے انداز میں عمران کی طرف بڑھ گیا۔ راجہ اب خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ہاشم کے ہوش میں آنے پر اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ چنانچہ توصیف کی اب مکمل طور پر تسلی ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے راجہ کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ اور جلدی جلدی پہلے عمران۔ پھر آغا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کے بازوؤں میں انجکشن لگا دیا۔ ہاشم اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"یہ لو ہاشم اپنے ساتھیوں کو انجکشن لگا دو" ۔۔۔ توصیف نے سرنج اور محلول کی شیشیوں والا ڈبہ ہاشم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے وہ راجہ کی طرف مڑ رہا تھا کہ راجہ کے ہذیانی انداز کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"ہا۔ ہا۔ آخر میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں سے انتقام لے لیا۔ میرا مشن مکمل ہو گیا۔ ہا۔ ہا۔ ہا" ۔۔۔ راجہ نے ہذیانی انداز میں قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سا پاگل پن چھایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"کیا ہوا تمہیں کیا تم اپنے آپ کو پاگل ظاہر کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاگل میں نہیں تم ہو جس نے اپنے ہاتھوں خود ہی پاکیشیا

سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو موت کے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ عمران کی موت سے میرے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی ہے۔ اب بے شک مجھے مار ڈالو تم زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتے ہو لیکن اب دنیا کی کوئی طاقت عمران اور اس کے تین ساتھیوں کو نہیں بچا سکتی" ۔۔۔ راجہ نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں اس انجکشن کا تجربہ کر چکا ہوں۔ اس لئے تم اس طرح کی بکواس کر کے آخر کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔ توصیف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی راجہ کی بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"سنو احمق آدمی ۔۔۔ عمران اور اس کے تین ساتھی سپیشل ریز کے شکار ہو رہے تھے۔ تم بھی سپیشل ریز کے شکار تھے۔ تم سب کو میں نے طویل بیہوشی کے انجکشن ٹائم لگانے کے احکامات دیئے تھے کیونکہ سپیشل ریز کا اثر زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے تک رہتا ہے۔ لیکن اس احمق ہاشم نے تمہیں انجکشن نہ لگایا اس طرح تم تو ہوش میں آ گئے لیکن یہ ہوش میں نہ آ سکتے تھے۔ جب کہ یہ باقی افراد ہیڈ کوارٹر سے ہارلی ون ریز سے بیہوش کئے گئے تھے۔ اب سنو یہ انجکشن انٹی ٹی ون ریز کے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ ہوش میں آ گئے۔ لیکن سپیشل ریز اور ٹائم جس جسم میں اکٹھے ہو جائیں اس کے لئے یہ انٹی ٹی ون انجکشن زہر بن جاتے ہیں۔ انتہائی مہلک زہر۔ اس لئے تمہارے باقی ساتھی

تو ہوش میں آجائیں گے مگر عمران اور اس کے تین ساتھی یہاں تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے۔ عبرتناک موت اور تم ان کا علاج نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کمرے سے باہر نکلتے ہی تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس طرح میں نے اپنا انتقام تم لوگوں سے لے لیا ہے۔ ہیلی کاپٹر کیپسولوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ اصل اہمیت عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کو حاصل ہے۔ اب میں مرنے کے لئے تیار ہوں" — راجہ نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ اس کا چہرہ کسی اندرونی مسرت سے جگمگا رہا تھا۔ جیسے اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد پورا کر دیا ہو۔ توصیف کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کا اندر کا سانس اندر اور باہر کا باہر رہ گیا تھا۔ اُسے جیسے سکتہ سا ہو گیا تھا۔

"میں تمہیں گولیوں سے اُڑا دوں گا۔ میں تمہیں کچل ڈالوں گا" — یکلخت توصیف نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا۔ اس کا ذہن واقعی خوفناک دھماکوں کی زد میں آ گیا تھا۔ لیکن راجہ اس کے جواب میں مسلسل قہقہے لگا رہا تھا اور پھر راجہ کے ان ہذیانی قہقہوں میں مشین گن کے قہقہے بھی شامل ہو گئے۔ توصیف نے راجہ پر فائر کھول دیا تھا۔ اور اس وقت تک اس نے ٹریگر سے ہاتھ نہ ہٹایا جب تک مشین گن سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نہ نکلیں۔ راجہ کا جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ بن گیا تھا۔

"اوہ اوہ یہ کیا ہو گیا۔ اوہ عمران۔ آغا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی موت" — توصیف نے بوکھلائے ہوئے

انداز میں خالی مشین گن ایک طرف پھینکتے ہوئے چیخ کر کہا اور تیزی سے آغا اور عمران کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ کیونکہ واقعی عمران۔ آغا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر زہر کی نیلاہٹ تیزی سے اُبھرتی نظر آ رہی تھی اور ان کے منہ کے کناروں سے نیلے رنگ کے چھوٹے چھوٹے بلبلے بنتے پھوٹتے دکھائی دے رہے تھے۔ اور توصیف نے بے اختیار اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ دوسرے لمحے وہ دھڑام سے نیچے گرا۔ اور بیہوش ہو گیا لیکن بیہوشی کے عالم میں بھی اس کے چہرے پر شدید ندامت اور شرمندگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اور ظاہر ہے یہ شرمندگی اپنے ہی ہاتھوں عمران۔ آغا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو موت کے گھاٹ اتارنے کی تھی۔ لیکن ظاہر ہے قضا کا تیر کمان سے نکل چکا تھا جسے واپس لانا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

دو توصیف میں شہلا ہوں انکل راجندر میرے ساتھ ہیں توصیف — شہلا نے دروازے کے ساتھ منہ لگا کر اپنی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل توصیف کو آوازیں دے رہی تھی لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔

"ہٹ جاؤ شہلا اب یہ دروازہ بم مار کر ہی اڑانا پڑے گا" —— کرنل راجندر نے ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی شہلا کو بازو سے پکڑ کر پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔ اور شہلا ہچکیاں لے لے کر بُری طرح رونے لگی۔

"بم مار دو" — کرنل راجندر نے اپنے ساتھی سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بم مارتا۔

"شہلا" —— اچانک دروازے کی دوسری طرف سے توصیف کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"رک جاؤ" —— کرنل راجندر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور بم مارنے والے کا گھومنے کے لئے اٹھتا ہوا ہاتھ ایک جھٹکے سے رُک گیا۔

"توصیف — توصیف تم زندہ ہو — میں شہلا ہوں — میں شہلا ہوں" —— شہلا اس تیزی سے دروازے سے چمٹ کر چیخنے لگی کہ جیسے لوہا مقناطیس سے جا چمٹتا ہے۔

"شہلا تم۔ تم واپس کیسے آگئیں — یہ دروازہ تو جام ہے — تمہاری طرف تو جگہ جگہ سائنسی آلات بکھرے ہوئے تھے" — توصیف کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

"توصیف دروازے سے دور ہٹ جاؤ۔ مشینری جام ہو چکی ہے۔ اس لئے دروازہ سوائے بم سے اڑانے کے نہ کھلے گا۔ ہٹ جاؤ میں بم مار رہا ہوں" — کرنل راجندر نے چیخ کر کہا۔

"اوہ انکل راجندر ساتھ ہیں۔ ٹھیک ہے میں ہٹ رہا ہوں" —— توصیف کی دور ہٹتی ہوئی آواز سنائی دی۔ شہلا بھی تیزی سے پیچھے ہٹ آئی۔ توصیف کی آواز سن کر اس کا مایوسی میں ڈوبا ہوا چہرہ اب کسی گلاب کے پھول کی طرح کھلا نظر آ رہا تھا۔

"بم مار دو" — کرنل راجندر نے چند لمحے انتظار کرنے کے بعد کہا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور فولادی دروازہ اُڑ کر اندر جا گرا۔

توصیف کو آغا کے ساتھیوں نے ہوش تو دلا دیا تھا۔ لیکن توصیف کی حالت بیحد دگرگوں تھی۔ آغا عمران اور اس کے ساتھی واقعی یقینی موت کے پنجے میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن توصیف بالکل ہی بے بس ہو چکا تھا۔ وہ ان کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ وہ خلوتی بیٹھا بس انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ اُسے یہ بھی ہوش نہ تھا کہ آغا کے ساتھی کیا کرتے پھر رہے ہیں۔

"توصیف صاحب توصیف ـــــ ادھر ایک دروازے کے پیچھے سے آپ کی منگیتر شہلا کی آواز آ رہی ہے۔ وہ آپ کا نام پکار رہی ہیں" ـــــ ایک آدمی کی آواز توصیف کے کانوں میں پڑی اور جس طرح بجلی کا زوردار جھٹکا لگتا ہے۔ اسی طرح توصیف جھٹکا لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"شہلا اور یہاں۔ اوہ کہاں ہے وہ" ـــــ توصیف نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

"آیئے میرے ساتھ" ـــــ اس آدمی نے جو آغا کا ہی ساتھی تھا دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ارے باہر تو سائنسی آلات ہیں۔ خطرہ ہے" ـــــ توصیف نے چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں ہے۔ ہم اس حصے میں گھوم چکے ہیں۔ لیکن یہاں سے باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایک دروازہ ہے جو جام ہے اور انتہائی مضبوط ہے" ـــــ اس آدمی نے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے کہا اور توصیف سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ واقعی ایک بند فولادی دروازے تک پہنچ گیا۔ لیکن وہاں شہلا کی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

"شہلا" ـــــ توصیف نے دروازے کے قریب جا کر زور سے چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ" ـــــ دوسرے لمحے دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لیکن آواز مدھم ہونے کی وجہ سے وہ بولنے والے کو نہ پہچان سکا تھا۔

"توصیف ـــ توصیف تم زندہ ہو ـــ میں شہلا ہوں ـــ میں شہلا ہوں" ـــــ اسی لمحے دروازے کی دوسری طرف سے شہلا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شہلا تم واپس کیسے آ گئیں ـــ یہ دروازہ تو جام ہے ـــ

تمہاری طرف تو جگہ جگہ سائنسی آلات بکھرے ہوتے تھے" ۔۔۔ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"توصیف دروازے سے دور ہٹ جاؤ ۔ مشینری جام ہو چکی ہے اس لئے دروازہ سوائے بم سے اڑانے کے نہ کھلے گا ۔ ہٹ جاؤ میں بم مار رہا ہوں" ۔۔۔ وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور اس بار وہ آواز پہچان گیا تھا کہ یہ آواز اپ لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف کرنل راجندر سنگھ کی تھی۔

"اوہ انکل راجندر ساتھ ہیں۔ ٹھیک ہے میں ہٹ رہا ہوں" ۔۔۔ توصیف نے اطمینان بھرے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اُسے کرنل راجندر کی آواز سن کر واقعی بیحد اطمینان کا احساس ہوا تھا۔ کہ اب کرنل راجندر کی مدد سے وہ عمران۔ آغا اور دوسرے ساتھیوں کو ہسپتال تک پہنچا سکے گا۔

دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور فولادی دروازہ اکھڑ کر اندر آگرا۔ اور چند لمحوں بعد واقعی کرنل راجندر اور شہلا تیزی سے دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دوسرے افراد تھے۔

"انکل انکل جلدی کیجئے۔ میرے ساتھی مر رہے ہیں انہیں زہر کا ٹیکہ لگایا گیا ہے۔ ادھر آیئے پلیز انکل انہیں ہسپتال پہنچا دیجئے شاید یہ بچ جائیں۔ پلیز انکل" ۔۔۔ توصیف نے اوٹ سے نکل کر تیزی سے کرنل راجندر کی طرف دوڑتے ہوئے کہا۔

"توصیف اوہ خدا کا شکر ہے تم زندہ ہو" ۔۔۔ شہلا نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن توصیف نے اس کی بات کا جواب دینا تو ایک طرف اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ وہ کرنل راجندر کو بازو سے پکڑے پاگلوں کے انداز میں دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف لئے جا رہا تھا جہاں عمران آغا اور عمران کے ساتھی پڑے ہوئے تھے۔

"وہ علی عمران کہاں ہے ۔۔۔ شہلا بتا رہی تھی کہ علی عمران یہاں آیا ہوا ہے" ۔۔۔ کرنل راجندر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہی ہے ۔ کرنل یہ ہے علی عمران ۔۔۔ یہ دو اس کے ساتھی ہیں اور یہ میرا دوست آغا ہے ۔ پلیز انہیں فوراً ہسپتال پہنچائیں" ۔۔۔ توصیف نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ یہ تو واقعی مرنے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ باسم اٹھاؤ انہیں اور لے جاؤ سپیشل ہسپتال میں جلدی کرو" ۔۔۔ کرنل راجندر نے چیختے ہوئے کہا اور باسم اور اس کے ساتھ آنے والے کئی افراد فرش پر پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف جھپٹے اور پھر وہ انہیں کاندھوں پر لاد کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ میں ڈاکٹر کی منت کروں گا" ۔۔۔ توصیف نے بھی بوکھلاتے ہوئے انداز میں کرنل راجندر کے آدمیوں کے پیچھے دوڑتے ہوئے کہا۔

"توصیف توصیف" ۔۔۔ شہلا نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ لیکن توصیف نے اس کی ایک نہ سنی اور دوڑتا ہوا کمرے

سے باہر نکل گیا۔ آغا کے ساتھی بھی اُس کے پیچھے ہی باہر لپک گئے تھے۔

توصیف دوڑتا ہوا کوٹھی سے باہر نکلا جب کہ کرنل کے ساتھی دو کاروں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈال کر لے جا چکے تھے۔ لیکن توصیف کسی کار میں نہ بیٹھا تھا بلکہ ویسے ہی دوڑتا ہوا کوٹھی کے گیٹ سے باہر نکلا اور ساتھ ہی اس نے مڑ کر آغا کے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے ایک گلی میں پہنچ گئے۔

"سنو یہیں کہیں چھپ جاؤ۔ کرنل راجندر اور اس کے ساتھیوں کے جانے کے بعد ہم نے وہ ہیلی کاٹ کیپسول تہہ خانے سے نکال کر لے جانے ہیں" ___ توصیف نے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن توصیف صاحب کرنل راجندر چلا گیا تو اس کے ساتھی تو یہاں رہیں گے پھر کیپسول تو کسی بڑی ویگن میں ہی جا سکتے ہیں" ___ ایک آدمی نے کہا۔

"میں اس کی عادت جانتا ہوں۔ وہ زیادہ دیر نہ رکے گا۔ اور اپنے ایک دو آدمی یہاں چھوڑ کر چلا جائے گا۔ پھر صبح کو آ کر تفصیلی چیکنگ کرے گا۔ جہاں تک ویگن کا تعلق ہے ارشاد کالونی کے پہلے چوک سے دائیں طرف ایک کوٹھی کے باہر ایک میڈلین کمپنی کا ویئر ہاؤس ہے۔ اس کے اندر بڑی

بڑی ویگنیں کھڑی ہوتی ہیں۔ چوکیدار کو بیہوش کر کے ویگن آسانی سے اڑا کر لائی جا سکتی ہے۔ جلدی کرو۔ دو آدمی جا کر ویگن لے آؤ۔ جلدی کرو۔ اور اُسے کہیں چھپا کر رکھنا جب تک میں نہ بلواؤں" ___ توصیف نے کہا اور دو آدمی تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"باس آغا کاش بچ جائیں" ___ ایک آدمی نے کہا۔

"میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ بچ جائیں گے۔ اس لئے تو میں وہاں سے نکل آیا اگر میں وہاں رہتا تو شیلا لازماً مجھے ساتھ لے جاتی اور صبح جب کرنل راجندر اس کوٹھی کی تفصیلی چیکنگ کراتا تو ہیلی کاٹ کیپسول اس کے ہاتھ لگ جاتے" ___ توصیف نے کہا۔ اور پھر وہ سب سڑک کی طرف آ کر ادھر اُدھر بکھر کر چھپ گئے تاکہ کرنل راجندر اور اس کے ساتھیوں کی واپسی کو چیک کر سکیں۔ انہوں نے وہاں ارد گرد کے بہت سے لوگ اکٹھے دیکھے اور ایک پولیس جیپ بھی کوٹھی کے گیٹ پر کھڑی نظر آئی۔ پھر پولیس کے افراد کوٹھی سے باہر نکلے۔ اور انہوں نے چیخ چیخ کر وہاں موجود علاقے کے لوگوں کو یہ کہہ کر وہاں سے ہٹانا شروع کر دیا کہ یہ کارروائی سیکرٹ سروس کی ہے اور لوگ جو شاید دھماکوں کی آوازیں سن کر ملحقہ کوٹھیوں سے نکل کر آئے تھے تیزی سے واپس پلٹ کر جانے لگے۔ پولیس جیپ بھی واپس چلی گئی۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد کوٹھی کے پھاٹک سے دو جیپیں اور دو کاریں

باہر آئیں اور تیزی سے دوڑتی ہوئیں چوک کی طرف بڑھ گئیں۔

توصیف نے ایک جیپ میں شہلا کو کرنل راجندر کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ شہلا اب اس سے سخت ناراض ہو گی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ شہلا کو وہ منا لے گا لیکن اگر ہیلی کاٹ کے کیپسول اپ لینڈ سیکرٹ سروس کے ہاتھ چڑھ گئے تو پھر وہاں سے ان کی برآمدگی بیحد مشکل ہو جائے گی۔ جب کرنل راجندر اور اس کے ساتھیوں کو گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو توصیف اوٹ سے باہر نکلا اور اس نے مخصوص اشارے سے ادھر اُدھر چھپے ہوئے آغا کے آدمیوں کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔ وہاں ایک آدمی موجود تھا جسے بیہوش کر دیا گیا۔ اس کے پاس ایک بیٹری سے چلنے والی سرچ لائٹ بھی انہیں مل گئی۔ اس طرح انہیں اور بھی آسانی ہو گئی۔

"تم جاؤ اور جا کر ویگن لے آؤ۔ جلدی کرو میں وہ تہہ خانہ ڈھونڈھتا ہوں" ___ توصیف نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں کو لے کر وہ اُسی راستے سے گزرتا ہوا واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں انتھونی اور راجہ کی لاشیں تھیں۔ لاشیں ابھی تک پڑی تھیں لیکن اُسے یاد آگیا کہ کرنل راجندر نے کہا تھا کہ مشینری جام ہو چکی ہے۔ اور اسی لیے بم مار کر دروازہ توڑا گیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی توصیف بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ مشینری کتنی دیر کے لیے جام کی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ اندر ہوں اور مشینری دوبارہ چالو ہو جائے۔ اس صورت میں تو

ظاہر ہے وہ ایک بار پھر اندر پھنس کر رہ جائیں گے۔

"سنو یہاں سے بم وغیرہ ڈھونڈھو ___ جلدی کرو ___ میں یہاں کی مشینری کا مرکز تلاش کر کے اُسے تباہ کرتا ہوں" ___ توصیف نے کہا اور سب واپس دوڑ پڑے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ عمارت کے پہلے والے حصے میں جہاں غیر ملکیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک کمرے میں موجود اسلحے کا سٹور تلاش کرنے میں وہ کامیاب ہو گئے۔ توصیف نے بم اور میزائل گنیں اٹھائیں اور پھر اس نے سب سے پہلے اس ہال میں موجود چاروں دیواروں میں نصب بڑی بڑی مشینوں کو میزائل مار مار کر تباہ کرنا شروع کر دیا۔ مشینیں اس طرح ساکت نظر آ رہی تھیں جیسے چلتے چلتے رک گئی ہوں۔ یہ ساری کارروائی اسی سرچ لائٹ کی روشنی میں جاری تھی۔ اور جب ساری مشینری مکمل طور پر تباہ ہو گئی تو توصیف نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کے بعد وہ آغا کے ساتھیوں سمیت واپس اس ڈارک روم میں آگیا۔ ڈارک روم کے فرش پر جب طاقتور بم مارے گئے تو اس کا فرش ٹوٹ گیا۔ اور اب نیچے ایک کمرہ صاف دکھائی دینے لگا تھا۔ اس میں لکڑی کی پیٹیاں موجود تھیں۔ چھت کا ملبہ نیچے گرنے کی وجہ سے نیچے اترنے کا ایک ٹیڑھا میڑھا راستہ بن گیا تھا۔ توصیف دو ساتھیوں سمیت نیچے اترا۔ اور پھر ان پیٹیوں میں سرخ رنگ کے کیپسول دیکھ کر اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔

یہی وہ ہیلی کاٹ کیپسول تھے جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی موت کے منہ میں داخل ہوتے تھے۔ اور ان ایکریمینز کو موت کے اندھیرے میں اُترنا پڑا تھا۔ اور توصیف سوچ رہا تھا کہ اس کی اور دوسرے ساتھیوں کی زندگی اور ان ہیلی کاٹ کیپسولوں کی واپسی کا سہرا شہلا کے سر ہی بندھتا ہے۔ اگر شہلا کرنل راجندر کو لے کر واپس نہ آجاتی تو یقیناً وہ بھی یہیں پڑے سسک سسک کر مر جاتے۔ یا باہر نکلنے کی کوشش میں سائنسی آلات کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتے۔

آغا کے ساتھیوں نے انتہائی تیزی اور محنت سے کمرے میں موجود کیپسولوں کی پچاس پیٹیاں وہاں سے نکال کر بیرونی حصے تک پہنچا دیں۔ جہاں میڈیسن کمپنی کی ایک بڑی سی ویگن پہنچ چکی تھی جسے آغا کے ساتھی میڈیسن کمپنی کے ویئر ہاؤس سے چُرا کر لے آنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد پیٹیاں ویگن میں لوڈ کرا لی گئیں اور توصیف نے آغا کے ایک خاص اڈے پر انہیں پہنچانے کا حکم دیا۔ آغا کے ساتھیوں کی کاریں مختلف جگہوں پر چھپی ہوئی موجود تھیں۔ توصیف نے ایک کار ان سے لی۔ اور اب ہیلی کاٹ کیپسولوں کی طرف سے تسلی ہو جانے کے بعد اس نے سپیشل ہسپتال جانے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ عمران اس کے ساتھیوں اور آغا کے متعلق معلوم کر سکے۔ کار

چلانے کے ساتھ ساتھ وہ واقعی بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ ان کی زندگیوں کی دعائیں بھی مانگتا جا رہا تھا۔ جو بہر حال ہیلی کاٹ کیپسولوں سے زیادہ قیمتی تھیں۔

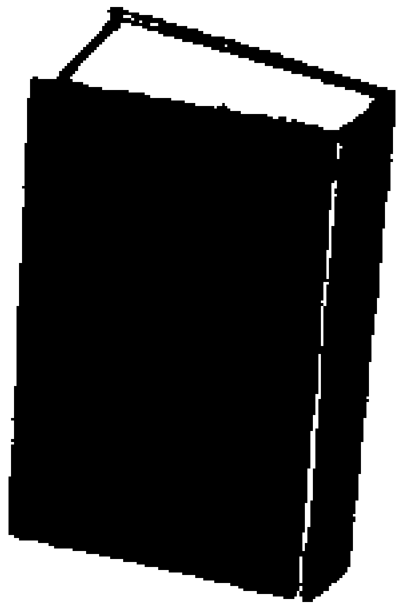

"اب میں اس کی شکل بھی نہ دیکھوں گی۔ مجھے کیا ضرورت ہے۔ اس کے پیچھے بھاگنے کی۔ ہونہہ وہ سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو" ۔۔۔ شہلا نے انتہائی غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ کے ڈرائنگ روم میں ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید غصہ طاری تھا۔ رات جس طرح توصیف اسے نظر انداز کر کے اس عمران اور دوسرے آدمیوں کے ساتھ چلا گیا تھا۔ اس سے اُسے توصیف پر شدید غصہ آیا تھا لیکن کرنل راجندر سنگھ کی وجہ سے وہ خاموش ہو گئی تھی۔ کرنل راجندر کو چونکہ کسی اور مجرم کی وجہ سے جلدی تھی۔ جس کی خاطر اس نے سڑک پر پکٹنگ کی ہوئی تھی۔ جہاں شہلا کی کار روکی گئی تھی۔ اس لئے کرنل راجندر سنگھ نے توصیف کے جانے کے بعد وہاں کا سرسری سا جائزہ لیا اور

پھر اپنے ایک آدمی کو وہاں چھوڑ کر وہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے چل پڑا تھا اور وہ دوبارہ اسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں ابھی تک اس کے کچھ ساتھی موجود تھے۔ اور شہلا کی کار بھی کھڑی تھی۔ کرنل راجندر نے اسے گھر جانے کے لئے کہا۔ اور شہلا جو پہلے ہی توصیف کے رویے کی وجہ سے جلی بھنی ہوئی تھی جیپ میں بیٹھ کر واپس آ گئی تھی لیکن باقی رات اس نے جاگ کر ہی گزاری تھی۔ اس نے توصیف کی رہائش گاہ پر بھی بار بار فون کئے لیکن توصیف کے اکلوتے ملازم نے ہر بار یہی جواب دیا تھا کہ صاحب نہیں آئے اور اب صبح کے دس بج گئے تھے لیکن نہ ہی توصیف اس کے پاس آیا تھا اور نہ اپنے گھر پہنچا تھا۔ حالانکہ صبح سے بلا مبالغہ اس نے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا۔ اور جیسے ہی اسے جواب ملتا کہ توصیف نہیں آیا اس کا غصہ اور بڑھ جاتا۔

"وہ ان پاکیشیائیوں کی خدمت گزاری میں لگا ہو گا مجھے ملے تو سہی میں اس سے ہمیشہ کے لئے کٹی کر لوں گی" ـــ شہلا نے اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"باجی ناشتہ لے آؤں۔ آپ نے تو صبح سے ناشتہ ہی نہیں کیا" ـــ اس کی ملازمہ نے سہمے ہوئے لہجے میں کمرے کے دروازے میں داخل ہو کر کہا۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے جاؤ" ـــ شہلا نے انتہائی

غصیلے لہجے میں کہا اور ملازمہ بیچاری مڑ کر باہر چلی گئی۔ اس نے ایک بار پھر توصیف کی رہائش گاہ پر فون کرنے کے لئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور شہلا نے چونک کر دیکھا تو توصیف دروازے میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ شہلا نے جلدی سے منہ پھیر لیا۔

"ارے ارے کیا ہوا منہ کیوں پھیر لیا ـــ چلو کوئی بات نہیں میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں تم جلدی سے میک اپ کر لو واقعی میک اپ کے بغیر چڑیل ہی نظر آؤ گی ـــ توصیف نے کہا۔

"شٹ اپ اب بکواس کرنے آ گئے ہو ـــ مجھے کیا ضرورت ہے میک اپ کرنے کی ـــ میں تم سے اب کبھی نہیں بولوں گی۔ ہاں کبھی نہیں ـــ جاؤ دفع ہو جاؤ" ـــ شہلا نے تڑپ کر اس کی طرف منہ کرتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے کیا ہوا خیریت ـــ یہ صبح صبح کونین تو نہیں چبا ڈالی۔ اتنا غصہ ویسے ایک بات ہے شہلا مجھے یہ غصیلی لڑکیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں ـــ بالکل لڑاکا مینڈھے کی طرح لگتی ہیں" ـــ توصیف نے آگے بڑھ کر اطمینان سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہو گے مینڈھے بلکہ گینڈے ـــ ہاتھی ـــ یہ میں ہی پاگل ہوں کہ تمہارے وہاں قید ہو جانے کا سن کر پاگلوں کی طرح

بھاگ پڑی ـــ اور تم ـــ تم نے وہاں میری طرف دیکھا بھی نہیں۔ میری بات ہی نہیں سُنی ـــ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی تمہیں مجھ سے زیادہ فکر تھی ـــ پھر جاؤ وہاں یہاں کیوں آتے ہو۔ جاؤ ان ایجنٹوں کی جوتیاں چاٹو جاؤ" ـــ شہلا آخر پھٹ ہی پڑی۔

"وہیں سے تو آ رہا ہوں شہلا ـــ ساری رات مجھے ان کے سرہانے بیٹھ کر کاٹنی پڑی۔ بس خدا کا کرم ہو گیا کہ ان کی جان بچ گئی ـــ ورنہ تو واقعی بہت بڑی ٹریجڈی ہو جاتی ـــ ویسے ایک بات ہے۔ وہ علی عمران صاحب تو کہہ رہے تھے کہ میں جا کر خود شہلا کا شکریہ ادا کروں گا جس کے بروقت پہنچ جانے سے انہیں طبی امداد مل گئی اور وہ بچ گئے ـــ لیکن میں نے منع کر دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم غصے میں ہو گی اور اگر وہ ساتھ آ جاتا اور تمہاری یہ باتیں سُن لیتا تو وہ کیا سوچتا تمہارے متعلق حالانکہ میں نے تو تمہاری اتنی تعریفیں کر رکھی ہیں اس کے سامنے کہ شہلا بہت اچھی ہے ـــ بڑی شیریں زبان ہے ـــ اس کے منہ سے ہر وقت پھول جھڑتے ہیں" ـــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اللہ میری تعریفیں کرو ـــ ان کے سامنے تم نے تو مجھ سے زیادہ انہیں ترجیح دی تھی ـــ میری بات ہی نہیں سنی۔ اور بھاگے چلے گئے۔ ان کے پیچھے ـــ بس جاؤ میں تمہارے ساتھ اب نہیں بولوں گی ـــ میری تمہاری کٹی" ـــ شہلا نے اُسی

طرح منہ پھُلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار اس کا لہجہ پہلے سے قدرے نرم تھا۔

"پکی کُٹی" ـــ توصیف نے کہا۔

"ہاں ہاں پکی کُٹی" ـــ شہلا نے چھوٹی بچیوں کے سے انداز میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے اب میں آزاد ہوں کسی سے بھی شادی کر سکتا ہوں" ـــ توصیف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں کر لو ـــ ہائیں کیا کہا ـــ شادی۔ کس سے شادی کرو گے تم ـــ میں تمہارا منہ نہ نوچ لوں گی ـــ کر کے دکھاؤ کسی سے شادی" ـــ شہلا نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر تم تو پکی کُٹی کر چکی ہو۔ پھر تمہیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میری کسی سے شادی پر" ـــ توصیف نے کہا۔

"اچھا تو یہ ارادے ہیں تم اس انتظار میں تھے۔ کہ میں تم سے کُٹی کروں اور تم کسی سے شادی کر لو ـــ بولو کون ہے وہ بتاؤ مجھے" ـــ شہلا کا چہرہ غصے کی شدت سے تمتما اٹھا تھا۔

"ایک بیحد خوبصورت لڑکی ہے ـــ بالکل پری جیسی ـــ بیحد معصوم ـــ بڑی نیک ـــ با اخلاق ـــ شیریں زبان۔ کہو تو اس کی تصویر بھی دکھا دوں۔ میں نے اپنے پرس میں رکھی ہوئی ہے۔ ہر وقت اسے دیکھتا رہتا ہوں" ـــ توصیف

نے مسکراتے ہوئے کہا اور شہلا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ وہ اس طرح دانت پیس رہی تھی جیسے ابھی توصیف کا نرخرہ اپنے دانتوں سے چبا لے گی۔ اس کی خوبصورت آنکھوں سے شعلے سے لپکنے لگے تھے۔

"یہ دیکھو تم خود ہی بتاؤ کس قدر خوبصورت ہے" ــــ توصیف نے جیب سے پرس نکال کر اس میں سے ایک تصویر نکال کر شہلا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور شہلا نے تصویر اس کے ہاتھ سے اس انداز میں جھپٹی جیسے کوئی بھوکا عقاب کسی معصوم سے پرندے پر جھپٹتا ہے۔ مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر موجود انتہائی غصے کے تاثرات تیزی سے بدلنے لگے۔

"تم ـ تم ـ مگر یہ تو میری تصویر ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے ------" شہلا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری ــ تمہاری کیسے ہو سکتی ہے ــ تمہارے چہرے پر تو غصہ ہے ــ آنکھوں سے شعلے نکل رہے ہیں ــ بالکل چڑیلوں کی طرح ــ اور یہ دیکھو کس قدر خوبصورت اور معصوم سی ہے ــ کیسے مسکرا رہی ہے" ــــ توصیف نے جواب دیا تو شہلا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ارے ارے اب تو واقعی یہ تمہاری تصویر لگنے لگ گئی ہے" ــــ توصیف نے چونک کر کہا اور شہلا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم مجھے تنگ کیوں کرتے ہو ــ تم نے مجھ سے بات کیوں نہیں کی تھی" ــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا غصہ اپنی تصویر دیکھ کر نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔

"اصل بات بتا دوں" ــــ توصیف نے اس کے ہاتھ سے تصویر لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں بتاؤ کیا بات ہے" ــــ شہلا نے چونک کر پوچھا۔

"تم غصے میں اس تصویر سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتی ہو" ــــ توصیف نے کہا اور شہلا کی مترنم ہنسی سے ایک بار پھر کمرہ بھر سا گیا۔

"باجی کوئی علی عمران صاحب آئے ہیں آپ سے ملنے" ــــ اچانک ملازمہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے عمران صاحب اوہ کہاں ہیں وہ ــ اسے انہیں باہر کیوں روک رکھا ہے" ــــ توصیف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ملازمہ تیزی سے باہر کی طرف لپک گئی۔

"تم ـ تم ـ میں نے ابھی منہ بھی نہیں دھویا۔ اوہ ------" شہلا بھی بوکھلا سی گئی ــ لیکن اسی لمحے کمرے میں عمران۔ آغا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل داخل ہوئے۔

"اوہ تو آغا نے آپ کو یہاں کا پتہ بتایا ہوگا" ــ توصیف نے آغا کو دیکھتے ہی کہا۔

"ہاں۔ لیکن توصیف تم نے مجھ سے غلط بیانی کیوں کی تھی" ــ

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"غلط بیانی کیسی غلط بیانی" ـــــ توصیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہی کہ شہلا تو انتہائی بدصورت سی لڑکی ہے ـ بڑی غصیلی اور لڑاکا ہے ـ مگر شہلا تو تمہاری بتائی ہوئی باتوں سے الٹ ہے ـ یہ تو اس قدر خوبصورت ہے کہ پریاں بھی اس کے سامنے آتے ہوئے شرماتی ہوں گی" ـــــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو توصیف بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ تھوڑی دیر پہلے آجاتے تو آپ کو یقیناً میری بات پر یقین آجاتا" ـــــ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم ـ تم نے میرے متعلق یہ کہا تھا ان سے" ـــــ شہلا نے غصے سے آنکھیں نکال کر توصیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خبردار اگر تم نے شہلا کے متعلق ایسے فقرے کہے تو میں زبان کھینچ لوں گا ـ سمجھے ـ شہلا میری بہن ہے ـ بالکل ثریا کی طرح ـ اور جس کا بھائی زندہ ہو۔ اس کے متعلق ایسی باتیں ذرا سوچ کر کیا کرنا ہاں" ـــــ عمران نے بھی غصیلے لہجے میں کہا تو شہلا کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"جی بہتر شہلا کے بھائی صاحب۔ آئندہ یہ گستاخی نہ ہوگی" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ کتنے اچھے ہیں عمران بھائی ـ مگر آغا تو کہہ رہے تھے کہ آپ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں ـ ایجنٹ تو بڑے ظالم اور سفاک

لوگ ہوتے ہیں۔ مگر آپ تو ایسے نہیں لگتے" ـــــ شہلا نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا ـ اور آغا بے اختیار ہنس پڑا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیئے۔

"ارے ارے توبہ میں بھلا کیسے ایجنٹ ہو سکتا ہوں۔ اصل میں آغا نے اسے جنٹلمین کہا ہوگا اور آغا کی عادت ہے کہ وہ کم بولتا ہے۔ اس لئے اسے جنٹلمین کا مخفف کر دیا ہوگا۔ اے جنٹ کیوں آغا" ـــــ عمران نے کہا اور آغا اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ جنٹلمین تو واقعی آپ ہیں۔ بالکل ہیں۔ میں تو ڈر گئی تھی" ـــــ شہلا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی شہلا کی معصومیت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم خود سوچو بھلا تم جیسی معصوم اور خوبصورت بہن کا بھائی بھلا ایجنٹ ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ صفات توصیف میں پیدا ہو گئی ہوں تو اور بات ہے" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بن کر تو دیکھے ایجنٹ ـ میں اس کا سر نہ توڑ دوں گی۔ اچھا آپ لوگ بیٹھیں میں آپ کے لئے ناشتے کا بندوبست کرتی ہوں" ـــــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اتنی معصوم لڑکی تمہیں مل کہاں سے گئی ہے۔ بہرحال ہم سب اس کے شکر گزار ہیں کیونکہ میرا خیال ہے۔ اس کی وجہ سے ہی ہمیں نئی زندگی ملی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔
"بڑی مشکل سے منایا ہے اُسے ورنہ وہ تو اس بار پکی کُٹی کئے بیٹھی تھی۔ کہ میں نے اُس پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو ترجیح کیوں دی" ___ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ابھی سے گھبرا رہے ہو۔ یہ کام تو تمہیں باقی ساری عمر کرنا پڑے گا" ___ عمران نے کہا اور توصیف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"توصیف تمہارے ہسپتال سے آنے کے بعد کرنل راجندر سنگھ آیا تھا۔ وہ انتہائی سخت غصے میں تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ اس کے جانے کے بعد اُس کوٹھی پر کس نے حملہ کیا اور کیا چیز وہاں سے نکالی گئی ہے۔ کیونکہ تم نے اس کے آدمی کو بیہوش کر دیا تھا۔ اور کمرے کا فرش توڑ کر نیچے تہہ خانے سے وہ کیپسول نکال لئے تھے۔ ظاہر ہے کرنل راجندر سنگھ نے یہ تبدیلیاں نوٹ کر لی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عمران کی یہاں موجودگی اور پھر ایکریمین ایجنٹوں کے اڈے میں اس حالت میں پائے جانے۔ سب باتوں کا جواز چاہتا تھا" ___ آغا نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے تو مطمئن نہیں ہو سکتا پھر آپ نے کیا جواب دیا" ___ توصیف نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے یہی بتایا ہے کہ میں تو آغا کی خالہ کے بھتیجے کی ساس کی نند کے بیٹے کے عقیقے میں شرکت کرنے یہاں آیا

ہوا تھا کیونکہ اس عقیقے پر پہاڑی بکرے ذبح ہونے تھے اور مجھے ان پہاڑی بکروں کا گوشت بیحد پسند ہے۔ کیونکہ یہ گوشت ہلتے ہوئے دانتوں کے علاج کے لئے بیحد اکسیر ہوتا ہے۔ اور یہاں آغا نے بتایا کہ اس کے دوست توصیف کی معصوم سی منگیتر شہلا کو لفٹ دینے کے بہانے ایکریمیا کے خوفناک ایجنٹ اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ اور توصیف بہادر شہزادوں کی طرح اُسے چھڑانے کے لئے دیووں کے ملک میں بے خطر کود پڑا ہے۔ مگر دیو طاقتور نکلے۔ جس پر شہزادے کے دوست وزیرزادہ آغا کو اُسے چھڑانے کے لئے جانا پڑا۔ اور ظاہر ہے وزیرزادہ آغا کے دوست پیچھے کیسے رہ سکتے تھے۔ اس لئے ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ لیکن یہاں پہنچ کر الف لیلیٰ کی کہانی اُلٹ ہو گئی۔ ظاہر ہے یہ جدید دور ہے۔ کہانی اس طرح الٹی ہوئی کہ شہلا پری تو دیووں کے سردار کو زخمی کر کے نکل گئی۔ البتہ شہزادہ اور اس کے دوست ان کے قابو چڑھ گئے۔ جس پر شہلا پری کو میدان میں اترنا پڑا۔ اور وہ اپنے ساتھ دنیا کے سب سے بڑے جادوگر کو لے آئی۔ اس طرح دیووں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب بڑے جادوگر کے جانے کے بعد کیا ہوا۔ یہ جادوگر خود جادو کے گولے میں دیکھ لے" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور توصیف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کہانی تو واقعی بیحد دلچسپ ہے عمران صاحب لیکن آپ یہ تو بتائیں کہ پہاڑی بکرے کا گوشت ہلتے ہوئے دانتوں کا

اکسیری علاج کیسے ہو گیا۔ یہ گوشت تو اچھے اچھے مضبوط دانتوں کو ہلا دیتا ہے" ـــــ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اکسیری علاج ہے ہلتے ہوئے دانت نکلوانے ڈینٹل سرجن کے پاس جاؤ تو وہ ایک دانت نکالنے کی اتنی فیس چارج کر لیتا ہے جیسے اس نے ہلتا ہوا دانت نہ نکالنا ہو۔ سونے کی کان سے سونا نکالنا ہو۔ جبکہ پہاڑی بکرے کا گوشت پوری بتیسی مفت باہر نکال دیتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور کمرہ توصیف کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہے سے گونج اُٹھا۔

"ہمارے یہاں آنے کا مقصد یہی ہے کہ راجندر ظاہر ہے تم سے اور شہلا دونوں سے آ کر بات کرے گا۔ اس لئے اُسے بھی شہلا پری۔ ایکریمین دیو اور بڑے جادوگر والی کہانی سنائی جائے۔ اسے ہیلی کاٹ کیپسولوں کے بارے میں ہرگز علم نہیں ہونا چاہیئے" ـــــ آغا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا بالکل ایسا ہی ہو گا آپ بے فکر رہیں۔ اس لئے تو میں نے ان کیپسولوں کو فوری طور پر وہاں سے نکلوانے کی تدبیر کی تھی۔ ورنہ ان کرنل صاحب کو پتہ چل جاتا تو وہ خزانے کی سانپ کی طرح اس پر کنڈلی مار کر بیٹھ جاتا" ـــــ توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان ہیلی کاٹ کیپسولوں کی خاطر تو اتنی خونریزی ہو چکی ہے کہ اب تو انہیں ہیلی کاٹ کی بجائے گردن کاٹ کہنے کو

جی چاہتا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد